وَاللهُ عَزِيزٌ ذُو انْتِقَام

الحمد لله که درین زمان سعید حصه ششم

غلبه حیدری

معروف به

سیلاب نامه

در مطبع اثنا عشری طبع شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین محمد وآلہ واصحابہ اجمعین اما بعد حمد و نعت کے خاکسار ... سجاد علی ناظرین کی خدمت مین عرض کرتا ہے کہ بعد ملاحظہ اس ... حق مین دعاے خیر فرماوین اور اس تذکرہ شہدا کے سننے سے ثواب ... کرین وباللہ التوفیق وھو خیر رفیق۔

معرکہ سی و ششم ۳۶

سخن پیراے داستان صداقت نشان وناقل حکایات دلفریب وراستی انجام کے زبان مستند بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ اوسی دن امداد ابن زیاد کے لیے جب فوج کثیر شام شقاوت نشان سے آگئے کہ سب لوگ شمار مین ساٹھ ہزار فوج مین ہو گئے اور لشکر ظفر اثر مومنین مین کل تو دس ہزار آدمی باقی رہے ابن سلیمان نے متردد ہو کر ورقا ابن عازب سے کہا کہ اے دلاور اب اس مصلحت ہے ہماری فوج مین تو سپاہ بہت کم ہے اور ابن زیاد کے لشکر مین سپاہ

... دشمن کی جمعیت ہو گئی ہے پس اے نامدار اگر مناسب ہووے تو آج میدان کارزار سے کنارہ کش ہو کر ہم لوگ اپنے اپنے گھرون کی راہ لین ... سپاہ مجتمع کر کے پھر آکر اس بد گہر سے پیکار جو ہو کر مطلب دلی حاصل کرین یہ سنتے ورقاے نامدار نے منغص ہو کر کہا کہ اے ابن سلیمان عالیشان خاموش ہو کر ایسی باتین تیری شان جرأت وہمت کے شایان نہین ہے اور اے دلاور سوا اس خرخشے کے اگر یہ بات ہماری سپاہ ہمت پناہ سن پائے گی تو ابھی شکستہ دل ہو کر ایسی ہمت ہار دیگی کہ پھر ایک آدمی بھی تیرے پاس دم بھر نہ ٹھہرے گا بلکہ حصول مقصد سے مایوس ومحروم ہو کر آوارہ دشت ادبار ہو جاے گا اور اے سردار محمد ابن سلیمان ہر چند کہ تیری راے کامل مناسب وقت ہے مگر صبر وتامل کے ساتھ بات کرنی لازم ہے کہ اس وقت ایسے کلام کا موقع نہین ہے اور اگرچہ تجھے دشمن ہشیار کے ... تو بے حد بیتاب ہے مصرع دشمن اگر قوی است نگہبان قوی تر است اور اے نور دیدہ من مین قبیلہ بنی ازد مین نامہ بھیجکر لوگ امداد کے ... اپنے پدر مہربان سلیمان کے پاس خط لکھ کے اوسکے پاس سے فوج ... بغیر اس تدبیر کے اسدم کوئی بات مناسب نہین ہے پس محمد ابن سلیمان نے اس کلام ورقا کو مستحسن سمجھ کر اپنے باپ کے لئے چند کلمہ مختصر فقط حال جنگ وجدال وطلب امداد مین لکھ کے عمیر کو نامہ دیکے جب شبا شب روانہ کر دیا تو ورقا نے بھی ایک رقعہ رقم کر کے قاصد کو دیکے قبیلہ بنی ازد مین بھیجدیا ولیکن جب صبح نمودار ہوئی اور ابن زیاد نے جنگ گاہ مین آکر اپنے لشکر کی صفین آراستہ کین تو ورقاے نامور نے بھی اپنی سپاہ جرأت پناہ کو مقابلہ لشکر اعدا بعینہ صف آرا کیا اور طبل جنگی فوج طرفین مین جب بجنے لگے تو سپاہ جانبین یکبار اپنے اپنے مقام سے حرکت پذیر ہوکے آپس مین متقابل ہو کر ایسے مستعد مقاتلہ ومحاربہ ہو گئے

کہ دونون طرف کے لوگون سے کارزار رستم اسفندیار کا سامان ظاہر ہوگیا اور
ہر ایک [illegible] ہیں گویا ایک دوسرے کے خون کا پیاسا تھا کہ بغیر [illegible]
برش تیغ آبدار و سنان جانستان کے کوئی کسی سے کچھ ہمکلام نہوتا تھا غرض صبح سے
تا شام بازار کارزار جب اسطرح برگرم رہا اور بہت سی لاشیں میدان قتال میں
جابجا پڑے زمین پر مانند انبار خس و خاشاک ڈھیر ہوگئیں تو ناچار وقت شام سودا
کار [illegible] تار دیکھکر خریداران جنس خالص نام آوری جنگ گاہ سے اپنے اپنے لشکرگاہ کو
پھر گئے اور اوس دن بھی قریب پانچ سو جوانان شہامت نشان کے لشکر اسلام میں سے
ہر چند دار السلام میں جا کر نزیل گزین ہوے والا فوج ستم کے پانچ ہزار نابکارون نے
بھی در جہنم پر جا کے قیام کیا اور وہ شب گذر کے جب دوسرا دن آیا تو لشکر طرفین پھر
حرب گاہ میں آکے تا شام ایسے مشغول جنگ و جدال ہے کہ اوس روز بھی بہت سے
لوگ دونون طرف کے مارے گئے القصہ اسی طرح نو دن تک جب [illegible]
گرمی پذیر رہا تو دسوین دن عراق کی بہت سی سپاہ بہر امداد ابن زیاد آئی [illegible]
آنے سے فوج مشرکین کی ہمت دوبالا و عبید اللہ ابن زیاد کی [illegible]
حرب افزون ہوگئی اور سپاہ جرات دستگاہ اہل دین کو ہر چند اس [illegible] کثرت
سے فوج بدخواہی نے گھیر لیا مگر یہ غضنفر سرکہ آرا شہدائے دشت کربلا علیہ السلام کے
حال پر نظر کر کے لشکر بدخصال کفار سے درستی کار جنگ جدال میں کسی طرح باز نہ آئے تا وقتیکہ
اوسی روز قریب تیسرے پہر کے دن آیا اور اوسی حال میں یکبار گرد عظیم ایک گوشہ صحرا سے ایسی
نمودار ہوئی کہ چادر غبار نے روئے خورشید انور کو حجاب میں کرلیا اور دو دو دشت کا در
وادیہ [illegible] ہونے سے نشان اذا زلزلت الارض و شور قیامت کے آثار جب آشکار
ہو گئے تو صولت آمد فوج دریا موج دیکھکر دونو لشکر خیال کارزار سے باز رہ گئے ۔
سپاہ دلیری دستگاہ میں مصروف ہوگئے بناگاہ عمیر ابن طارق نامور کا نشان لشکر

جب نمایان ہوا تو دیکھا کہ وہ دلاور دوبارہ ہزار مرد جرار نبی ازد ہمراہ لیے ہوے لشکرگاہ
فوج مومنین کی طرف متوجہ ہوا اور بہ حال خوشنودی تمام [illegible] سپاہ اسلام
جسدم باہم تہنیت کے کلام کرنے لگے تو اہل شام کے دل پر رنج و الم سے ایسا
ابر سیہ غم چھا گیا کہ تیرہ دل گھبرا کر دیوانہ وار ایک دوسرے کی صورت دیکھنے لگے
مورخین بیان کرتے ہیں اوس گروہ قلیل میں اعلام فیروزی نشان اس کثرت سے
تھے کہ گمان فوج کثیر ادہر ہوتا تھا اور تمام میدان وفور علم ہائے زنگارنگ سے اوسدم
اسطرح پر غیرت بخش تختہ گلزار ہوگیا تھا کہ دیدہ ہائے اہل بصیرت اوسکے تماشا سے روشنی
پذیر فرحت و سرور ہوتے تھے اور ابھی اس فوج دریا موج کے خیمے برپا نہو چکے تھے کہ
غبار [illegible] پھر ایک گوشہ میدان سے نمایان ہوا لیکن اوس غبار کو دیکھکر لشکر
طرفین [illegible] حالی سے ایسے متردد ہوے کہ باضطرار تمام ہر ایک شخص آپس میں دوسرے
[illegible] لوگ کسکی امداد کے لئے آتے ہیں اور بعد شگاف ہونے دامن
[illegible] علامت گروہ شیعیان جناب حیدر کرار علیہ السلام کے آثار جب نمودار
[illegible] تیس ۳۰ ہزار مرد جرار نبی خزاع میں سے ہمجدی محمد ابن سلیمان کے
[illegible] امداد [illegible] دو اسپہ چلے آتے ہیں کہ اوس گروہ حق پژوہ میں ہر ایک پہلوان
[illegible] قوت و ہمت [illegible] نریمان رستم دستان کو کار کارزار میں تعلیم دینے والا تھا اور
اسطرح کے ہر فن میں صاحب کمال عدیم المثال تھے کہ نوک سنان سے چشم ناظر
تماشائے نیزہ بازی میں سرمہ لگا دینے پر مہیا و تیراندازی میں ایسے بے نظیر کہ اگر
چاہیں تو تیزاب نوک پیکان سے دیدہ سوفار سوزن کو قدح کر کے تشنہ امتحان کے
آنکھیں جام مشاہدہ سے سیراب کردیوین اور بکمال تیغ زنی میں ایسے صاف دست
کہ مانند خیار تر سرہائے گردن کو ایک جنبش دست سے جوزنگ کرنے میں شہرۂ آفاق
تھے القصہ ان لوگون کے آنے سے محمد ابن سلیمان کو نہایت خوشی حاصل ہوئی اور

اور ہر ایک بغل گیر ہو کر خیریت احوال پرسی کرنے لگا تو دو پہر کے بعد پھر ایک گرد صحرا میں
ایسی بلند ہوئی کہ رنگ غبار سرخ معلوم ہونے لگا اور مقابلہ باد تند سے جب اسنر
غبار شگافتہ ہو گیا تو معلوم ہوا کہ ایک گروہ دلیر انبوہ تین ہزار آدمیوں کی جمعیت سے
با نشانہای سرخ اس شان و شوکت سے چلا آتا ہے کہ سب نیزے ہاتھوں میں لیے ہوئے
کمانیں کندھوں میں لٹکائے ترکش زیب پشت کیے تلواریں کمروں سے لگائے گھوڑوں
کی باگیں اوٹھائے برابر برابر باندھے ہوئے چلے آتے ہیں اور علامت با سعادت کے
نشان سے جب ثابت ہوا کہ یہ سب لوگ غلام جناب علی ابن ابیطالب علیہ السلام
گروہ قبیلہ بنی ازد بنی عم ورقا ابن عازب نامدار دشمن جان قوم بنی امیہ سے ہیں [illegible]
دیکھ کر ورقائے نامور با کمال سرور و شادمانی و کشادہ پیشانی شکر عنایت ایزد متعال ادا
کر کے ابن سلیمان سے کہنے لگا تو نے قدرت خداوند جہان کا بھی معاملہ کچھ دیکھا [illegible]
بسبب برکت ولائے جناب شیر یزدان علیہ السلام حضرت خداوند [illegible]
ہمکو شر اشرار سے محفوظ رکھے ہیں پس وہ اس میں ہمارے لیے یا در نگہ [illegible]
محفوظ کیا بیت منشین ترش تو از گردش ایام که صبر گرچه تلخ است [illegible]
مشہور ہے کہ اوس دن بازار کارزار عدم خریداری جنس جدال و قتال مجاہدان [illegible]
سے بہت گرم ہوا کس لیے کہ خیال سودائے خوف و رجا میں لشکر طرفین کے لوگ
مصروف رہے اور وقت غروب آفتاب جب طرفین کی فوج سے طلایہ نکلا تو سپاہ
جانبین جا کر اپنے اپنے خیاموں میں بے خوف آرام سے استراحت پذیر ہوئے القصہ
دوسرے دن بعد نماز صبح سپاہ فوج مومنین یکدل ہو کر باہم جب اس بات پر قسمیہ ہوئے
کہ اگر خلقت مشرق و مغرب ابن زیاد بانی فساد کی طرف مجتمع ہو کے ہم سے برسر جنگ
ہوگی تو زنہار ہم لوگ استراحت کے ارادے سے کمریں نہ کھولیں گے جب تک کہ پسر زیاد
زندہ رہیگا اور اسی بات پر متفق ہو کر تمام سپاہ شہامت دستگاہ نے ورقا ابن عازب

والی مقدار سے جا کر طریقہ بیعت ادا کیا کہ بے سردار کے فوج تباہ و خراب رہتی ہے پس
جب ورقا ابن عازب نامدار پر سرداری فوج کے عہدے نے قرار پایا تو اوس نامدار
نے اپنے لشکر کے جوانوں کو مانند نیزہ و تلوار و سپر و زرہ وغیرہ کے جو جو سامان ضرور
تھا تقسیم کر کے لوگوں کو باراستگی تمام میدان میں لا کر علمہای رنگا رنگ
پھریرے کھلوائے نظر مردم میں سامان گلزار کو جلوہ گری دے کے سپاہ کو بہر
حرب دشمن اسطرح پر صف آرا کیا کہ میمنہ و میسرہ لشکر محمد ابن سلیمان و طارق
کے سپرد کر کے آپ قلب لشکر میں جا کر کھڑا ہوا اور دام عامرہ مومنہ نے جب دیکھا
کہ مومنین حربگاہ میں صف آرا ہو چکے ہیں وہ نور دیدہ پسر عفیف بھی اسباب جنگ
[illegible] تمام لشکرگاہ سے نکل کے صف قلب لشکر کے سرے پر
[illegible] اور ابن زیاد نے فوج ورقا ابن عازب نیک سیر کو اسطرح پر آراستہ
[illegible] لشکر کو بھی میدان کارزار میں صف آرا کیا اور سو نشان سپاہ تباہ کے
[illegible] علم [illegible] گئے اور طبل جنگی بجنے لگا تو جوانان لشکر اسلام کے آواز طبل و
[illegible] جرات و شجاعت میں جھومنے لگے اور بعضے اپنے رہواروں کو بقصد
جدال [illegible] پر لگانے لگے غرضکہ طارق اعمش شیر دل اپنے رہوار کو جھپٹ کر رجز
پڑھتا ہوا اس شان سے سوئے میدان چلا کہ ایک ہاتھ میں تلوار اور دوسرے
میں نیزہ لیے ہوئے شبرنگ گھوڑے پر سوار اور خود و زرہ و چار آئینہ سے آراستہ حربگاہ
میں آکر بعد ادائے مدح جناب علی ابن ابیطالب علیہ السلام اعدایان دین بخصوص
ابن معاویہ و پسر زیاد وغیرہ کی مذمت بیان کر کے کہنے لگا کہ اے پسر مرجانہ لعنت خدا
تجھ پر بلکہ تیرے آبا و اجداد پر باوجود اس دعوے اسلام کے فرزند جناب خیر الانام
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم حضرت امام حسین علیہ السلام کو تو نے تشنہ لب و
گرسنہ شہید کرایا اور اے پلید [illegible] کوئی کافر حربی اسطرح کا کام نہ کریگا جو تو نے کیا

کہ نام اسلام کا خیر اب گیا بخدا تیرے زندہ در گور ہو جانے کا یہ مقام تھا کہ تمام عمل
بد عجب ہے جہیر لعنت کرتے ہیں میں نے نامرد اس عمل قبیح کی مجال تیری تجھکو تو کسی کو
منہ دیکھانا روانہ تھا اور اوسکے عوض جمعیت کر کے شیعیان جناب حیدر کرار علیہ
السلام سے لڑنے کو آتا ہے اے پسر زیاد میں تجھسے بلکہ یزید سے بھی اندیشناک نہیں ہون
تو عبث اس جمعیت پر نازان ہو کر قلب لشکر میں کھڑا ہے مجھے اپنا گروید دکھاتا ہے اے
ستمگر میں غلام جناب حیدر و صفدر علیہ السلام ہون اگر تجھے تقویت امداد یزید
دعوی ہمت و دلاوری ہووے تو سپر تلوار پکڑ کے میدان میں آکر مجھ سے دو دو ہاتھ لڑ لے
دیکھون تو بنی امیہ کی اولاد میں تو کیسا بہادر اور دلیر ہے اور اے شخص بھلا ان بیچارے
چند درہم کے اجورہ دار چاہیون کو رزم گاہ میں بھیجکر اپنی جان کو میرے ہاتھ سے
بچاتا ہے واللہ اگر خواہش خدا ہے برتر بھی میرے قصد کے شریک ہے تو تجھے میں
نہ چھوڑونگا کیونکہ جسطرح تو میرا دشمن جان ہے میں بھی اسی طرح تیرے
ہون لازم ہے کہ آج تو خود حرب گاہ میں آکر مجھ سے میدان داری کرتا اور
قتل سے محفوظ رہیں لکھا ہے کہ ابن زیاد گفتگو سے طارق ابن اعمش کے خفیف
و خجل ہو کر ایک مرتبہ اپنی سپاہ دین تباہ کی طرف دیکھ کے بغیظ تمام کہنے لگا کہ
ایسا دلاور جو کہ اس زبان آور کو زبان تیغ و سنان سے جواب دیکے خاموشی مرگ
آشنا کر دیوے یہ سنکے ایک بدکردار فوج شام کے سرداروں میں سے کہ دس ہزار نابکارون
کا افسر تھا ہمیشہ وہ لعین تنہا میدان کارزار میں پانچ سو مردان کار کے برابر مقابلہ عدو کا
کام کرتا تھا ایک بارا اپنے پرے سے نکلکر ابن زیاد سے وعدہ قتل طارق اعمش کر کے
جنگ گاہ میں آکر بعد تعریف یزید و ابن زیاد نیزے کو تان کر مرکب کو کاوے پر لگا کے
جسدم طارق نامور پر حملہ ور ہوا تو وہ دلاور بھی نیزہ لیکے اوس سے مقابل ہو گیا اور جب
تین وار نیزون کے آپس میں ایک دوسرے کے خالی گئے تو چوتھے وار میں طارق نامدار نے

یا حیدر کرار علیہ السلام کہہ کر ایک نیزہ اوسکو مار کر پشت مرکب سے جدا کر کے اس زور سے
روے زمین پر دے مارا کہ تمام استخوان اوس بے ایمان کے ٹوٹ کر ریزہ ریزہ ہو گئے

محاربہ و مجادلہ لشکر دینداران طارق نامدار مع دیگر دلاوران جرار از فوج اشرار اہل نار



پس سپاہ دین نے یہ حال اوس نیک خصال کا دیکھ کے بعد نعرہ تکبیر جب شور
احسنت اوس دلیر کی شان میں بلند کیا اور فوج ابن زیاد کو ایسی حیرت ہوئی کہ
ایک دوسرے کی صورت دیکھ کے کہنے لگا کہ اے برادر خدا خیر کرے آج بے طرح پشگون
بد اول جنگ میں ہوا ہے کہ ایسا نام آور پہلوان رشک جرات دست سام و نریمان
طارق کے ہاتھ سے مارا گیا ہے کہ جسکے مارے جانے سے کمر ہمت لشکر شام ٹوٹ گئی

اور اسی حال مین ایک اور خونخوار لشکر کفار سے جنگ گاہ مین آکے طارق نامور
سے مقابل ہوا پس اس دلیر نے اوسکے سر پر ایک وار تلوار کا ایسا کیا کہ مانند وہ
سگ دو ہو کر واصل جہنم ہوگیا تو ایک اور مردود ثانی نمرود تاؤ پیچ کھا کے حربگاہ
مین مثل برق آکر طارق عالی گہر سے مقابل ہوا مگر اس دیندار نے اوسے بھی بات
کرنے کی مہلت نہ دی اور ایک چشم زدن مین سوے دوزخ روانہ کیا اور اوسی طرح
پے در پے ستر آدمیون کو لشکر اہل نار مین سے جب واصل جہنم کیا تو یہ حال پر ملال دیکھکر
ابن زیاد کا مونھ رنج و بیم سے زرد ہوگیا اور لشکر مومنین سے صداے واہ واہ و فوج
بیدین سے نعرہ آہ آہ کا غل جسدم بلند ہوا تو قریب اس حال کے اوس بیدین کا حال
پہونچا کہ ہول کے مارے مرغ روح بدذات قفس تن سے پرواز کر جاوے پس طارق
اعمش نامور نے جب پھر مبارز طلب کیا اور کسی بدبخت کا حوصلہ میدان جنگ مین
آنے کا نہ پڑا تو ابن زیاد ہر ایک کا منھ دیکھکر کہنے لگا کہ اے یارو کیسے
ابو ترابی کو کیسی آفت ناگہانی سے سامنا پڑگیا ہے اور کسی طرح اس [illegible]
نجات نہین ہوتی ہے پس اے ایہا الناس بجان یزید ابن معاویہ اگر [illegible]
مارا جاوے اور اس بے جگر کا سر میرے پاس کوئی بطور نذر لاوے تو مین [illegible]
و زر سے ایسا سرفراز کرون کہ قارون سے ہمسری کا دعوی کرنے لگے اور اسی طرح
کے کلمات بیہودہ و فریبندہ اوس بیدین نے بہت سے بک کر ہر چند اپنا مغز خالی کیا
ولیکن اوس بدگہر سے کسی نابکار نے بسبب خوف جان حکم میدان داری نہ لیا
بیان کرتے ہین کہ اوسدم ابن زیاد حیرت و فکر مین تھا کہ اب کیا ہوگا اور ایک طرف
غلبہ حال شجاعت طارق نامور نے بیدینون کو غرق بحر تحیر کیا تھا اور دوسرے سمت
سے احوال پہلو تہی رفقا نے بدکردار کی روح ناپاک کو دستگیر اندیشہ ہزیمت و ہلاکت
کے مانند نقشۂ تصویر کر دیا اور جب کسی بدخو نے طارق جنگجو سے عزم رزم نہ کیا تو

ناچار بعد صبر کے از مرکز کو مہمیز کرکے آپ سوے رزمگاہ عازم ہوا کہ یکبار ایک جفاکار
صعلوک شامی نامی اپنی جا سے حرکت کر کے پسر زیاد کے روبرو جا کر کہنے لگا کہ اے
امیر تو آپ بہر رزم طارق اعمش کیون نہین جاتا ہے حکومت شہر موصل تو میرے
نام پر مسلم کردے تو مین جناب طارق کا عازم ہو کر اوسے مار کر تیری نذر کے لیے
اوسکا سر لے آؤن یہ سنکے وہ ملعون خوش ہوا اور جواب دیا کہ اے صعلوک
طارق کا سر لانے کے صلہ مین امیری موصل کیا چیز ہے وہان سے تا شام جتنے
شہر ہین ایسے تیرے تابع فرمان کر دونگا کہ مانند میرے سب تیرے حلقہ بگوش ہونگے
غرض وہ بد اصل نیکو صورت فریب غول سیرت مین آکے راہی میدان نبرد ہو کر
طارق دیندار کے برابر جا کے ایک بار اپنی دلیری و بہادری کے عقیدہ بد بیہ
بہت [illegible] مباہات کرنے لگا کہ اوس سفاک دشمن اولاد پاک جناب صاحب
لولاک صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا یہ دستور رہتا کہ جب کسی کو محبان جناب
امیر والی [illegible] علیہ السلام مین سے قتل کرتا تھا تو اوس شہید کے خون سے
اوسکا نام و نقشہ کاغذ مین رقم کرکے بصورت تعویز بازو پر باندھ لیتا تھا پس طارق
نامدار نے جب یہ بیہودہ گوئی اوس نابکار کی سنی اور اوس ملعون کو بغض اہلبیت
رسالت علیہم الصلوۃ والسلام مین شدید تر پایا تو باہستگی تمام پوچھا کہ
اے لعین اپنا نام و نسب و وطن تو اظہار کر کہ آیا تو عراقی ہے یا شامی یا اور کسی
ملک کا رہنے والا ہے اے جوان ہر چند ظاہر مین تو بڑا قدآور ہے و الا بسبب
سیرت بدعداوت جناب شاہ ولایت علیہ السلام کہ تجھ مین موجود ہے
تیرا قد بلند و جسم قوی میری نظر ہمت مین پست و ضعیف معلوم ہوتا ہے مشہور
ہے کہ وہ بدانجام طارق کا یہ کلام سنکے بغیظ تمام کہنے لگا کہ اے ابو ترابی کیا تو
مجھے نہین جانتا تمام عالم مین میرا نام مثل آفتاب و ماہتاب روشن ہے اے

بے خبر ہیں صعلوک شامی دشمنی علی و آل علی علیہم السلام میں تمام زمین [illegible]
مشہور ہے قتل محبان علی و اولاد نبی علیہم الصلوٰۃ والسلام سے مجھے اور
کچھ کام نہیں ہے بلکہ اب تجھے آپ معلوم ہو جاویگا کہ محبت آل سفیان میں تجھ
سے میں کیا سلوک کرتا ہوں یہ سنکے طارق نامور نے جواب دیا کہ اے لئیم
تو اپنی زبان سے ملعون کی ملک جہنم کا اقرار کرتا ہے خیر دیکھ تو میں تجھے کسطرح
پیش آکر تجھے دستگیر اجل کرکے سوئے دوزخ روانہ کرتا ہوں کہ زمین و آسمان اور
وحش و طیور تیرے حال زار اور میرے کار کو دیکھکر متحیر ہونگے اور اے بدگہر مدت سے میں تجھ
تیری تلاش میں تھا شکر خدا کہ آج تو مجھے نظر پڑا بس اب تو میرے ہاتھ سے کہاں بچکر
جا سکتا ہے یہ کہکے طارق نامور نیزے کو تان کر مرکب کو جولان میں لاکر جب اوس
لعین پر حملہ آور ہوا تو اوسنے جلد دستی کرکے ایسا ایک نیزہ پہلوے طارق دلاور پر مارا
کہ وہ دلاور اوس زخم کاری سے بیتاب ہو کر قاش زین سے روئے زمین پر گر پڑا بس جونہی
طارق اپنے چچا زاد بھائی کا یہ حال دیکھکے گھوڑے کو ڈپٹ کر مثل برق صعلوک بدگہر کے
برابر پہونچکر اور اوس پر حملہ ور ہوکے مصروف پیکار ہوا تو کئی مومنوں نے دوڑ کر طارق
نامور کی لاش اوٹھالی اور لشکر میں لیجاکے جسدم ورقا کے روبرو اوس بیدار کو
رکھدیا تو اوس دلاور نے یکبار ہوش میں آکر آنکھیں کھول کے ورقا سے کہا کہ اے
نامور ہزار شکر بارگاہ جناب کبریا میں کہ اپنی آرزو کے موافق صحراے کربلا میں ولاے
جناب آل عبا علیہم السلام میں مارا گیا لیکن اے سردار میں تجھسے ایک وصیت
کرتا ہوں لازم ہے کہ اوسکو توجہ دل عمل میں لاکر مجھے اپنا ممنون احسان کرنا اے
ورقا ابن عازب میں جسدم اس دنیاے فانی سے سوئے عالم جاودانی چلا جاؤں تو یہ
تعویذ جو میرے بازو پر بندھا ہوا ہے اسے کھول کر بعد مطالعہ عبارت جو کچھ لکھا ہووے
موافق اوسکے عمل میں لانا اور اے برادر یہ مکتوب بہت دنوں رقم کرکے اس خیال سے

میں نے اپنے بازو پر باندھ رکھا ہے کہ شاید بوقت مرگ مجھکو وصیت کرنے کے حواس
نہ رہیں تو اوسکے مضمون کو دیکھکر لوگ سب کام جو مجھے درکار ہیں کریں بس یہہ
کہکر مرغ روح اوس دلاور کا سیر گلگشت بہشت کا مشتاق ہوکر جب قفس
تن سے نکل گیا تو ورقاے نامدار نے بچشم اشکبار اوسکے بازو سے وہ تعویذ کھولکر
پڑھنا شروع کیا تو دیکھا کہ اوس مومن پاک نے لکھا تھا کہ اے مسلمانو جسدم اس
دنیاے ناپائدار سے میں راہی دار القرار ہو جاؤں تو مجھے دشت کربلا میں لیجا کے
دفن کرنا اور جو کچھ مال و زر میرا بعد اصراف دفن و کفن باقی رہے وہ سب خدمت
سید الساجدین علیہ السلام میں بھیجدینا کہ میں نے اپنی جان و دولت کو اونکی
[illegible] نذر کرنے کا عہد خداے برتر سے کیا ہے اور میرے زن و فرزند کا امین
[illegible] ب اوسی جناب کی خدمت میں پہونچا کر میرا سلام بھی اس
جناب میں عرض کر دینا بس ایہا المومنین جو کوئی یہ وصیت میری بجا لاکر
[illegible] خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خوشنود و مجھے ممنون کریگا خداوند
دو جہان اوس سے راضی ہووے گا اور حتی الامکان جو شخص اس وصیت کے
بجا لانے میں قصور کرے گا وہ پیش خدا و رسول و جناب ائمہ ہدیٰ علیہم السلام
[illegible] الذمہ ہے القصہ یہ سب مضمون مکتوب پڑھکر ورقاے عالی گہر نے
موافق تحریر عمل کرکے اور اوس مومن پاک کی لاش کو جوار گنج شہیدان میں
لیجاکے جب دفن کر دیا تو بعد اوسکے تمام مال و زر اوس نیک سیر کا فی الفور
خدمت جناب امام زین العابدین علیہ السلام میں بھجوا دیا کہتے ہیں کہ عمیر ابن طارق
عالی وقار جب صعلوک بدگہر سے مقابل ہوا اور بعد رد و بدل ہتھیار اوس دلاور نے
ایک تیر صعلوک بے پیر پر لگایا تو وہ خدنگ قضا آہنگ بسبب بقاے حیات
ملعون کچھ کارگر نہ ہوا اور اوس لعین نے بغیظ تمام حملہ ور ہوکر دھوکا دیکے ایک نیزہ

اس زور سے ابن طارق دلیر پر لگایا کہ باوجود روکنے سپر قبہ دار پر کہ او نامور نے اوسکے
وار کو اوسپر روکا تھا وہ خشت فولادی سپر و زرہ کو توڑ کر ناف عمیر سے گذر کر پشت سے
نمایان ہوا پس عمیر دیندار اوس ضربت جانگاہ سے بے طاقت ہو کر کلمۂ شہادت زبان پر
جاری کیا اور گھوڑے سے زمین پر گر کر راہی بہشت برین ہوا تو صعلوک ستمگر
گھوڑے سے اوترکے اپنے عقیدہ کے موافق خنجر سے سر عمیر ابن طارق تن سے جدا
کرنے کے خیال و تحریر و تصویر و اسم کی درستی سامان مین مشغول ہونے لگا
تو ام عامرہ مومنہ بھی گھوڑے کو دوڑا کے یکبار مثل اجل اوس بدعمل کے سر پر جا پہنچی
اور ضربت سنان جانستان سے اوس بے ایمان کو بے جان کر کے حکومت [illegible]
عوض مرتبہ صدر نشینی ایوان جہنم دیکے لاش عمیر ابن طارق جنگاہ سے اوٹھا کر [illegible]
ورقا کے پاس لے آئی تو اس مصیبت جانکاہ سے وہ دیندار ایسا اشکبار [illegible]
تمام لشکر اسلام اوسکے رونے سے باہ و نالہ ابن طارق کے ماتم مین رونے [illegible]
اوس دیندار کو بھی طارق اعمش کے برابر پہلوے گنج شہیدان معرکہ [illegible]
بصد حزن و الم دفن کر چکے تو ام عامرہ مومنہ پھر حرب گاہ مین جا کر لشکر [illegible]
مبارز طلب ہوئی مگر لشکر بیدین مین سے کوئی شقی اوس ممالی کے مقابلے کو
اس سبب سے نہ آیا کہ سب ملعونون کے دلون مین اوسکی دہشت اس درجہ
سما گئی تھی کہ جب اوس مومنہ کو ستم شعار میدان کارزار مین آتے دیکھتے تھے
تو اکثر بد گہر بدحواس ہو کر آپس مین ایک دوسرے سے اوسکی طرف اشارہ کر کے
کہتے تھے کہ خدا خیر کرے پھر وہی دلیر صف شکن حرب گاہ کی سمت آتا ہے غرض
ابن زیاد اپنے لشکر روبہ شعار کا یہ حال دیکھ کر جب غضبناک ہوکے ہر ایک سے
کہنے لگا کہ اے کم ہمتو ایک سوار سے تمہارا یہ حال ہے کہ اوسکے مقابلہ سے منہ چراتے
ہو بھلا اتنی ہمت تو نہ ہارو کہ مردان دلاور کے لیے یہ بات معیوب ہے ای جوانو

اگر زید سے تمکو خلعت و انعام لینا ہے تو سب لوگ یکبارگی حملہ کر کے اس اعرابی
کو تیغ و سنان تیر و تبر سے ایسا زخمی کرو کہ تاب گریز بھی باقی نہ رہے اور اگر اسطرح [illegible]
کرنے مین اس سے کوئی اندیشہ ہووے تو کمان مین کماندار و خدنگ انداز کماس
ایک سوار کو اول بارش باران تیر سے مجروح و عاجز کر کے پھر تیغ بیدریغ کرین
اے جفا شعارو جو شخص اسے مار کر اسکا سر لاوے گا شامات و موصل کی حکومت
سے اوسکو سرفراز کر کے مال و زر سے بے نیاز و مالامال کر دونگا پس جب اوس مکار
نے ایسی باتین کر کے اون بیدینون کو راضی کیا تو ایک مشرک اس طمع خام کے
خیال سے گھوڑے کو چھیڑ کر راہی جنگاہ ہوا اور ام عامرہ مومنہ کے برابر آ کے جب
مصروف پیکار ہوا تو اوس شیر بیشۂ شجاعت نے ایک دم زدن مین اوس نابکار کو
مار کر دار فنا سے سوے دار البوار روانہ کر دیا بلکہ سر اوس بیدین کا از روے کین خنجر آبدار
سے جدا کر کے لشکر ستم کو دکھا کر جسد م جنگاہ مین پھینک دیا تو ایک اور بدبخت
[illegible] حرب گاہ مین آکر ام عامرہ صالحہ سے برسر پرخاش ہوا
[illegible] نامور نے اوس نطفۂ شیطان کو بھی باوجود سنگینی سامان
حرب و اسلحہ [illegible] پے در پے ضربتون کے کھانے سے جب نظر [illegible] مین
[illegible] واصل جہنم کیا تو تیسری بار ایک اور ستمگر اون دونون سے
اسلحہ و جوشن مین زیادہ آراستہ مطیع خاص اصحاب ثلثہ مرکب کو ڈپٹ کر مثل
برق رزمگاہ مین آکر اوس مومنہ سے دوچار ہو گیا اور جب بعد رد و بدل [illegible]
وہ افسر اصحاب نار بھی واصل جہنم ہوا تو ایک اور بدگہر بھی اوسی طرح باغ دنیا سے
داخل خارستان دوزخ ہوا اور پے در پے اٹھتالیس ناریون کو مار کر مانند گندۂ
جہنم جسد م زمین پر ڈال دیا تو حواس خمسہ سپاہ ابن زیاد بد نہاد و [illegible]
فساد کے ایسے پراگندہ ہوگئے کہ پھر کسی بدگہر مین حوصلہ مقابلہ و مجادلہ اوس شیر

بیشۂ دلاوری سے باقی نہ رہا مشہور ہے کہ اوسدم ہر چند ام عامرہ مومنہ نے مبارز طلب
کیا اور لشکر کفار مین سے ایک نابکار بھی بہر کار زار راہی حرب گاہ نہوا تو یہ حال اون بد
ناکون کا دیکھ کر ام عامرہ قلب لشکر کفار کے برابر جا کر ابن زیاد بدنہاد کو مخاطب کر کے
پکاری کہ اے پسر مرجانہ ملعون اگر تجھ مین بالذات دلاوران معرکہ وغا سے لڑنے کی
ہمت نہین ہے تو یہ سب سلاح و جوشن اپنے تن نجس پر آراستہ کر کے میان مصافگاہ
قلب لشکر مین آکر کیون کھڑا ہوا ہے اے بے حیا جب یہ سامان رزم زیب بدن
کر کے مردان پیکار کی صف مین آکر استادہ ہوا ہے تو پھر آپ کیون نہین بہر حرب
دلاوران جنگجو رزمگاہ مین آکر ہنر مردانگی دکھاتا ہے اور بھلا ان چار درہمون کے
اجورہ دارون کے تئین سردارون کے مقابلے کے لیے بھیجکر عبث انکو کیون ہلاک
کرواتا ہے اس بات سے تجھے کیا حاصل ہوگا پس اے مردود اگر کچھ بھی تجھے دعوا
مردی و دلاوری ہے تو اسوقت عازم حرب گاہ ہو کر مجھسے مشغول [illegible]
و مقنع کا لباس اختیار کر کے مانند عورتون کے گھر مین بیٹھ رہ کہ تیری اس [illegible]
ہے ارچہ نجس بہتر ہے القصہ عامرہ مومنہ کی ان باتون سے اوس [illegible]
کچھ شرم و حیا دامنگیر ہوئی اور اسلحہ و جوشن سے خوب آراستہ ہو کے ایک مرکب
باد رفتار پر سوار ہو کے آپ عازم میدان قتال ہونے لگا تو یہ حال دیکھکر فوج بد نہاد
نے یکمرتبہ ہر سمت سے مثل اہل فریاد شور بے حساب بلند کیا کہ اے امیر خبردار اس
جوان رستم شان سے تو زنہار عازم پیکار نہونا کیونکہ فقط تیری ذات کی سلامتی سے
ہمکو اپنی حیات کی امیدواری ہے اور جسدم تو مارا گیا تو ہمارا جیتا رہنا مرنے سے
بھی بدتر ہے اے پسر زیاد اگر تجھکو اپنی جان کا کچھ پاس و خیال نہین ہے تو ہمارے
حال پر رحم کر کہ اپنی ایک جان دیکے ہم ہزارون فدویون کو خراب و برباد کرنا کچھ
اچھی بات نہین ہے اور اسی حال مین بسیار نامی ایک حرامی طوس کا رہنے والا

ابن زیاد بدنہاد کے روبرو آکے حبیب کہنے لگا کہ اے امیر قسم ہے سر یزید پلید و گور
معاویہ علیہ الہاویہ کی مین بپاس ہوس مال و زر مین اصلا مبتلا نہین ہونگا فقط
دشمن کشی کا فخر اپنے لیئے بس جانتا ہون کس لیئے کہ مردان دلاور کے لیئے یہ دولت
لازوال ایسی ہے کہ اسکے سبب سے تاقیامت جہان مین مشہور و معروف رہیگا اور
مین تجھکو بہر صورت مرتبہ و منزلت مین مثل یزید پلید سمجھتا ہون کہ وہ خلیفۂ عصر
اور تو اوسکا نایب ہے پس امیدوار ہون کہ امیر تو پہلے مجھے رخصت معرکہ گاہ سے
سرفراز کرے تا مین جا کے اوس دشمن سے مقابل ہون اور اپنے مطالب دلی
حاصل کرون اور اے پسر زیاد ہر چند کہ مجھے ایسے لوگون سے کہ قبائل عرب و
عجم مین نامور ہین مقابل ہونے مین تامل ہے الا جب آپ سرور لشکر اوس سے
لڑائی کا [illegible] ہوا ہے تو ناچاری اوسکے قتل پر مستعد ہونا پڑا اے سرور لشکر شام
لازم [illegible] کہ اوسکو قتل کرتا مین اس زنگ ملال کو آئینہ خاطر احباب سرداران
[illegible] سے زائل کر کے ثواب جہاد سے کامیاب ہو جاؤن اور اگر یہ ملازم سرکار
اس کام کے انجام مین عاجز ہو جاوے تو پھر سردار لشکر کفار اوسکی درستی مین مصروف
ہووے [illegible] غرض اوس لعین کی اس گفتگو سے ابن زیاد کے تن بیجان مین
جان آگئی تو وہ ملعون خندہ پیشانی ہو کر اوس نابکار کو دعاے خیر سے یاد کر کے
کہنے لگا کہ اے دلاور جا مانند تیرے نام کے دولت طول عمر بھی تیرے لیئے اس جہان
فانی مین بصد شادمانی و نعمت ہمیشہ باقی رہے پس یہ سنکے وہ ملعون یکبار
خود زرہ و چار آئینہ وغیرہ سے مسلح و مکمل و تمام سلاح جنگ سے آراستہ ہو کر
تلوار علم کیئے اور ایک کمند دلپسند فتراک زین سے باندھے ہوئے مرکب بادپا کو
جولان کرتا ہوا جب رزمگاہ مین آیا تو اوسکے آنے سے عجب طرح کا تہلکہ دل
مومنین مین پڑ گیا بیان کرتے ہین کہ وہ شقی کمند افگنی مین اپنا مثل زمانے مین

نہ رکھتا تھا اور تیر اندازی و نیزہ بازی کے فن مین بھی ایسا بیمثال تھا
کہ اوس شیر بیشہ سے مقابل ہوتے ہین بڑے بڑے سپاہیون کو تامل و پیش تھا
القصہ وہ بدگہر بعد گرو فر ام عامرہ مومنہ کے برابر جب آ کے پہونچا تو شمشیر تلوار کو
ہاتھ مین تول کے یہ کلمات نازیبا زبان پر لایا کہ میرا مثل آج اس زمانہ مین نہین
ہے اگر رستم و سہراب ہوتے تو میری غلامی کا حلقہ کان مین ڈالتے القصہ
عامرہ اوس مردود کے ان کلمات واہیات سے طیش و غضب مین آ کے
تلوار کو نیام سے کھینچ کر کہنے لگی کہ اے بیدین مینے تجھ سے اکثر بیہودہ مقال
اس زمانے مین آخر کو پریشان حال ہوجاتے دیکھے ہین اے بدکردار اپنی
زبان کو ایسے کلمات بیجا سے کوتاہ کر کے ہاتھ کو بہر کارزار دراز کر کہ اجل تیری قبض
کے لیئے رزم گاہ مین موجود ہے اور جو ہوس تیرے جی مین ہو کے اوسکو
عمل مین لا و الا اس جہان فانی سے آرزومند ہوکے ملک عدم کو چلا جاویگا
اور اے بدسیر تمام ہذیان جو بکا ہے تو بھلا اوس مین سے ایک تو اپنا کمال
میرے سامنے بھی تو اظہار کرتا مجھے بھی معلوم ہوجاوے کہ تو کیسا دلاور جنگ جو
ہے جو اپنے حال پر اسقدر فخر و مباہات کرتا ہے اے لعین بس اب جلد و جدال و
جنگ مین جلدی کرتا دیکھین کہ آج کون فتحیاب ہوتا ہے یہ سنکے وہ ملعون
غضبناک ہوکر جب ام عامرہ مومنہ پر حملہ آور ہوا اور آپس مین دونون جنگجو
شمشیر زنی کے ہنر کو ایک دوسرے کے تئین دکھانے لگے تو بڑے عرصہ تک دونون
دلیرون مین تلوار کی لڑائی رہی مگر کسی پر جب کسی کا وار کارگر نہ ہوا اور دونون
دلاور کار تیغ زنی سے تنگ ہوکر تلوارین پھینک کر باہم کمربند پلید پکڑ مین ہاتھ ڈال کے
اس ارادے سے زور آزمائی کرنے لگے کہ ایک دوسرے کو پشت مرکب سے جدا کر کے
روے زمین پر دے مارین یکبار سپاہ جانبین اونکا تماشا دیکھنے مین مصروف ہوئی

اور اسی خیال سے جب باہم دونون نے اس درجہ پر زور کیا کہ ہر ایک کا کلیجہ منہ
کو آنے لگا تو کیا کمربندون کو استواری سے سست و ناخنون سے خون جاری
دیکھکر ناچاری اس کار سے بھی باز آ کے ایک دوسرے کی کمربند سے ہاتھ اوٹھا کر
علیحدہ جا کھڑی ہوئی القصہ جسدم بسیار ستم شعار اپنی سیہ قلبی سے کمند افگنی پر آمادہ
ہو کے فتراک زین سے کمند تابدار کو کھولکر گھوڑے کو کاوے پر لگا کے حلقہ زن
ہونے لگا تو ام عامرہ مومنہ نے یہ حال اوس بدمآل کا دیکھکر یکبار اپنے چہرۂ پاک
رشک آفتاب سے نقاب اولٹکر اوس نابکار کو خواب غفلت کینہ جوئی سے بیدار کر کے
ایسا بیتاب تحیر سے بدمست کر دیا کہ وہ بدگہر بصورت تصویر سکتہ مین ہوکر بیکار
ہو کے بے بازو کے چپکا کھڑا ہوگیا اور ام عامرہ مومنہ نے اوس بیدین کو
اس حال مین مبتلا دیکھا تو اپنے دل مین سمجھ گئی کہ یہ لعین حلقۂ کمند اجل مین
پھنس چکا ہے انشاء اللہ تعالی اب اسکے قتل کرنے مین کچھ درنگ نہین ہے
یہ سوچ کے جب اوس مومنہ نے پکار کر کہا کہ اے لعین بلاے مد ہوشی تجھ
مین اسقدر مبتلا ہو کے کارپیکار جوئی سے باز رہنا مناسب نہین ہے لازم ہے
کہ ذرا بہوش مین آ کے آراستگی سامان مرگ مین مصروف ہو یہ سنکے وہ ملعون نگون
بخت بسبب نکہت خوش کلامی مومنہ پاک مستی خمار حیرت سے ہوش مین آ کے جب
پوچھنے لگا کہ اے پری رخسار سچ بتلا دے کہ تو کون ہے اگر انسان ہے تو مینے حسن و
لطافت کا آدمی آجتک زمانے مین کسی اپنی اس عمر مین نہ دیکھا اور نہ سنا ہے ام عامرہ
نے جواب دیا کہ اے لعین مین رشک حوران بہشت برین بہترین صورت ملائکہ
فلک حکم خداے جہان آفرین سے بصورت و ہیئت انسانی قتل اعدایان شیعیان جناب
شیرِ یزدان علیہ السلام پر مامور ہون لکھا ہے کہ یہ شیرین گفتاری اوس مومنہ کی دیکھکر
بسیار نابکار بے اختیار سرشار نشہ شراب تردد و تحیر ہوکر جسدم فرط تشنگی شوق احوال سے

مثل صدف دہن کھولنے کے ام عامرہ کا مونہہ دیکھنے لگا تو اوس صالحہ نے بسرعت تمام اوس بدکار کے دہن نا پاک پر ایک نیزہ ایسا لگایا کہ زبان اوس بے ایمان کی نیزے کے ساتھ گدی کے پار نکل گئی جب نیزہ اوس مومنہ نے کھینچا تو وہ نابکار گھوڑے سے منہ کے بھل زمین پر گر کے راہی سوے دوزخ ہو گیا تو لشکر اسلام سے شور احسنت و فوج شام سے نالہ واحسرتا ایسا بلند ہوا کہ ابن زیاد قتل بسیلہ سے باخبر ہو کے کچھ کھسیانا سا ہو کر اپنی سپاہ گمراہ سے پکار کر کہنے لگا کہ اے یاران با وفا بہت سے لوگ یکبارگی تم جا کر اس سفاک بیباک کو گھیر کے بہت جلدی سے ہلاک کرو کہ اسکی جرات کے ستم نے میرے خانمان راحت و آرام کو یکسر خراب تباہ کر دیا ہے یہ سنکے ...سو سوار جرار لشکر کفار میں سے آمادہ کارزار ہو کے جب سوے حرب گاہ چلے تو ام عامرہ مومنہ یہ حال دیکھ کر نام جناب شیر خدا علیہ السلام ورد زبان کر کے گھوڑے کو جولان میں لا کر اون پر حملہ ور ہو کے ضربت تیغ آبدار بیدینوں کو قتل کرنے لگی اور ہر چند وہ ستمگار بھی چار طرف سے اوس پر بیشہ و غا پر حربے لگاتے تھے الا فضل ایزد تعالیٰ سے اوس مومنہ پر کوئی کارگر نہوتا تھا ولیکن یہ جس نابکار پر وار تلوار کا کرتی تھی سوار کو مع مرکب چار کر کے زمین پر گرا کے راہی بئس المصیر کرتی تھی بس محمد ابن سلیمان نامور نے جب یہ دیکھا کہ ام عامرہ مومنہ ملعونوں کے نرغے میں گھری ہوئی ہے وہ دلاور ایک بار مرکب کو ڈپٹ کر برق کردار اوس مومنہ کی مدد کے لیے جنگ گاہ میں جا پہونچا اور سپاہ بیدین کو قتل کرنے لگا او سدم حرب گاہ میں اون دونوں دلاوروں نے ایکسو دس آدمی اون دو سو بدبختوں میں سے بڑی بہادری و دلاوری سے مار کر واصل جہنم کیے اور یقین ہے کہ اگر اوس دن شام نہو جاتی تو اوس گروہ شام میں سے صبح قیامت تک بجز عرصہ محشر ہرگز

نہین کسی بیدین کا پتا نہ لگتا غرض جب وقت شام نے گروہ بد انجام سیاہ کاران شام کی جان بچانے کے لیے اپنا قدم درمیان میں کیا تو دونو سردار عالی وقار غضنفر معرکہ آرائے جہاد و قتل روبہ شعاران لشکر شام ستم انجام سے ہاتھ اوٹھا کے حرب گاہ سے اپنے لشکر کی طرف راہی ہو گئے اور سپاہ ابن زیاد بھی اس بات کو غنیمت جانکر اپنی جان بچا کر جب سوے صف لشکر کمبختی اثر چلے گئے تو فوج اہل اسلام محمد ابن سلیمان و ام عامرہ کو بہ پیشکش نقد تحسین و آفرین بیشمار محفوظ کر کے بزینت تمام اون دونوں کو بیچ میں لیے ہوئے جانب لشکرگاہ روانہ ہوئے اور لشکرگاہ میں پہونچے ایک موسم اون دونوں جوانوں کی سلامتی جان و تن خصوصاً حال ام عامرہ پر شکر بے انتہا بارگاہ کبریا میں بجا لا کر مشاہدہ قدرت حافظ حقیقی حمد و ثناے ایزدی میں بجان و دل مصروف ہوئے کہ وہ مومنہ کے تہلکہ عظیم غلبۂ اعدا و بارش بے حساب آلات حرب اور ... محفوظ رہے تھے ان اللہ حفیظ لما یشاء و ہو خیر الحافظین

معرکۂ سی و ہفتم

مصور بہزاد نگار و معانی رقم مرقع اخبار احوال کارزار مجاہدین دیندار سے نقشہ حال نیرنگی روزگار کو اس صورت پر کھینچتا ہے کہ اوسی شب کو بعد الفراغ نماز و اکل و شرب آب طعام محمد ابن سلیمان نامور طول زمانہ جنگ و جدال میں آل کار اپنے لشکر کا بڑا سوچ کے ورقا ابن عازب عالی وقار سے کہا کہ اے دلاور ہر چند کہ جناب یور زیاد ستم ایجاد جیتا ہے ہم لوگوں کو کسی طرح پر چین و آرام سے کام نہین ہے مگر اسدم میری نظر میں سوائے اس تدبیر کے اور کوئی بات مناسب نہین ہے کہ جسطرح ہو سکے ان بدبختوں پر جمعیت کثیر سے جنگ میں لڑ کے کسی صورت پر ہم مقاصد دلی کو پہونچین گے اور علاوہ اس بات کے جسقدر کوشش کر کے ہم لوگ ان بدبختوں کو قتل کرینگے اوسیقدر ...

زیادہ یکبار ہر طرف سے لوگ انکی امداد کے لیئے آجاتے ہین چنانچہ ایسا موقع
کئی مرتبہ درپیش ہو چکا ہے اور جب ایسا سامان ان بے ایمانون کے لیے مہیا ہوجاتا
ہے تو یہ ولد القلب اول سے زیادہ جنگ وجدال پر مستقیم ہوکے کینہ جوئی پر آمادہ
ہوجاتے ہین پس اے نامور انکا تو یہ حال ہے اور ہمارے لشکر کے ہزارون مرد جرار
ابتک تلف ہو گئے پر کسی طرف سے ایک طفل صغیر بھی ہماری امداد کے لیے نہ آیا
اے ابن عازب عالی وقار اگر اسی طرح پر چند روز یہ معاملہ درپیش رہیگا تو یقین ہے
کہ ہماری سپاہ مین سے ایک جوان بھی زندہ نہ بچیگا اور جب باوجود ہلاک ہونے
تمام سپاہ ہمت پناہ کے بھی ہم لوگ حصول مدعا سے محروم رہے تو ہم لوگون کی تمام
جد وکوشش کرنی بھی بیفائدہ ہوجاویگی پس اے نامدار اگر تیرے نزدیک مناسب
ہووے تو آج شب کو ہم لوگ دورجا کے ان سیہ بختون کو قتل کرین [illegible]
بے اس امر کے کامیابی مطلب متصور نہین ہے الحاصل ورقا ابن عازب [illegible]
نے جب یہ تقریر محمد ابن سلیمان عالی نشان کی سنی تو [illegible]
پسند کرکے لشکر گاہ ابن زیاد بدنہاد پر شبخون کرنیکا اسطور پر سامان [illegible]
محمد ابن سلیمان کی ہمراہی مین دینے کے [illegible] نام آور سے کہا کہ تو لشکر گاہ اہل
ستم پر بائین طرف سے حملہ آور ہو اور مین داہنی طرف جاکر ان لعینون کو قتل کرتا ہون
اور ام عامرہ مومنہ سے کہا کہ اے صالحہ چند دم ہم لشکر اہل ظلم سے مشغول حرب وضرب
ہووین تو لازم ہے کہ اوس دم تو بھی سپاہ نصرت پناہ اہل دین کو ہمراہ لیکر ہماری
امداد کے لیئے آنا تا آج سب لوگ جانبازی کرکے دشمنان دین کو مار کر روے
زمین سے ناپید کردیوین الغرض محمد ابن سلیمان والا مکان تین ہزار آدمیون
کی جمعیت سے جب لشکر گاہ ابن زیاد لعین کی بائین حد پر راہی ہوا تو اسیقدر لشکر
ظفر اثر ہمراہ لیکر ورقا ابن عازب نامور بھی دست راست لشکر گاہ ابن زیاد بدنہاد

کی طرف روانہ ہوا اور اتفاقاً پسر مرجانہ بھی اوسی شب کو اپنے لشکر شقاوت اثر کے
سرداران کو بلا کے سب سے یہ کلمات درد ومصیبت آیات بصد حزن وملال
حسب بیان کرنے لگا کہ اے جوانون دوستان جناب شیر یزدان علیہ السلام
کا کیا علاج کرون کہ اس رنج والم سے دمبدم میری روح تحلیل ہوئی جاتی ہے
اسے کاشکے دایہ زمانہ نے وقت ولادت مجھے آب مرگ سے نہلایا اور عوض شیر
مادر زہر ہلاکت مجھکو پلایا ہوتا کہ مین اوسی دن لباس ہستی سے بدلے خلعت
نیستی سے ملبوس ہوکر سزاوار اس خلعت نازیبا سے اندوہ والم ہوتا اور
ایہا الناس اگر نظر انصاف سے ملاحظہ کرو تو حقیقت مین مجھ سے ننگ مردان
آل [illegible] کا دار دنیا مین جیتا رہنا سراسر محل حیف وندامت ہے کہ ایک
[illegible] ام عامرہ سے بسبب کم ہمتی رفقا کے جنگ مین سر بزمین
[illegible] ہوتا ہون باوجودیکہ اس فوج کثیر سے اوسکے قتل کی تدبیر مین شب وروز
[illegible] متردد رہتا ہون اور جب اون دلاوران معرکہ عزا مثل ورقا ابن عازب
و محمد ابن سلیمان وغیرہ سے کارزار درپیش ہووے گی تو اوسوقت کیونکر صورت نجات
[illegible] ہاتھ سے متصور ہووے گی کسلیئے کہ ہماری سپاہ مین ایسا کوئی دلیر صاحب
شمشیر اونکا حریف نہین معلوم ہوتا ہے کہ وہ حرب گاہ مین اونسے مقابل ہوکر
اونہین ہلاک کرکے ملک نام آوری پر متصرف ہووے گا اور اے یارو اگر تمہاری
راے بھی میری تدبیر کے موافق ہووے تو میرے نزدیک مناسب ہے کہ آج
اس پردہ شب مین ہم ان سب کو عین غفلت خواب مین تہ تیغ کرکے اونکے
دست زبردست محاربہ ومقاتلہ سے نجات حاصل کرلیوین یہ سنکے عمر سعد یکبار
تمام حضار مجلس سے پہلے بول اوٹھا کہ اے امیر کوفہ جو بات کہ تیرے ذہن عالی مین
آئی ہے اسی امر کو میرا دل بھی گوارا کئے ہوئے ہے پس امیدوار اس عنایت بیغایت کا

ہوں کہ اگر مناسب و مصلحت ہووے تو کچھ فوج میرے ہمراہ کر دیجئے تا میں اسیوقت جاکر ابوترابیوں پر شبخون کروں مشہور ہے کہ یہ کلام اوس بد انجام کا سنکے ابن زیاد نے خوش ہوکر بیس ہزار مرد جرار شام و بصرہ اوس بدگہر کے ہمراہ کر کے کہا کہ اے ابن سعد تو آگے چل کے اونکے قتل مین متوجہ ہو مین بہی ایکدم بہر کے بعد تیرے پیچھے آتا ہوں اور عمر سعد اوس گروہ کو ہمراہ لیکے جب روانہ ہوا تو اتفاقاً اثناے راہ مین ورقا ابن عازب نامدار سے وہ دوچار ہوگیا وہ دیندار بہی اوسی راہ سے چلا جاتا تہا اور یہ دونون لشکر جب باہم مقابل ہوگئے تو پہلے دونون طرف سے ایسی تیراندازی ہوئی کہ بہت سے لوگ جانبین کے مجروح و ہلاک ہوگئے ولیکن بعد اوسکے جب نیزہ و شمشیر پر نوبت آئی اور محمد ابن سلیمان صحابی اس حال سے مطلع ہوا کہ ورقاے نامور فوج کثیر ابن زیاد سے فلان مقام پر [illegible] وہ دلاور بہی امداد ابن عازب کے لیئے آکے مصروف قتل اشقیا ہوا غرض [illegible] کشت و خون ہونے لگا کہ ہر شخص کی زبان سے نعرہ الحفیظ بلند ہوا اور [illegible] تیر و نیزہ و شمشیر کا وار جب خالی نہ پڑا تو ایک دم بہر کے عرصہ مین اوس میدان وغا مین ہر سمت لاشون کے انبار ہوگئے پس عمر سعد لعین یہ حال دیکھکے عزم فرار کو قصد قرار پر افضل سمجہکر جب عنان مرکب کو پہیر کے آوارہ دشت ادبار ہوگیا اور نشان لشکر بد سیر بہی سرنگون ہوگیا تو تمام سپاہ بہی اوس گمراہ کی یکمرتبہ جنگ و جدال سے ہاتھ اوٹھا کے ہمپاے بیدین راہی وادی فرار ہوئے اور ابن زیاد لعین بعد عمر بیدین چالیس ہزار آدمیون کی جمعیت لیکے دوسری طرف سے جو سوے لشکرگاہ مومنین روانہ ہوا تہا تو ام عامرہ مومنہ بہی جاسوسون سے یہ حال سنکے بارہ ہزار دلاوران نامدار کو ہمراہ لیکر اوسی سمت جاکے ایسی مصروف وغا ہوئی کہ چشم فلک نے کبہی اسطرح کی لڑائی نہین دیکھی تہی کہتے ہین جب بعد کارزار

بیشمار و قتل سپاہ طرفین یکبار آثار صبح نمودار ہوگئے اور دیدہ مردم ناحق شناس مین تمام و کمال احوال افواج طرفین بعینہ ذرہ ذرہ منکشف ہونے لگا تو سپاہ ام عامرہ کو لشکر ابن زیاد سراپا فساد کو دیکھکر ایسی گہبرائی کہ بعض شخص بدحواس و پراگندہ خاطر ہوکے میدان جنگ سے فرار ہوئے اور فقط دو سو جوان باایمان کہ ہر ایک پہلوان رستم شان تہا جب گرد ام عامرہ مومنہ کے کہڑے رہ گئے تو وہ صالحہ اون بدعمل فراریون کا یہ حال دیکہ کے پکار کر کہنے لگی کہ اے مومنو یہ کیا غضب کیا کہ شماتت تمہارے شامل حال ہوئی کہ ایسے وقت مین دشمنان دین و آل جناب ختم المرسلین علیہم الصلوۃ والسلام کے مقابلے سے منہہ پہیر کے دروغ خجالت و ذلت سے پیشانی نام دلاوری کو داغدار کر [illegible] نے کہا کہ اے جوانو خدا و رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ سے شرم کرکے وفا سے [illegible] مستعد ہوکر نام جنگ جویان نامدار شیعیان جناب شاہ مردان [illegible] کرو کہ یہ بات آئین مردی و مروت کے سزاوار ہے اون بدعہد [illegible] نے اوسکے کلام پر عمل نہ کیا اور آوارہ دشت ادبار ہوکے داغ بیوفائی [illegible] سے چہرہ نام آوری کو داغ بدنامی سے سیہ کر دیا القصہ جب وہ گروہ ناحق شناس وسوسہ شیطانی سے رہ نورد جادہ فرار ہوگیا تو ام عامرہ مومنہ اوس جمعیت قلیل سے ابن زیاد بدنہاد کی اوس فوج کثیر سے ایسی پرخاش جدال و قتال ہوئی کہ بہت سے شامیون کو مار کر واصل جہنم کر دیا اور وہ مومنہ صالحہ مع رفقاے جانبازی کو اپنا رفیق شفیق کر کے تحصیل دولت خوشنودی خدا و رسول خدا علیہ الصلوۃ والسلام مین جب مصروف رہی تو تہوڑے سے عرصہ مین وہ سب دلاور اوس مومنہ صادقہ کے صلاے رفاقت مین سوے خلد پہونچے اور وہ شیر شجاعت بیشہ میدان وغا مین تنہا رہ گئی تو تائید ایزدی پر نظر کرکے قتل کفار پر آمادہ ہوکر جسطرف فرقہ ستم پر حملہ ور ہوئی ہر حملہ مین بیس چالیس آدمیون کو ضرب نیزہ و شمشیر سے

مارکر سوے فوج عدم روانہ کرنے لگی تو اوس دم ابن زیاد اوس مومنہ کی اس شجاعت
و جرأت کو دیکھکر اپنی فوج کو بصد لعنت و ملامت کہنے لگا کہ اے نامردو خنثی سے

حرب ام عامرہ مومنہ معاونہ فوج اسلام از لشکر ابن زیاد بد نہاد



تمہاری اس زندگی بیفائدہ پر کہ تم قریب چالیس ہزار آدمیون کے ایک سے ایک مرد
جرار سوار و پیادہ زحمت جراحت سے سلامت با اسلحۂ بیشمار میدان کارزار مین کھڑے
ہوئے ہو اور ایک عورت کہ وہ فقط نیزہ و شمشیر سے لڑتی ہے عہدہ برآ نہین ہو سکتے
اور اوسکا رعب اسقدر تمپر چھاگیا ہے کہ اوسکے مقابلے سے جان چھپاتے ہو اور بالفرض
اگر یہی ہے کہ تم اوس کے قریب سے نہین لڑسکتے ہو تو دور سے باران تیر و خدنگ
زہر آب برسا کے اسکو ہلاک کرو تا اسکی فکر سے تو فارغ ہو جاوین بس یہ کلام اوسکا سنکے
وہ گروہ ستمگر کچھہ غیرت مین آکر جب ہر سمت سے تیرونکا مینھہ اوس مومنہ صالحہ پر برسانے
لگے تو ام عامرہ صالحہ بھی برق کردار حملہ ور ہو کے اونکے غول کو مانند غولون کے طرف

صحراؤن پراگندہ کرنے لگی اور اون ملعونون کے حربون سے جب بسپر حفاظت
الٰہی بے زحمت جراحات سے اوسے محفوظ رکھا تو وہ مومنہ بتائید آسمانی اپنے
حال کی شریک دیکھکر اور بھی مثل شیر مست ہر سو گھوڑے کو ڈپٹ کر نیزہ و شمشیر
سے بیدینون کو زیر و زبر کرکے حال شجاعت و دلیری دکھانے لگی الا جب تکاپوے
بے انتہا سے تنگ ہوا اور اوس مومنہ کا تھک کے ایک جا پر گر پڑا تو کمند اندازان لشکر
بیدین نے چار سمت سے کمندین پھینک کر اوس غزال رعنائے عرصۂ شیر دلی کو دام
کمند مین گرفتار کرکے بصد خواری و زاری روبروے ابن زیاد کے پیش کیا اور وہ
لعین جفا آئین گرفتاری ام عامرہ سے جب بے حد و حساب بلائے سرور شادمانی مین
مبتلا ہوا تو غلبۂ مسرت بے پایان سے دیوانہ وار بصد اضطرار عنان مرکب کو سوے
لشکرگاہ منقارت پناہ پھیرکے اپنی سپاہ گمراہ سے کہنے لگا کہ اے یارو مین آگے
[illegible] تمام مال و اسباب مقتولان ہمراہیان ام عامرہ کا بخوبی
[illegible] پاس لے آؤ یہ کہکے جب وہ لعین سوے لشکرگاہ چلا
[illegible] کی سپاہ در پے غارت اثاث مقتولان لشکر دین ہوکر تھوڑی
دیر کے بعد ام عامرہ کو اپنے لشکرگاہ کے سمت لیکر روانہ ہوے لکھا ہے کہ ورقا
ابن حارث [illegible] اور محمد ابن سلیمان عالی گہر ابن سعد کو ہزیمت دیکے با فتح و ظفر
جب دم اپنے لشکرگاہ مین آئے تو دیکھا کہ وہان سب خیام خالی ہین یہ حال
دیکھکر اون دلاورون نے بصد تحیر و ملال جاسوسون کو بلاکے کہا کہ اس حال کو
دریافت تو کرو کہ یہ سب سپاہ ہمت پناہ ہماری مع ام عامرہ مومنہ کدہر گئی
ہے یہ سنکے خبردارون نے خبر لاکے جب آکر کہا کہ اے دیندارو تم لوگ جب
اوس طرف گئے تو بعد تمہارے ام عامرہ مومنہ بھی معہ سپاہ خبر آمد ابن زیاد لعین سنکے
اوس بے دین تباہ سے لڑنے گئی تھی مگر سب ہمراہی اوس مومنہ کے فرار ہوگئے تو وہ مومنہ

گرفتار سپاہ بیدین ہوکے لشکرگاہ ابن زیاد بدنہاد میں گئی بلکہ سوا اسکے اور جو کچھ احوال کہ معلوم ہوا تھا جب اون لوگون نے بیان کیا تو ورقا ابن عازب نامدار و محمد ابن سلیمان عالیوقار گرفتاری ام عامرہ و وفات سپاہ سے دل شکستہ و ملول ہوکر اون لوگون کو جو کہ اونکے پاس تھے ہمراہ لیکر دشت کربلا سے سوے صحراے نجف چلے گئے الاجسدم صحراے نجف میں پہونچے تو ورقا ناسور اپنے لوگون سے کہنے لگا کہ اے یارو مجھے گرفتاری ام عامرہ کا رنج بے حساب ہے ولیکن کیا کرون کہ مجھکو اوسکے احوال کی مفصل اطلاع نہیں ہے کہ آیا وہ مومنہ کسطور سے کہان ہے اور دیکھیے ابن زیاد بدنہاد اوس سے کیا سلوک کرتا ہے ایسا نہو کہ وہ غصہ میں آکر اوسے بھی ہلاک کر ڈالے کہ نام و نشان عبداللہ عفیف روے زمین پر باقی نہ رہے [illegible] بخداے عزوجل اگر وہ دست ستمگر سے زندہ بچے تو انشاءاللہ الرحمن [illegible] جناب ائمہ ہدا علیہم السلام سے آج کل میں اوسے جاکر چھوڑا لاتا ہون اگر مجھے اوسکا حال معلوم ہوجاتا کہ وہ کہان ہے تو میں ابھی اوسکی رہائی [illegible] پور زیاد سراپا فساد اوسکی سپاہ بیدین تباہ کو چاہ اندوہ و الم میں محبوس [illegible] ایک شخص نے ابن عازب عالی گہر سے کہا کہ اے امیر میں ام عامرہ مومنہ کی خبر لانے کے لیے جاتا ہون انشاءاللہ تعالی اگر دست عدو سے زندہ بچا تو سب حال دریافت کرکے تجھسے بیان کیے دیتا ہون یہ کہکے وہ دلیر مانند شیر بے خوف و خطر لشکرگاہ ابن زیاد بدگہر کی طرف چلا اور اوس لعین نے باوجود سننے اس احوال کے کہ ورقا ابن عازب و محمد ابن سلیمان لشکرگاہ کو چھوڑکر کسی طرف چلے گئے ہین اس خیال سے اپنے مقام سے حرکت نہ کی تھی کہ مبادا وہ دیندار اپنی جمعیت معقول بہم پہونچا کے آج کل میں پھر پیکار زار آوین غرض یہ دیندار جب اوس ستمگار کے لشکر مین پہونچا اور اپنے حسن طبیعت سے اون بیگانون سے آشنائی بہم پہونچا کر ایک وقت

دربار ابن زیاد غدار میں گیا تو دیکھا کہ وہ لعین مسند عالی پر بیٹھا ہوا اپنی فوج کے سردارون سے کہہ رہا ہے کہ اے یارو ابھی یہان سے کوچ کرکے سوے کوفہ چلا جانا صلاح نہیں ہے تاوقتیکہ حال ورقا سے کما حقہ اطلاع نہوگی کہ وہ اسی جوار میں کہین ٹھہرا ہوا ہے یا اپنی قوم و قبیلہ میں چلا گیا ہے یہ کلام اوس ولد الحرام کا سنکے جب سبنے کہا کہ اے امیر یہی بات مناسب ہے جو تو کہتا ہے ابن عازب کے فتنہ و فساد سے غافل ہوجانا خوب نہیں ہے وہ بڑا مرد مدبر بے جگر ہے کہتے ہین کہ اوس بیدین نے موافق خواہش دل سبکے یہ جواب سنا تو حاجب سے کہا کہ ام عامرہ کو مع اون دو سو آدمیون کے جو لوگ کہ سپاہ کے گرفتار ہوے ہین جلد میرے [illegible] اون سے کچھ دریافت کرون پس جب وہ اوس گروہ مومنین کو [illegible] مع سلاسل طوق و زنجیر اوس بے پیر کے روبرو لایا تو وہ از روے استکبار [illegible] ام عامرہ مومنہ سے کہنے لگا کہ اے پسر عفیف تو نے بھی اپنے باپ کی [illegible] یاری میں تا مقدور کوئی دقیقہ باقی نہ رکھا تھا ولیکن فضل ایزد [illegible] شامل حال تھا تو دیکھ تجکو بھی اوس ذوالجلال نے کیسا ذلیل و خوار کیا [illegible] تو بھی مبتلا کر میں تیرا کیا حال کرون اسی طرح مع سلاسل طوق و زنجیر [illegible] سوے دمشق پیش یزید ابن معاویہ بھیجدون کہ وہ اپنے ہاتھ سے تجھے تیری سزا کو پہونچا دے یا اسیدم جسطرح گرفتار طوق و زنجیر ہے پابند سلسلہ اجل بھی کر دون اور اے ام عامرہ کیا تو نہیں جانتی تھی کہ عزت یافتگان بارگاہ کبریا صاحب نصیب لوگون سے مقابل کرکے اپنی جان و مال سے ہاتھ دھونا پڑتا ہے اور تو بہت محبت علی و آل علی علیہم السلام کا دعوی کیا کرتی تھی پھر اب اسوقت وہ لوگ تیری امداد کو کیون نہیں آتے ہین ارے نادان اب بھی یہ طریقہ اختیار کر کہ اس رنج و مصیبت سے نجات پاکے مرتبہ اعلی حاصل کر اور انسان کو جہان

استراحت دنیوی سے جب موافق مرتبہ کچھ نہو تو اوسکی زندگی کس کام کی ہے لازم ہے کہ اب بھی اپنے اس خیال بیہودہ سے باز آ کر میری نصیحت کو مان لے کر تو ہر دل عزیز ہے یہ سنکے ام عامرہ مومنہ نے جواب دیا کہ اے بیدین تو محبت علی و آل علی علیہ السلام کا مجھے کیا طعنہ دیتا ہے یہ بات تو ازل کے دن سے میرے آب و گل کے ساتھ خمیر ہوئی ہے بھلا اس سے تو مین کب دست بردار ہونے والی ہون اور اے لعین بھلا از روے انصاف تو اس بات کا مجھکو جواب دے کہ اگر محبت علی و آل نبی علیہم الصلوۃ والسلام بہ چیز ہے تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے حکم خداے برتر سے انکے دشمنون کے باب مین کلمات مذمت کیون فرمائے ہین پس جس شخص کو دنیا مین ولاے جناب حیدر کرار و اولاد رسول مختار علیہم الصلوۃ والسلام سے کام نہین ہے یہ تو بتلا کہ اوسکا کار عقبیٰ کیونکر سر انجام ہووے گا اور اے پسر زیاد اگر دشمن آل عبا علیہم السلام جہان کا بادشاہ ہفت اقلیم ہے تو کس کام کا کہ کار آخرت تو اوسکا تمام خراب و تباہ ہے اور برباد کرد گار دشمن جناب ائمہ اطہار علیہم السلام میرے نزدیک سگ سے بدتر و ترساے بدتر ہے اور اے بدگہر تو جو مجھے مار ڈالنے کے لیے کیا ڈراتا ہے مین تجھ سے علم تیرے امیر یزید سے کسی حال مین کچھ اندیشہ ناک نہین ہون کیونکہ مین تو جب حیدر و صفدر و آل اطہار رسول مختار علیہم الصلوۃ والسلام پر آج دنیاے دنی سے گذر جاینگے آرزو مین ہر دم و ہر لحظہ رہتی ہون اور بالفرض اگر تو نے مجھے مار ڈالا تو ایک قطرہ آب کے نکالنے سے دریا کم نہوگا اور اے ستمگر مجہ ایک حقیر و ذلیل عورت کے قتل کرنے سے اگر اندیشہ کینہ جوئی رجال مومنین سے تو فارغ ہو جاوے تو خیر کیا مضائقہ ہے مین حاضر ہون مجھے قتل کر مگر اے ابن زیاد بدنہاد میری اس بات کو بھی یاد رکھنا کہ اہل حق کو عبث آزار پہونچانے اور قتل

کرنے مین بڑا فساد برپا ہوتا ہے راوی کہتا ہے کہ عبید اللہ زیاد بدنہاد کو اس گفتگوے ام عامرہ نیک سیرت سے جب خجالت حاصل ہوئی تو وہ بدگہر بیہودہ بیچ و تاب کھا کر خاموش ہوکر شبیث ابن ربعی و عمر سعد بدنہاد کو اپنے پاس بلا کے کہنے لگا کہ اے دلاورو تم آج ان قیدیون کو شہر کوفہ مین لیجا کر قلعہ مین بہوشیاری تمام انکو محبوس کر دو کہ مین وہان آکر جو مصلحت انکے مقدمہ مین دیکھونگا ویسا عمل مین لاؤنگا اور یہ کہکر کچھ فوج اونکے ہمراہ کر کے مع مال و اسباب غنیمت مومنین اون بیدینون نے اونکو جب راہی کوفہ کیا تو وہ جاسوس اس حال سے باخبر ہوکے مانند باد صبا وہان سے سوے صحراے نجف روانہ ہوکے ورقا ابن عازب سے جا کر تمام و کمال حال حکایت مفصل بیان کرنے لگا کہ وہ دیندار اس حال کے سننے سے خوشحال ہوکر اوسیدم اپنی تمام سپاہ کو ... سلاح سے بخوبی آراستہ کرواکے گھوڑے پر سوار ہوکر کہنے لگا ... امداد جناب ائمہ اطہار علیہم السلام سے ابھی جاکے ام عامرہ مومنہ کو ... سے رہائی دلاتا ہون یہ سنکے محمد ابن سلیمان نامدار بھی مرکب پر سوار ہوکے ... ورقاے عالی گہر کے پاس جب آیا تو ابن عازب نامور اوس دلاور کو اپنے گھوڑے کے برابر استادہ کر کے تمام سپاہ ہمت پناہ سے کہنے لگا کہ ایہا الناس بالفرض و التقدیر اگر نامساعدت زمانہ ناہنجار سے مین تم لوگون کی جمعیت سے الگ ہو جاؤن تو محمد ابن سلیمان کو میرے مقام پر جان کے اسکے تابع فرمان رہنا کہ جو بات مین چاہتا ہون اوسی امر کا یہ بھی طالب ہے یہ کہکے تمام سپاہ کو بہ تاکید آراستگی سلاح و جوشن کر کے وہ دلاور معہ ابن سلیمان عالیوقار طے راہ پر آمادہ ہوکے رات دن چلکر جب شامات کے قریب پہونچا تو معلوم ہوا کہ لشکر ابن سعد بدنہاد بھی اوسی صحرا مین منزل گزین ہے کہ شور پاسبانون کا بلند تھا بس ورقاے نامدار کو جبکہ اس حال سے اطلاع کامل حاصل ہوئی تو اوس دلاور نے عنان مرکب کو تھام کے

تھوڑی دیر دم لیکر تاوقتیکہ کچھہ رات گذر گئی یکبار وہان سے گھوڑون کو پوئی پر لگاکر
لشکرگاہ ابن سعد بدنہاد کا راستہ لیا اور مثال قہر حضرت قہار اون ستمگارون کے قلب
لشکر مین پہونچا اور ایسا تیر و نیزہ و شمشیر سے کام لینے لگا کہ تمام لشکر مخالف کے
لوگ تہہ و بالا ہوکر الحفیظ و الامان پکارنے لگے اور اسطرحکا شور و غل لشکر ابن زیاد
بدنہاد مین سے بلند ہوا کہ شاید خفتگان خواب عدم بھی وہ غوغا سنکے گمان شور
قیامت کرکے بیدار ہوگئے ہون القصہ عمر سعد بدنہاد و شبیث لعین جسدم یہ شور
عظیم سنکے نیند سے چونکے تو بدکردار خادمون سے کہنے لگے کہ اے ملعونو یہ کیسا شور
و غل ہے کسی سے اس حال کو دریافت کرو اون بیدینون کے خود ہوش و حواس
جو اوس خروش عظیم سے پراگندہ ہو رہے تھے تو یکبار سب نابکار پکار کر کہنے لگے
کہ اے امیر اس قہر خدا کا حال ہم کس سے پوچھین کوئی بھی اس حال سے مطلع نہین ہے
کہ یہ کیا بلائے ناگہانی اس قوم پر یکمرتبہ ٹوٹ پڑی ہے الا عقلیہ معلوم ہوتا ہے کہ فوج
دریاموج شیعیان جناب حیدر کرار علیہ السلام نے بجد و جہد ایسی [illegible] سے
دفعتاً قلب لشکرگاہ مین اکر سپاہ گمراہ کے قتل پر ایسی مستعد ہوئی ہے کہ کسی کو [illegible]
نہین پڑتا ہے کہ بعزم کارزار اونکے منھہ چڑھے یہ سنکے وہ دونون نسناس بدحواس
اپنے خیمون سے نکلکر چوکی کے گھوڑے جو تیار کھڑے ہوئے تھے اوپر سوار ہوکر
جب ہر طرف دیکھنے لگے تو بیدینون نے اپنی سپاہ دین تباہ کو بھاگتے اور غازیان
اسلام کو ایسا درپئے قتل کفار دیکھا کہ بدکردارون کو سوائے بھاگ جانے کے اور کسی
تدبیر نے ذہن ناقص مین رسائی نکی بس وہ دونون اپنی سپاہ کو چھوڑ کر بھاگ گئے
اور اکثر بدانجام اہل شام مین سے آمادہ جنگ و جدال ہوئے تو مومنین نے اون کا [illegible]
ایسا ایسا زخمی کیا کہ اون لعینون کو سوائے بھاگنے کے اور کچھہ نبن پڑا یہانتک کہ
بہت سے لعین ہتھیار پھینک کر جان بچانے کے خیال سے اپنے رفیقون کی لاشون مین جا کے

مثل مردہ لیٹ رہے ہو بہت سے آدمی بھاگ کر ہر طرف صحرا مین پریشان ہوگئے
تو دیندارون نے تمام شب اونکو ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر مار ڈالا چنانچہ تین ہزار آدمی
لشکر کفار مین سے اوس رات کو قتل ہوکر راہی ملک عدم ہوگئے اور جب آثار صبح
نمودار ہوئے تو ورقاے نامدار نے ام عامرہ مومنہ کو معہ سب محبوسون کے کہ
بند طوق و زنجیر مین گرفتار ایک خیمے کے اندر بیٹھے ہوئے دیکھا پس اوس دیندار
نے بند ستم سے رہائی دیکر ہر ایک کو اسپ و سلاح عنایت فرمایا کہ ہر ایک مومن
اپنے تئین سلاح سے آراستہ کرکے مرکب پر سوار ہوا ولیکن ام عامرہ مومنہ کو بسبب
اذیت بیشمار زد و کوب و گرانی طوق و زنجیر و زحمت فاقہ متواترہ سے نہایت
درجہ ناطاقتی ہوگئی تھی اور گھوڑے پر سوار ہونے کے قابل نہ تھی مایوسی سے ایک
[illegible] تھی جب محمد ابن سلیمان و ورقا ابن عازب نے یہ حال اوس
[illegible] کا دیکھا تو اون دیندارون نے اوسے ہاتھون کا سہارا دیا اور وہ مومنہ
[illegible] کی اعانت سے گھوڑے پر سوار ہوئی لکھا ہے کہ ام عامرہ مومنہ کا
احوال اون اذیتون سے اس درجہ پر پہونچا تھا کہ اوس مومنہ کی زندگی مین تعجب
تھا الغرض جب ورقاے نامدار قتل و غارت لشکر کفار و درستی کارہاے دشوار محبوسان
شیعیان جناب شیر یزدان علیہ السلام سے فراغت کرچکا تو وہ عالی وقار
وہان سے بافتح و ظفر معہ تمامی احباب و مال بے حساب غنیمت تھوڑی دور آگے
بڑھکے ایک قریہ کے متصل جاکے گھوڑے سے اوتر پڑا اور سب کو بہر حصول آب و
نان ارشاد کرکے مساکین و محتاجین و یتیمون کو وہان سے بلوا کر بہت سا مال و زر
جب تقسیم کرچکا تو اپنی سپاہ کو بھی علی قدر مراتب بموجب دستور مال و زر بے انتہا
بانٹ کے کہنے لگا کہ ایہا المومنین اب یہ بتلاؤ کہ ابن زیاد سے لڑنے کی کیا تدبیر ہے
یہ سنکے محمد ابن سلیمان نے کہا کہ اے عم نامدار اگر میرے کہنے پر خیال فرمایئے تو اسوقت

اس بدین سے مقابل ہونا کسی طرح صلاح نہیں ہے تا وقتیکہ سپاہ مستقل ہمارے
پاس مجتمع نہوئے کس لیے کہ اوس رو سیاہ کے ہمراہ اب بھی فوج کثیر ہے اور ہمارے
پاس اتنی جمعیت قلیل ہے کہ اوسکے لشکر کے لوگون کی عشر عشیر بھی نہیں ہے اور اگر
مرکوز خاطر عاطر اوس کافر سے ابھی لڑکے بے حصول مدعا اپنی جان کو ہلاکت
مین ڈالنا منظور ہے تو بسم اللہ یہ غلام بھی آپ کے رکاب سعادت مآب مین تا دم
واپسین موجود ہے پس ورقا ابن عازب نامور نے جب یہ گفتگو اوس نیک خو کی
سنی ملتمس ہوکے کہا کہ اے راحت جان میرے نزدیک بھی یہی بات مناسب ہے
جو تیری رائے صائب مین آئی ہے کسلیے کہ ہمکو تو اس دشمن دین قاتل سبط خیر المرسلین
صلعم کا ہلاک کرنا مدنظر ہے اور یہ امر اسدم بسبب قلت جمعیت کے ہمارے
مہیا ہونا غیر ممکن ہے پھر کیون عمداً اپنے تئین مصیبت و بلا مین گرفتار کرکے
شادمان کرین پس اے نور دیدہ بہر صورت اسوقت یہی مناسب ہے کہ ہم اور
دیگر اپنے اپنے مقام پر جا کے فکر جمعیت سپاہ کو پیش نہاد خاطر کرین
جب پھر سب سامان جنگ بخوبی مہیا ہو جاویگا تو اوس بدنہاد سے مقابل
ہوکر اپنی مراد بر لاوینگے مشہور ہے کہ جب اس بات نے قرار پایا اور ہر شخص
دوسرے سے وداع ہونے لگا تو اسدم محمد ابن سلیمان نے بصورت التماس ورقا
نامدار سے کہا کہ اے عم عالی وقار ایک بات اس کمترین کو اپنے بارے مین آپکی جناب
مین عرض کرنا ہے لیکن اپنی معافی گستاخی کا امیدوار ہون حالانکہ یہ امر میری بےحیائی
پر دلالت کرتا ہے لیکن مصرعہ کرچھائے تو مارا کہ دگستاخ ۔ اے عم ذی حشم اگر موجب
فرمان خدا اور رسول خدا عقد ام عامرہ کا میرے ساتھ ہو جاوے تو دور از شفقت بزرگانہ
نہوگا اور یہ امر موجب خوشنودی خدا اور رسول خدا ہے لہذا اگر آپ مع اپنے لشکر ظفر پیکر
میرے ہمراہ تکلیف فرما کر میرے پدر عالیقدر کے پاس تشریف لے چلکر اس امر کو منظور

کرادین یہ کلمہ سنکے ورقا ابن عازب غازی نے محمد ابن سلیمان کو بہت سی تحسین
و آفرین کی اور کہا کہ اے نور دیدہ مرحبا صد مرحبا تیری پاک طینتی پر کہ تو نے بوجہ
احسن مجھسے اپنا مطلب دلی موافق میری خواہش دل کے اظہار کیا ہے
انشاء اللہ تعالیٰ اس امر کے انصرام کرنے مین وہ کوشش کرونگا کہ خوشنودی
خدا و رسول خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام پر متصرف ہو جاؤن الحمد للہ کہ تو نے موافق
احکام خدا اور رسول صلی اللہ علیہ و آلہ بخواہش تمام طبیعت اس امر کو مجھسے
بیان کیا **نظم** ہزار حمد اگر فضل ایزد باری ۔ درست کرنے مین اس کام کے کرے
یاری ۔ مجھے ثواب ہو اور تیرا مدعا نکلے ۔ خدا کرے یہ ترے دل کا مدعا نکلے ۔ اور یہ
کہکر اور مع لشکر وہان سے کوچ کر کے جب سلیمان ابن صرد عالی گہر
کی طرف راہی ہوا تو اوس نامدار نے پہلے سے ایک قاصد کو آگے روانہ کر کے اپنے
آنے کے حال سے اوس خوش خصال کو مطلع کیا اور جسدم سلیمان ابن صرد
عالیشان کو حال آمد ورقا و محمد سے آگاہی ہوئی تو اوس نامدار نے بہت سے
لوگ استقبال کے لیے بھیجے کہ وہ لوگ بعزت و توقیر تمام ورقا کو سلیمان کے مکان
پر لے آئے اور جب ورقا ابن عازب عالیوقار مع جمعیت رفقا دروازہ سلیمان
پر پہونچے تو وہ نیک مرد عصا تھام کر بطور استقبال لینے کو آیا اور اوس سے بصد
سرور و شادمانی بغلگیر ہوکے جب محمد اپنے پارہ جگر کیطرف متوجہ ہوا تو وہ سعادتمند
اپنے پدر مہربان کے پیرون پر جھک کے بوسہ زن ہوکر دونون آنکھیں پیرون سے
ملنے لگا کہ سلیمان نے اوس اپنے سرور سینہ کو چھاتی سے لگا کر پیشانی فرزند دلبند کو
چوم کے بعد لطف و عنایت و تحسین و آفرین بیشمار آنکھون مین آنسو بھر کے کہا
کہ مرحبا اے نور دیدہ تو نے یہ بیخ و رحمت محض برائے رضائے الٰہی اختیار کرکے روح
مطہر جناب احمد مختار علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مجھے سرخرو کیا اور بعد اسکے

سلیمان عالیشان لشکر کے سب جوانون سے بھی جو کہ شایان خاطرداری
و تواضع و مہربانی تھا اوسیطرح پیش آ کے ورقا کو معہ تمام رؤسا و افسران
فوج دیوانخانے مین لیجا کے بیٹھ کے جب سب حال جنگ و جدال ابن زیاد
و صورت شہادت شہدائے مومنین مثل ابن سعید وغیرہ پوچھنے لگا تو ورقا
نے سب احوال بیان کر کے کہا کہ اے امیر رؤسائے گروہ بنی خزاعہ ہمنے ہرچند
کوشش کر کے سپاہ بے انتہا ابن زیاد کی ہلاک و تباہ کر ڈالی مگر لاکھ آدمیون کی
جمعیت کبھی اوسکی سپاہ مین اس سبب سے کمی نہوئی کہ ہر طرف سے لوگ اوسکی امداد
کے لیئے آتے رہے اور ایسا موقع ہوتا تھا کہ اگر سو آدمی اوسکے لشکر کے مارے جاتے
تھے تو ہزار آدمی اونکے بدلے اور آ کر اوسکے شریک ہوتے تھے القصہ اے سردار اگر جناب
صاحب ذو الفقار علیہ السلام کچھ اپنا معجزہ ظاہر کر کے اوسکو سوے عدم ارشاد
کر دے تو البتہ اوسکی ہلاکی ممکن ہے ورنہ اس فوج قلیل سے ہم لوگون کا مدعا دلی
بر آئیگا یہ سنکے سلیمان نے کہا کہ اے ورقا ابن عازب نامور اب میرے خروج کی باری
آئی ہے پس اب مین ہون اور ابن زیاد ہے انشاء اللہ تعالی ہر سمت سے لوگون کو بلا کر
فوج عظیم مجتمع کر کے اوسکو خراب و برباد کر دونگا اور اوسیدم اس مضمون کے خط
لکھ لکھ کر ہر ایک طرف قبائل مومنین عرب مین روانہ کیئے کہ اے محبان جناب شیر
یزدان و طالبان انتقام خون ناحق جناب شہیدان علیہما السلام جسکو اپنی جان
و مال اس راہ نیک انتقام خون فرزند فاطمہ زہرا علیہا السلام مین فدا کر کے دولت
خوشنودی خدا و رسول خدا علیہ الصلوۃ والسلام حاصل کرنی منظور ہووے وہ میرے
پاس آ کر اس مقدمہ کی درستی مین مشورہ کرے تا باہم یکدل ہو کر دشمنان دین
مین کوشش کر کے مدعائے دلی بر لاوین اور بعد اسکے سلیمان عالی مکان جب
دسترخوان بچھوا کر باجمعیت افسران فوج و ورقائے عالی گہر کھانا کھا کے ہر ایک سردار

لشکر کو بہر استراحت تکلیف فرما ہوا تو ورقا کو مقام خلوت مین لیجا کر کچھ باتین
کرنے لگا اور اوسی حال مین ابن عازب نامدار نے موقع پا کے جناب سلیمان
ذیشان سے کہا کہ اے برادر تو رسم دامادی محمد کیون نہین بجا لاتا ہے آیا اسمین
کیا مصلحت سمجھا ہے تو اے سرور بخدا اول اس کام مین تجھے متوجہ ہونا لازم
ہے کہ یہ کار پسر و دختر والدین پر بار ہے اور اگر تو میری راے سے موافقت کر کے
از روے مصلحت ام عامرہ بنت عبداللہ عفیف سے اسکی وصلت کو
اختیار کرے تو نہایت مناسب ہے کہ فحواے کلام محمد سے مجھے اوسکی
خواستگاری کی علامت ثابت ہوتی ہے اور اے سلیمان اگر اس امر کو تو بھی
مصلحت سمجھے تو بہت مناسب ہے کیونکہ ایسا نہو کہ محمد کو اوسکی طرف
میلان کامل ہووے اور اس امر مین تغافل کیا جاوے تو اس صورت پر اوسکی
پریشانی کا امر متصور ہے یہ سنکے سلیمان ابن صرد نے متبسم ہو کر جواب دیا کہ اے
ابن عازب عالی وقار زہے نصیب میرے فرزند ارجمند محمد کے اگر ام عامرہ اس
بات کو قبول کرے اور اس امر کی درستی مین سعی کرے تو بجز نیکی کے کسی صورت پر
بدی نہین ہے کس لیئے کہ عفیف نامور غیرت و شرافت مین مجھ سے بہتر نہین تو بعد
اس کے ورقاے نامدار اندیہ سلیمان عالیوقار معلوم کر کے اوس گھر ام عامرہ مومنہ
کے پاس جا کے بعد پرسش احوال مزاج بدلداری تمام اوس صالحہ سے کچھ ذکر نیرنگی
زمانہ و حال نیک و بد روزگار درمیان مین لا کر کہنے لگا کہ اے مریم سیرت اگر تو میری بات
کو گوش ہوش سنکر بدل قبول کرے تو مین ایک امر کا سوال تجھسے درستی ازین کرتا ہون
اوس بات کو اپنے نزدیک تیرے باب مین نہایت مناسب و با منفعت جانتا ہون
اے نور دیدہ لازم ہے کہ وصلت محمد ابن سلیمان کو اختیار کرے کہ وہ جوان مرد جرار
صاحب غیرت و نیک خصال حسب و نسب مین تیرا ہمسر ہے اور ہی دستور زمانہ ہے

کہ اپنے ہمجنس کا ہر ایک شخص طالب ہوتا ہے بلکہ حکم خدا اور رسول اصلی اللہ علیہ و آلہ
وسلم بھی یہی ہے کہ اپنے ہمسر ہمجنس کی صحبت اختیار کرکے ہمارے احکامون کو
عمل میں لاؤ پس اے راحت جان عمو یہ امر فقط موافق حکم خدا و جناب رسول کرم
علیہ الصلوٰۃ والسلام تجھ سے اظہار کیا گیا ہے مناسب ہے کہ اس امر کو قبول
کرکے مجھے اپنا وکیل و مختار کردے تا اس کام کے سرانجام مین مصروف ہوکر اپنی رائے
کے موافق عمل مین لاؤن مشہور ہے کہ یہ گفتگو ورقا کے ام عامرہ مومنہ نے
شرمگین ہوکر سر کو جھکا کے یہ کہا کہ اے عم نامور بہتر از پدر مین تیری ادنیٰ ترین
کنیزون مین سے ہون مجھکو میرے تمام مقدمون مین اختیار باقی ہے یہ سنکے
ورقا ابن عازب نامور نے جاکے سلیمان ابن صرد کو بعد تہنیت درستی عقد نکاح کی
بموجب اقبال ام عامرہ مومنہ اطلاع دی کہ اے نامدار اب سامان عروسی
کی درستی مین متوجہ ہو کہ خواہش خدائے عزوجل سے یہ کام بہ زینت تمام
بخوبی آراستہ ہوچکا ہے سلیمان نے کہا کہ اے برادر جس طرح کا سامان شادی
فرزند و دختر میری شان کے شایان ہے وہ امر تو مین اوس دن تک نہ کرونگا
جب تک کہ عوض خون قاسم تازہ داماد و فرزند نازنین جناب امام حسین علیہ
السلام ابن زیاد و اوسکے تمام قاتلون سے نہ لیلونگا ولیکن حسب الضرورت
اسوقت مجلس عقد کو ترتیب دیکے فقط ذکر احکام خدا و رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام
اگر درمیان مین آجاوے تو مضائقہ نہیں ہے اور اگر سوائے اسکے اور طرح منظور
ہووے تو اس امر کے لیے ابھی تامل کرنا پڑے گا بس ورقا نے جب یہ جواب
سلیمان سے سنا تو کہا کہ خیر اے ذیشان جس طرح تجھے منظور ہو اسکا سامان کر
کہ کار امروز کو فردا پر رکھنا مناسب نہیں ہے پس ورقا نے مشاطہ کو طلب کرکے
زیور و لباس عروسی مکلف سے ام عامرہ مومنہ کو جب آراستہ کروایا تو سلیمان

ابن صرد دیندار نے وضیع و شریف محلہ کو محفل عقد مین بلوا کر خوان ولیمہ پر مہمان
کیا اور محمد کو لباس دامادی پہنا کے جب مجلس عقد مین لاکر بٹھایا تو مجلس طرب
کے بدلے محفل عزا کا سامان مہیا ہوگیا - نظم

یہ کہتا ہے ایک راوی خوشخصال — مجھے یاد ہے خوب وہ سب کا حال
سلیمان ذی جاہ والا مکان — نہ لایا بجا کچھ بھی رسم جہان
نہ ساچق نہ مہندی نہ کی وہ برات — کہ ہوتے ہین جو بیاہ کے ساتھ
فقط کی وہی بات جو تھی ضرور — کیا کچھ نہ سامان عیش و سرور
[illegible] بصد زیب و فر — محمد سلیمان کا نور نظر
[illegible] نیک ذات — بصد نالہ و آہ مل مل کے ہات
[illegible] نعرہ زن — بیان کرکے احوال ابن حسن
[illegible] مومنین — کوئی نعرہ زن تھا کوئی نوحہ زن
[illegible] پا — کہ سامان محشر ہویدا ہوا
بجز نالہ [illegible] و حسن — نہ تھا فرق کچھ بیش ہر مرد و زن
وہ شادی کی محفل نہ تھی زینہار — بپا بزم ماتم تھی با چشم زار

القصہ جب صیغہ عقد پڑھا گیا اور رسم عقد نکاح درمیان مین آچکی تو ورقا
ابن عازب نامور دوسرے دن سلیمان سے رخصت ہوکے اپنی سپاہ کو ہمراہ
لیکر اپنے گھر کیطرف جاکر جمعیت سپاہ مین مصروف ہوا اور سلیمان بھی انتظار
جواب باصواب خطوط مین رہ گئے درستی سامان ضروری جنگ و جدال
اسلحہ وغیرہ مین مشغول ہوا واللہ اعلم بحقیقت الحال -

معرکہ سی و ہشتم ۳۸

راوی صداقت شعار مورخ راست کردار ابو مخنف لوط ابن یحییٰ ازدی نے

بیان کیا ہے کہ جب ابن زیاد کو خبر پہونچی کہ محمد ابن سلیمان و ورقا ابن عازب
شبیث و ابن سعد بھی منزل ساباط مین شب خون کے لیے جا کر لشکر شام کو قتل
کرکے ام عامر کو مع تمام اسیرون کے قید سے رہا کر کے لے گئے تو وہ لعین اس خبر
وحشت اثر کو سنکر نہایت حیران ہوا اور اوسی وقت فوج ستم شعار کو ہمراہ لیکر شہر
کوفہ کے سمت راہی ہوا عرصہ قلیل مین آکے داخل دار الامارہ کوفہ ہوا اور ستمگر نے
جاسوسون کو حکم دیا کہ محمد ابن سلیمان و ورقا کی جلد خبر لا کر وہ کہان پر اوترے
ہوئے ہین یہ سنکے یکبار خبردارون نے خبر لگا کر اوس بانی ستم سے آکے جب اظہار
کیا کہ ورقا محمد ابن سلیمان ابن صرد خزاعی کے عقد مواصلت کو ام عامرہ موصوفہ سے
بہم پہونچا کے اپنے گھر واپس گیا ہے اوسکو ہرچند کہ اپنے دو دشمنون کا ایک جا
بیٹھنا ناگوار ہوا لیکن اونکی توجہ بزم عشرت کا حال سنکے آپ ہی جلا [illegible]
تمام انتظار امورات پیش نہاد خاطر مین متوجہ ہوگیا کہ شیعیان جناب علی ابن
ابیطالب علیہ السلام کو وہ ہر حیلہ سے آزار پہونچا کر بہت سے مومن
جنکے از شجاعت و علامت کینہ جوئی کی خبر اوس بدگہر کو پہونچی بے قصد اون
دلاورون کو گرفتار کرکے قیدخانے مین بعذاب شدید قید کرنے لگا اور جب اکثر
دیندار لاچار ہوکر شہر کوفہ سے اپنا ملک و مال چھوڑ کر اطراف و جوانب کے شہرون
مین چلے گئے اور اوس ستمگار کو یہ حال معلوم ہوا کہ محبان جناب امیر المومنین
علیہ السلام میرے خوف سے اکثر شہر کوفہ سے نکل گئے ہین تو اوس جفا شعار نے
خوش ہوکر ایک روز منادی کو طلب کیا اور حکم دیا کہ شہر کے ہر کوچہ و بازار مین جا کر
یہ ندا کرے کہ جو شخص دوستی جناب ابوتراب علیہ السلام اختیار کرے اور علیجناب
کو ذکر خیر سے یاد کریگا یا اونکے دوستون کو اپنے گھر مین رہنے دیویگا تو بموجب معلوم ہونے
اس خبر کے صاحب خانہ کو حکم قتل دیکے گھر بار اوسکا لوٹ لیا جائیگا کس لیے کہ

دشمنی خلیفہ زمان کے جرم سے اوسکا خون کرنا گناہ نہیں ہے اور مال اوسکا صرف
کرنا حرام نہیں ہے بیان کرتے ہین کہ جب منادی نے شہر مین ہر طرف یہ ندا کی تو
اس خبر کے سننے سے شیعیان جناب علی ابن ابیطالب علیہ السلام حکم
تقیہ کو عمل مین لا کر اوسکے ظلم کے ڈر سے کبھی نام مبارک جناب امیر علیہ السلام
کو باعلان زبان پر نہ لائے اور کبھی اونکے روبرو اگر حضرت کا ذکر بھی کچھ کیا تو یہ دیندار
دیندار بھی خوف ہلاک جان سے بہ حقارت و مذمت نام مبارک جناب کو یاد کرتے
تھے القصہ اس رنج سے اور بھی اکثر غلامان حضرت شیر خدا علیہ السلام ترک معاملات
کرکے اپنے گھرون مین چھپکر بیٹھ رہے اور جس کسی مین صورت اوقات بسری سوای
[illegible] تھی وہ ناچار شہر کوفہ سے فرار ہوگیا اور علاوہ اس بدعت کے
[illegible] اوس فرعون خو نے روا رکھا تھا کہ شہر کوفہ سے کوئی شخص بے
[illegible] جانے پاتا تھا بس اس سبب سے اور بھی زیادہ مومنین گرفتار ہوکر
[illegible] جاتے تھے کہ وہ اپنے روبرو بلا کر جب پوچھتا تھا کہ تم کون ہو اور کیا سبب
اور کیا کام ہے جو اس شہر سے نکلے جاتے ہو مومنین رعب سے اوس نابکار کے کچھ بات
نہ بنا سکتے تھے اور خاموش ہو کر سر جھکا کے متفکر ہو جاتے تھے تو وہ سمجھ جاتا تھا
کہ یہ شیعہ جناب ابوتراب علیہ السلام ہے اسی جرم خاموشی کی علت مین
بے تامل و تساہل اوسے قید کر لیتا تھا راوی بیان کرتا ہے کہ کثیر ابن عامر ہمدانی
نامی ایک معلم از بس متقی و پرہیزگار غلام جناب علی ابن ابیطالب علیہ
السلام صاحب مال و منال اوس زمانہ مین شہر کوفہ کے رئیسون کے لڑکون کو
قرآن مجید پڑھایا کرتا تھا اور ہرچند یہ پیشہ معلمی اوس دیندار کو بسبب تعلیم کے
آل بنی امیہ کے نہایت ناگوار تھا کس لیے کہ اسکو محبت اہلبیت رسالت
مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اس سبب سے نہایت تعصب تھا کہ یہ دیندار

خدمت جناب حیدر کرار علیہ السلام مین پندرہ برس تک شب و روز
حاضر رہ کے تحصیل احادیث نبوی مین مصروف رہا تھا چنانچہ جنگ صفین مین
بھی ہمراہ رکاب ظفریاب جناب شاہ ولایت علیہ السلام رہ کے شریک
اہل جہاد ہوا تھا ولیکن بخیال حفاظت جان و مال بصورت آذوقہ مین چار
و ناچار اوس زمانہ مین اس پیشہ کو ترک نہ کرسکا کہ اگر ایک قلم اسے ترک کردیتا تو
صواب سے محروم و حصول آذوقہ سے مایوس ہوجاتا اور سوا اسکے دشمنان دین
دوستی اہلبیت نبوت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تہمت رکھے اوسے بھی
قتل کرڈالتے یہ بات سوچ کے چار و ناچار وہ دیندار تقیہ کرکے اونکی صحبت کو
اختیار کیے ہوئے تھا الا اونکی باتون سے مذاق زندگی اوسکا مدام تلخ رہتا تھا
ولیکن ایکدن وہ صاحب دین لڑکون کو سبق پڑھا کر قریب نماز [illegible]
گرمی ہوا کے تشنہ کام ہوکر تلاش آب سرد مین مکتب کے دروازے پر آکے بیٹھا تو
دیکھا کہ ایک سقا کوزہ عراقی کاندھے پر دھرے ہوئے ایک آبخورہ بلوری ہاتھ مین
لیے ہوئے دروازہ مکتب پر سے اوس دیندار کے روبرو ہوکر گذرا جب کہ اوسنے
دیکھا کہ سقا کوزہ آب سرد لیے ہوئے آتا ہے اوسنے ایک بار اوسکو بلا کے تھوڑا سا
پانی اوس سے طلب کیا تو وہ سقا بھی شیعیان جناب ساقی کوثر علیہ السلام مین سے
تھا بلکہ جب سے جناب مظلوم کربلا علیہ السلام تشنہ لب کنارے نہر فرات شہید ہوئے
تھے اوسنے یہ پیشہ اختیار کرکے اکثر مومنون کو عین شدت گرما مین بہ نیت ثواب
آب سرد بنام مظلوم کربلا علیہ السلام پلانا شروع کیا تھا غرض جب اوس سقہ نے
آبخورے کو دھوکر پانی بھر کے معلم کے ہاتھ مین دیا تو کثیر نے وہ لیکے ارادہ پینے کا
کیا تو اوس دیندار کو تشنگی جناب امام حسین علیہ السلام کا مع جمعیت شہدا و اہلبیت
رسالت علیہم السلام کا خیال آگیا پس اشکبار ہوکر وہ کوزہ آب سقے کو پھیر کے

دشمنان دین پر لعنت کرنے لگا اور ایک راوی نے بیان کیا ہے کہ معلم نے پانی
پی کے قاتلان جناب امام حسین علیہ السلام پر جب اسطرح لعنت کرنی شروع
کی کہ لعنت خدا اوس قوم پر جسنے سبط نبی پر مع اہلبیت رسالت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم آب و دانہ بند کرکے اوس امام تشنہ کام کو باصد جور و جفا مع
اصحاب و اقربا کنارہ نہر فرات شہید کیا بیان کرتے ہین وہان مکتب مین [illegible]
سنان ابن انس کا بیٹا بھی جو مشغول تلاوت قرآن تھا اوسنے جب سنا
کہ معلم قاتلان فرزند فاطمۃ الزہرا علیہا السلام اور اون لوگون پر جنہون نے
اوس شاہ تشنہ کام پر آب و دانہ بند کیا تھا لعنت کر رہا ہے وہ بدبخت ملعون
[illegible] ہوکر اپنے دل مین کہنے لگا کہ یہ معلم شیعیان حضرت ابوتراب
علیہ السلام [illegible] معلوم ہوتا ہے کس لیے کہ باعلان قاتلان امام حسین علیہ
السلام [illegible] اور بالفرض اگر یہ شمر ذی الجوشن قاتل فرزند نبی صلی اللہ
[illegible] ہے پر میرا باپ سنان ابن انس بھی تو اونکے قتل مین
[illegible] یہ خیال کرکے اپنی جگہ سے اوٹھ کر معلم کے روبرو
[illegible] ہوکر کہنے لگا کہ اے شیخ تو جان بوجھ کے میرے سامنے
قاتلان [illegible] احمد مختار علیہ الصلواۃ والسلام پر لعنت کرتا ہے اے معلم تجھے
کیا معلوم نہین ہے کہ حکم خلیفہ زمان یزید ابن معاویہ پسر ابوسفیان کے حکم سے
عبید اللہ زیاد نے جب یہ جہاد کیا تو شمر ذی الجوشن و ابن سعد و سنان ابن
انس وغیرہ نے اس کام مین متفق ہوکر امام حسین ابن علی علیہما السلام کو شہید کیا
بلکہ اونہین لوگون نے حکم یزید سے فرزند رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پانی کو
بند کرکے اس لڑائی کو سر کیا ہے پس اے معلم تو کس لیے قاتلان امام حسین پر لعنت و
ملامت کرتا ہے یہ سنکے کثیر ابن عامر اوس ملعون زادے سے خائف ہوکر یون کہنے لگا

کر کیا یہ کلمہ میری زبان سے نکلا ہے شاید سہواً شدت غلبہ غنودگی مین میری
زبان سے یہ کلام ناروا بیساختہ نکل گیا ہووے مگر تو اس قدر کو تو ہر کسی کے
روبرو نہ کرنا کیونکہ بشر سہو و خطا سے فارغ نہین ہے پس وہ معلم سے یہ جواب
سنکے کچھ غصہ ہوکر اپنی جگہ پر بیٹھ کر دل مین کہنے لگا کہ حیف ہے میری حمیت پر
کہ میرے روبرو ایسی بات کہی اور مین سنکر درگذر کرون تو سہی کہ ایسی بلا
مین اسکو گرفتار کردون کہ کبھی اوس سے یہ نجات نہ پاوے القصہ وہ بعد تھوڑی
دیر کے کثیر سے کہنے لگا کہ اے معلم اگر اجازت دے تو رفع ضرورت کے لیے اپنے گھر
جاؤن یہ سنکے معلم نے چار و ناچار اجازت دی کہ ایسا نہو کہ مین اسکو نہ جانے
دون اور یہ زادہ شیطان ابن سنان رنجیدہ خاطر ہوکر عمداً اس حال کو اپنے
پدر و مادر سے بیان کرے ولیکن اوسے یہ نہ معلوم تھا کہ وہ اوسی کے مدارک
لیے عمداً جاتا ہے القصہ جب وہ مکتب خانے سے نکلکر اپنے گھر کی طرف چلا تو راہ
مین ایک چہار دیواری شکستہ تھی یکمرتبہ اوسمین اوس خانہ خراب نے جاکر
اپنے سب کپڑے پھاڑ ڈالے اور پھر ایک پتھر اوٹھا کے اپنے تمام جسم کو سر سے تا
ناخن پا اوسنے خوب جابجا زحمت ضرب سے جب زخمی کرلیا اور اپنے لہو کے
خون سے آلودہ کرکے خاک مین لوٹ کر روتا ہوا اپنے گھر مین گیا اور جب وسکے
ماں باپ نے اس حال سے اوس بدمآل کو دیکھا تو گھبراکر وہ بدسیر پوچھنے لگی
کہ اے نورعین تیرا یہ حال کرکے کسنے ہمین بیچین کیا ہے وہ باآہ و نالہ و بیقراری کہنے
لگا کہ معلم نے مجھکو اس بات کے حسد سے اس درجہ کو پہونچایا ہے کہ ایک سقہ
آج مکتب مین آیا اور معلم نے اوس پانی کا آبخورہ لے کے ہونٹھون سے لگاکر
پھر اوسے حوالے کرکے اشکبار ہوکر قاتلان جناب امام حسین علیہ السلام پر
پانی بند کرکے اوس مظلوم کو پیاسا شہید کیا ہے لعنت خدا و رسول صلی اللہ علیہ

و آلہ وسلم اون لوگون پر تا قیامت ہو مین نے یہ بات سنکر جب کہا کہ اے معلم
تو جان لو مجھکو لعنت کیسی کرتا ہے کہنے لگا کہ اے حرامزادے یزید ابن معاویہ
و عبیداللہ زیاد و عمر سعد و شمر ذی الجوشن و سنان ابن انس پر لعنت کرتا ہون
کہ ان لوگون نے فرزند رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بے جرم و گناہ بھوکھا
پیاسا شہید کیا ہے یہ سنکے مجھے بھی دین کی حمیت و تعصب مذہب سے جب
غصہ آگیا تو مین نے بھی کہا کہ اے معلم لعنت خدا تجھپر و تیرے دوستون پر کیا
شامت نے تیری تجھے گھیرا ہے کہ تو زبان سنبھال کے بات نہین کرتا ہے بس
اے پدر یہ معلم جواب سنکے میرا ہاتھ پکڑ کے مجھے اپنے گھر مین لیگیا اور وہان جاکر میرے
ہاتھ پیر رسی سے باندھ کے اور زمین مین ڈالکر خوب طمانچے اور گھونسے اور لاتین مار کر
اوسنے مجھکو بیحال کردیا بلکہ چاہتا تھا کہ تلوار لاکے مجھکو مار ڈالے مگر جب وہ تلوار
لینے کو گیا تو مین نے ہاتھون سے رسی کو کاٹ کے وہان سے فرار ہوکر بھاگا تک آیا ہون
پس سنان ابن انس نے جب اوس سے سنا تو غصہ سے مانند شعلہ آتش کانپنے لگا
اور جلدی سے اوسکا ہاتھ پکڑ کے عبیداللہ زیاد کے دروازے پر لیجاکر با فریاد و
فغان کی النصیحہ النصیحہ پکار کے کہنے لگا کہ اے امیر جلدی میرے حال سے آگاہ
ہو کہ مجھکو یہ بات بطور نصیحت تجھ سے کہنی ہے اور ابن زیاد یہ شور سنکر خادمون
سے کہنے لگا کہ دیکھو تو یہ کون شخص غل مچا رہا ہے ناگاہ حاجب نے آکے کہا کہ اے
امیر کوفہ سنان ابن انس نخعی اپنے بیٹے کا ہاتھ پکڑے ہوئے بحال تباہ دروازے
پر کھڑا ہوا یہ داد و بیداد کر رہا ہے لازم ہے کہ تو اپنے پاس بلاکے اوسکے احوال کو
سنے کہ وہ بھی امیدوار اسی امر کا ہے یہ سنکے اوسنے حاجب سے کہا کہ جا جلدی
اوسکو میرے پاس لے آ کہ دیکھون اوس ہواخواہ یزید پر کیا ظلم ہوا الغرض جب
سنان ابن انس اپنے پسر کو لیکر ابن زیاد کے روبرو گیا تو ابن زیاد ابن سنان سے

اوس حالت سے دیکھ کے متعجب ہوکر پوچھنے لگا کہ اے سنان یہ کیا حال ہے
کسنے اس لڑکے کو اسطرح مارا ہے کہ تمام کپڑے اسکے خون سے سرخ ہین سنان ابن
انس نے کہا کہ اے امیر یہ تیرے نخل رفاقت کے سایہ مین راحت اختیار کرنے کا ہمکو
پھل ملا ہے کہ معلم کثیر ابن عامر نے آج خلیفہ زمان یزید مع شمر و عمر سعد و مجھ پر جب
لعنت کی تو اسنے بتعصب مذہب اوسکو جواب دیا کہ اے معلم ان لوگون نے
بحکم یزید اون لوگون کو قتل کیا ہے تو کس حجت سے سزاوار لعنت انکو جانتا ہے پس
اے امیر اوسنے یہ سنکے جواب کے بدلے ہاتھ پیر اسکے باندھ کے لاتین اور گھونسے
مار کر یہ حال اسکا کیا اور علاوہ اسکے اے امیر کوفہ میرا فرزند حلال زادہ ہے معلم
نے اسکو حرامزادہ کیا سمجھ کے کہا ہے اور اگر یہ حرامزادہ ہوتا تو بھلا مقدمہ دین
و آئین مین کیون اتنی کد کرتا اور اے پسر ابوسفیان آجتک ہمکو گمان تھا کہ یہ
نمکخوار سرکار بنی امیہ ہے ہم لوگون کا یہ دوست ہوگا ولیکن یہ معلم تو ہوا خواہ
جناب ابوتراب علیہ السلام و تشنہ خون دوستان بنی امیہ ہے القصہ اسی طرح کی
باتین بہت سی سنان ابن انس نے پسر زیاد سے جب کہین تو وہ غضبناک ہوکر
ایک حاجب کو بلا کے کہنے لگا کہ تو جا کے اوس معلم کو بخواری تمام باسر و پا برہنہ
ابھی گرفتار کر پس وہ حاجب اور چند نفر اپنے ہمراہ لیکر دروازہ مکتب پر پہونچے
پیادون سے کہنے لگا کہ مدرسہ مین جاکے بخواری معلم کو پکڑ لاؤ کہ وہ یکبار سب آدمی
مکتب مین در آئے اور کثیر کو مکتب مین سے پکڑ کے باسر و پاے برہنہ پگڑی سے اوسکی
گردن کو باندھ کر پسر زیاد کے پاس لے آئے اور جب اس ذلت و خواری سے معلم
ابن زیاد کے روبرو پہونچا تو وہ کثیر سے کہنے لگا کہ اے رافضی تو یہ غنیمت نہین جانتا
ہے کہ مملکت امیر شام مین بعزت و استراحت تمام اوقات بسر کرکے بلکہ ہماری نعمتین
کھاکے حفظ و مراتب حمایت مین ہم لوگون کے رہتا ہے پس اے احمق اس ہمارے

شکر نعمت کے بدلے دشمنونکا ہمارے پاس کرکے اور مذمت امیر کو اپنی نزدیک
بھلا جانتا ہے اے معلم فقط یہی دلیل تیرے زعم مین محکم و استوار نہوگی کہ فرزند
حیدر کرار علیہ السلام کو ہم نے شہید کیا اور یہ سخن تیرے دہیان مین نہین
آتا ہے کہ خلیفہ زمان یزید ابن معاویہ پر یہ دعوی بیجا ہے اوسنے خروج کیا ہے
پس اگر ایک ایسے شخص کو جسنے قتل کیا تو کونسا گناہ ہمپر عاید ہوتا ہے اور سواے
اسکے جو شخص اپنے قتل پر آمادہ ہوا وسکو اگر کوئی مدعی قتل نکرے تو آپ ہی
اپنے خون کا مشغول الذمہ ہو جاتا ہے بھلا جناب امام حسین ابن علی علیہ السلام
نے ہمارے قتل کرنے مین کب کوتاہی کی تہی کہ ہم اونکے قتل سے باز رہتے اور
اے معلم تیرے عمل بد اب مجھپر ظاہر ہوے ہین پس سزاوار ہے کہ مین تجھکو بھی
ہلاک کرون کس لیئے کہ مخالف مذہب کا قتل کرنا بہرصورت اہل شرع پر لازم
و واجب ہے بیان کرتے ہین معلم یہ تقریر اوس بے پیر کی سنکے کہنے لگا کہ اے
امیر مینے کونسا ایسا قصور کیا ہے کہ جسکے عوض مین قتل کرنا میرا تجھپر واجب ہوگیا
اے پسر زیاد اگر کوئی شخص از روے عداوت و بہتان تجھسے کچھ حال کسی کا بیان
کرے تو لازم ہے کہ از روے انصاف تو اوسکو کما حقہ دریافت کرلیوے اور
بھلا یہ کب روا ہے کہ مدعی کے کہنے سے بے ثبوت حق کسی بے گناہ کو قتل و اذیت
مین مبتلا کرتا ہے ابن زیاد یہ سنکے غصہ مین باواز بلند کہنے لگا کہ اے معلم یہ لڑکا ناداں
بھلا تجھپر کیا بہتان کریگا مگر یہ تیرے گناہ کا گواہ اسکا حال تباہ موجود ہے اور
اگر اس کینہ سے تونے اسکا یہ حال نہین کیا تو پھر کونسا گناہ تیرا اسنے کیا تھا کہ تونے
یہ حال اسکا کیا ہے اوسدم معلم نے خائف و ہراسان ہوکر کہا کہ اے امیر کوفہ تمہا
مین اس معاملہ سے آگاہ نہین ہون اگر تجھکو میرا کہنا باور نہین آتا ہے تو اور لڑکے
جو مدرسہ مین بیٹھے ہین اونسے بلاکر اس حال کو دریافت کرلے بخدا اگر مین نے

اسکو ایک طمانچہ بھی مارا ہو تو مجھکو اوسکے عوض مین تو گردن مارنا اے پسر زیاد یہ لڑکا
مار پیٹ کا مجھپر سراسر اتہام و بہتان کرتا ہے اور سوائے اسکے اگر مینے کلمہ لعن زبان سے
نکالا ہے تو اور لڑکون نے بھی سنا ہوگا پس جس وقت وہ اگر میرے اس عمل کی گواہی
دینگے تو مینے اپنے قتل و ایذا کا تجھکو مختار کر دیا اور جب معلم نے بہت سی باتین اسطرح
اوسے کہین تو عبید اللہ زیاد نے جواب دیا کہ اے معلم سب تقریر تیری بیجا ہے میرے
نزدیک اس لڑکے کی گواہی سچی ہے تیرے [illegible] ابو ترابیون کی گواہی سے اور یہ کہکر
پسر زیاد اوس دم حاجب سے کہنے لگا کہ اسکو طوق و زنجیر مین گرفتار کرکے زندان ابو ترابی
مین لیجا کر بند کردے غرضکہ حاجب نے اوس دیندار کا ہاتھ پکڑ کے در زندان پر لیجا کر طوق
و زنجیر پہنا کے تہہ خانے مین لٹکا کر اوسکو چھوڑ دیا اور زندان بانون نے [illegible]
زندان کا بند کر لیا تو شب دیجور سے بھی زیادہ تاریکی اوس تہہ خانے مین [illegible]
کثیر ابن عامر کو جب اوس تاریکی سے ایک ہول دل مین پیدا ہوئی تو [illegible]
علیہ السلام کہکر زانو پر سر رکھ کر بیٹھ گیا اور تاریکی کنج لحد کا دل مین دھیان [illegible]
کہ اے تن و جان اس رنج کو دوستی اہلبیت اطہار علیہم السلام مین [illegible]
صبر کر کہ تیرا امام زمان سید الساجدین علیہ السلام نور چشم جناب [illegible]
اس سے بھی زیادہ کربلا مین صابر و شاکر رہا ہے اور اے دل کیا تیرے لیے یہ قید خانہ
صندوق یزید سے بھی زیادہ تر ہے کہ تیرے مولا کو تو یزید نے صندوق مین بند کرکے زمین مین
دفن کر دیا تھا اور معلم یہی باتین اپنے دل مین سوچ کے مصیبت آل رسول صلی اللہ علیہ
والسلام مین اشکباری کر رہا تھا کہ یکایک خوشبو معلوم ہوئی پھر ایک روشنی اوس تہہ خانہ
مین پیدا ہوئی پس معلم متعجب ہو کر اوس روشنی کیطرف دیکھنے لگا تو ناگاہ بیڑیون کی جھنکار
ملا آواز رونے کی سی بھی کچھ اوسنے سنی اور کثیر ابن عامر جب اوٹھ کر اوسطرف راہی ہوا تو
دیکھا کہ ایک جوان رعنا کھڑے ہوئے گزی کے سے پہنے ہوئے طوق و زنجیر مین مسلسل

پوشت آہو کے فرش پر بیٹھا ہوا نام جناب رسالتمآب و حیدر کرار علیہما الصلوٰۃ
والسلام ورد زبان کرکے اشکباری مین معروف ہے اور ناخن دست و پاؤن اور
سر و ریش بھی اوس شیر کے حد سے زیادہ بڑہے ہوئے ہین شاید ناخدا ترس بنی امیہ
اس باب مین بھی اوسکے مزاحم تھے کیونکہ کفار اسیرونکو سخت تکلیف دیتے ہین القصہ
معلم کو جب معلوم ہوا کہ یہ شخص بھی محب آل احمد مختار علیہم الصلوٰۃ والسلام ہے
آگے بڑھ کے اوسکو سلام کرکے کہنے لگا کہ اے آزاد مرد بندۂ خدا تو کس گناہ کے سبب
سے اس عذاب شدید مین گرفتار ہے اوس نوجوان عالی خاندان نے جب بوئے
محبت اوس پیر مرد کے بشرہ سے پائی تو بہت سا متبسم ہو کر جواب دینے لگا کہ
اے [illegible] جان شکستہ دلان و انیس محبان شاہ شہیدان مین پاسداری [illegible]
جناب شاہ ولایت علیہ السلام سے اور اونکی اولاد امجاد کی محبت کے سبب سے
اس [illegible] مین گرفتار ہون الا یہ سب رنج میری نظر مین ذرہ کے مثال ہین
[illegible] میرا مولائے دو جہان حلال مشکلات انس و جان ہے ولیکن جب
معلم نے نام جناب امیر المومنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام اوس مومن
کی زبان سے سنا تو یکبار اشکبار ہو کر پوچھنے لگا کہ اے دلاور تو اپنے نام و نسب سے
مجھکو آگاہ کر کہ تو کس شجر باغ عزت و شرافت کا ثمر ہے اور کس گلستان عظمت و
جلالت کا گل مراد ہے یہ سنکے وہ ثمر نخل خاندان عالی با چشمہائے اشکبار کہنے لگا
کہ اے بلند شان میرا نام مختار ابن ابو عبیدہ ثقفی ہے پس کثیر ابن عامر یہ سنکر
دوڑ کے سر مختار کو چھاتی سے لگا کر دونون آنکھون اور جبین کا اوسکے بوسہ لیکر کہا
کہ خداوند عالم تجھے اس قید ستم سے نجات دیکے مطلب دلی سے کامیاب کرے مختار
نامدار یہ لطف و عنایات اوس مرد پیر کی دیکھکر کہنے لگا کہ اے مہربان تو بھی اپنے
نام و نشان سے مجھے آگاہ کر کہ تو کس بحر شرافت کے صدف نجات کا گوہر یکتا [illegible]

معلم نے کہا اے مختار دیندار میرا نام کثیر ابن عامر ہمدانی ہے کہ اطفال و سائے
اہل کوفہ کو قرآن پڑھایا کرتا تھا یہ سنکے مختار نامور نے کہا کہ سبحان اللہ ان گمراہون نے
کیا مرتبہ علمی کی قدردانی کرکے تجھے مرتبہ اعلی کو پہونچایا اے معلم پس تو بسبب
دوستی آل عبا صلعم و عداوت انتقام خون ناحق جناب سید الشہدا علیہ السلام
گرفتار ہوا بھلا تجھکو کس گناہ پر ملعونون نے اس رنج و بلا مین مبتلا کیا ہے معلم نے
کہا کہ اے مختار عالی وقار مجھے بھی اسی سبب سے کفارون نے پابند سلسلۂ جفا کرکے
قید کیا ہے اور تمام احوال بنا از ابتدا تا انتہا بیان کیا تو مختار روشن ضمیر نے اوسکا
تمام و کمال احوال سنکے کہا کہ اے معلم زنہار تو دلگیر ہو قریب ہے کہ اس زندان سے فرحان
و شادان ایک آن مین تو اپنے گھر کی طرف روانہ ہووے کس لیے کہ اور لڑکون کے
مان باپ تیرے لیے سعی و سفارش ابن زیاد کے روبرو پہونچا کر ابھی قید سے رہائی
دلوا دینگے مگر مجھکو دیکھیے کب تک ابھی یہ زحمت اوٹھانی ہوگی اور یہی ڈرتا ہون
ایسا ہو کہ اسی قیدخانہ مین مر کر یارمان اس جہان فانی سے چلا جاؤن اور اپنے دل
مین حسرت انتقام خون مظلوم کربلا علیہ السلام دل مین لیکر جاونگا تیری
مثل طائر بسمل تڑپا کریگی اور میری نیت مین تو یہ ہے کہ حق آل عبا صلی اللہ علیہ و آلہ
وسلم کا ظالمون سے چھین کے اونکے حق دارون کو پہونچا کر قاتلان فرزند فاطمہ الزہرا
علیہا السلام کو مار کر روے زمین سے نام و نشان مٹادون الا دیکھیے کس دن اس
قید سے رہا ہوکے اپنی مراد کو پہونچکر شیعیان علی علیہ السلام مین اس عزت سے ممتاز
ہونگا غرض معلم نے یہ تقریر دلپذیر مختار دیندار کی سنکے جواب دیا کہ اے ابن ابوعبیدہ
نامدار زنہار تو کچھ اندیشہ نکر انشاءاللہ الرحمن تو اپنی مراد کو جلد پہونچیگا کس لیے کہ تیرا احوال
مین اخبار جناب حیدر کرار علیہ السلام مین دیکھ چکا ہون کہ اوس جناب صداقت مآب نے
فرمایا ہے کہ مختار کے ہاتھ سے قاتلان مظلوم کربلا بہت سے مارے جاوینگے واللہ اعلم

مختار نامور مجھے یقین ہے کہ یہ لوگ تیری کوشش سے بہت قتل ہو جاوینگے اور
انشاءاللہ تعالی کوفہ سے لیکر تا عراق تیرا عمل ہو جاویگا بلکہ نشان لشکر دشمنان
بنی فاطمۃ الزہرا علیہا السلام کا درون مکہ معظمہ پر بھی تیرے سبب سے نصب ہووینگا
سنتے ہین کہ معلم کی ان باتون سے مختار شادمان ہوکر در دم کلمۂ انشاءاللہ تعالی
زبان سے جاری کرکے معلم کو بھی بدلجوئی تمام کہتا تھا کہ اے کثیر میرے دلکو بھی یقین ہے
کہ ایک دم مین تیری رہائی کی صورت اس تیرگی یاس و اندوہ مین شمع اختر تابان
دکھائی دے اور جب اسی حال مین معلم یکبار بیقرار ہوکر ڈاڑھین مار کر رونے لگا تو
مختار دیندار نے کہا کہ اے مونس جان بیکسان کس دہشت مین ہوکر اسقدر
بیتابی سے روتا ہے تو صبر کر کہ خدا صبر کرنے والون پر مہربان ہے معلم نے جواب دیا
کہ اے مختار مجھکو اسدم تیری اس قید شدید پر رونا آیا کہ یہ بھاری بیڑیاں تجھکو
کیسی زحمت پہونچاتی ہونگی مختار عالی وقار نے کہا کہ اے بھائی یہ فلک شعبدہ باز
انسان کو کیا کیا نیرنگیان دکھلاتا ہے ولیکن اس جہان پرفتنہ و فریب کی کسی بات
کو قیام نہین ہے اور اس زمانہ دون مین مانند روز و شب شادی و رنج باہم
دست و گریبان ہین بخدا اگر اس جہان کو کوئی مایۂ آرام سمجھے تو میرے نزدیک وہ
شخص نادان ہے کس لیے کہ انبیاء و اوصیاء و اولیاء بھی اسکے ہمیشہ شاکی رہے اور اے
برادر لازم ہے کہ قصہ سلیمان و یوسف کو دیکھ کے بس چپکا رہ کہ یہ ہمارے لیے محل
عبرت و مقام صبر و تامل ہے لیکن تاہم برادر مومنین اگر ایک دوسرے کی تا مقدور
دلجوئی و حاجت روائی مین مصروف رہین تو البتہ ایک صورت راحت و آرام
اس جہان پر اندوہ مین ہے والا سواے ندامت و حسرت کے کچھ حاصل نہین ہے
اور اے شعور شناس باخلق بھی زمانہ مین دو وضع کے ہین اکثر تو فقط رضاے خدا کے
لیے آپ ایک دوسرے سے جان و مال و نصیحت عزیز نہیں رکھتے ہین اور بہت سے

آپس مین حصول مراد دنیوی کے لیئے طریقہ مروّت و محبت اظہار کرتے ہین یہ سنکے
معلم نے کہا کہ اے **مختار** کیا کرون لاچار ہون اگر میری جان تک تیرے کام آئے تو
عذر نہ کرون اوسدم **مختار** مسکرا کر کہنے لگا کہ اے برادر خدا تیری جان کو سلامت
رکہے اور مجہکو تیرا حق شناس کرے خیر اگر ہو سکے تو تو مین تجہسے کہونگا میرے لیئے اوسکی
کوشش کرنا اور یہ دونون دیندار باہم اسی طرح کی باتون مین مصروف ہوکر ایک دوسرے
کی غمگساری مین مشغول تھے تا دقیقہ آخر اقبال معلم افق حصول مراد سے طالع ہوا راوی
لکہتا ہے کہ معلم کی ایک بہتیجی شاید ابن زیاد کے لڑکون کی دائی تہی اور بہت سے
لڑکون کو اوس بدبنیاد کے اوسی نے پرورش کیا تہا پس جب اوسنے کہ معلم
کا یہ حال سنا کہ ابن سنان کے کہنے سے پسر زیاد بدنہاد نے کثیر کو گرفتار طوق و زنجیر
کرکے زندان ابوترابی مین قید کیا ہے وہ روتی پیٹتی اپنے کپڑے پہاڑتی زوجہ ابن
زیاد کے پاس گئی جب بنت زیاد لعین کی زوجہ نے اوسکو اس حال سے دیکہا
تو کہنے لگی اے میرے لڑکون کی پالنے والی مادر مہربان سے بہتر تجہے کیا ہوا
کہ اس حال پریشان سے مین تجہکو دیکہتی ہون اوسنے روکر کہا کہ میرے چچا
کثیر نامی کو کہ اوسنے تیرے لڑکون کو بہی قرآن پڑہایا ہے پور سنان ابن انس کے
کہنے سے کہ اوسنے بہتان ست خلیفہ زمان و امیر کوفہ وغیرہ اوسپر کیا ہے حاکم کوفہ نے
اوسے طوق و زنجیر پہنا کے بے ثبوت جرم اوس تہ خانہ مین کہ جسکو **زندان**
ابوترابی کہتے ہین قید کیا ہے اور اے زوجہ ابن زیاد سراپا بیداد میرا حق تجہ پر
بسبب تیری اولاد کی پرورش کرنے کے اگر ایک درجہ ہے تو میرے چچا کا حق تم
سب پر مجہ سے دو چند بلکہ اور زیادہ ہے کیسلیئے کہ اوسنے تمہارے لڑکون کو قرآن
مجید پڑہا کے ادب قاعدہ سے آگاہ کیا ہے لازم ہے کہ تم حاکم کوفہ سے سعی کرکے
اوسکو قید سے چہڑوا دو اور غضب ہے کہ عوض نیکی کرنے کے سنان کے بیٹے نے

حق تعلیم اوسکو یہ دیا کہ ایسا کچہہ اہتمام کرکے قید کرایا ہے یہ سنکے زوجہ عبیداللہ زیاد
لعین نے کہا کہ سنا نہ تو اندیشہ نہ کر جسوقت امیر محل مین آویگا اوسیدم مین منت
و زاری کرکے کثیر کی رہائی کرا دونگی کہتے ہین معلم کی بہتیجی یہ سنکے خوش ہوکر زیادہ
خوشامد سے اوسکو دعائین دینے لگی جب تہوڑے عرصہ مین پسر زیاد محل مین آیا
تو زوجہ پسر مرجانہ اوٹہکر اوسکے پیرون پہ سر رکہکے ہاتہ باندہکر کہنے لگی کہ اے امیر کوفہ
کثیر ابن عامر پر ابن سنان نے یہ محض بہتان کیا ہے وہ تو ہمارے گہر سے مع
خویش و قوم پرورش ہوتا ہے بہلا ایسی بات وہ کب منہ سے نکالے گا کہ جو
ہماری ناراضامندی کی ہوگی پس اے پسر مرجانہ امیدوار ہون کہ میری خاطر سے
اگر کچہہ بہی اوس سے سرزد ہوا ہے تو معاف کرکے اسی بوقت زندان سے اوسکو
رہائی دے ... اوسکی بہتیجی نے جسوقت سے یہ حال پریشان سنا ہے یہان روتی
ہے ... میرے نور چشم میرے پارۂ جگر سب کے سب اوسکے رونے سے
محزون و ملول ہین اور بخدا اے امیر اگر یہ مطلب میرا اسوقت برلا دیگا تو گویا
ہفت اقلیم سے مجہے سرفراز کریگا یہ سنکے ابن زیاد نے تبسم کرکے اوس سے
کہا کہ کیون اسقدر اضطرار مین ہوکر اپنی خاطر کو پریشان کرتی ہے بس کہ ابہی
تیری حاجت کو مین برلاتا ہون یہ کہکے اوس بدکردار نے بپاس خاطر زوجہ حاجب
کو بلا کر کہنے لگا کہ جلدی سے جا کر **کثیر ابن عامر** معلم کو زندان سے باہر نکال کر طوق
و زنجیر سے رہا کرکے میرے پاس لے آ الحاصل حاجب نے جلدی سے در زندان پہ
جاکے زندانبانون سے محبوس خانہ کا دروازہ کہلوا کے یہ حکم دیا کہ کثیر کو جلدی سے
زندان سے نکالکر طوق و زنجیر سے رہا کرکے میرے ہمراہ کردو امیر کوفہ نے مجہکو حکم
اپنے محل کے اندر سے دیا ہے لکہا ہے کہ **معلم و مختار** ابہی آپس مین بیٹہے ہوئے
وہی باتین کر رہے تہے کہ یکبار محبوس خانے کے دروازہ کہلنے کی آواز انکے

کان مین پہونچی اور مختار مسکرا کر معلم سے کہنے لگا کہ بشارت ہو تجھے اے بہائی کہ
آواز دروازہ زندان کے کہلنے کی معلوم ہوتی ہے بحد الیقین ہے کہ تیری سعی کی نے
ابن زیاد سے کر کے قید سے تجھکو چھڑوایا ہے یہ سنکے معلم نے کہا کہ اے مختار نامدار
قسم ہے ذات پاک کردگار کی اگرچہ قید ستم سے رہا ہونے کی خوشی مجھے کمال ہوگی
ولیکن تیرے فراق کا بہی اسقدر رنج والم ہوگا کہ جسکے بیان سے زبان میری قاصر ہے
بس اے مختار نیک سیر اگر تیرے دل مین کچھہ حاجت ہووے تو اوسکو مجھہ سے
بیان کر کہ اوس بات کے سرانجام مین بجان و دل معروف ہوکر تجھے شادمان کرون
مختار نے کہا کہ اے برادر اگر تو قید سے رہائی پاکے تھوڑا سا کاغذ و قلم و دوات
کسی صورت سے مخفی مجھہ تک لے آوے تو البتہ مین اپنے مقصد سے کامیاب ہوجاؤن
اور واللہ اے معلم یہ ایک مطلب میرا اگر تو برلاویگا تو تمام عمر تیرا ممنون احسان
رہونگا بلکہ اسکے عوض مین خوشنودی خدا و رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور جناب
مومنین دونون جہان مین تجھکو حاصل ہووینگی معلم نے کہا کہ اے مختار انشاء اللہ
الرحمن تامقدور کوشش بجد و بایان کر کے یہ تیری مراد مین بجان و دل برلاؤنگا
اور معلم نے زنہار مختار سے اس مقدمہ مین کچھہ نہ پوچھا کہ قلم و دوات و کاغذ وہ کس
مانگتا ہے پس ناگاہ زندانبانون نے جب پکارا کہ اے معلم جلدی زندان سے باہر
نکل کہ امیر کوفہ نے تجھپر اپنا لطف و کرم روا رکھہ کے حکم تیری رہائی کا بہیجا ہے معلم یہ
آواز زندانبانون کی سنکر مختار سے رخصت ہوکر با چشم اشکبار جب زندان سے
باہر آیا پس حاجبون نے جلدی سے اوسکی طوق و بیڑیان کٹوا کے ابن زیاد لعین
کے پاس لے آئے ابن زیاد کثیر کو دیکھکر کہنے لگا کہ اے معلم خداوند عالم جیسا اپنے لطف
و کرم سے بنی اسیر پر مہربان ہے اوسی طرح مینے تجھپر اپنی عنایت کو روا رکھکر ایکمرتبہ تو قید سے
رہائی دی ہے لا اگر پھر کبھی ایسا قصور کریگا تو زنہار بے ہلاک کیے تجھے نہ چھوڑونگا معلم نے کہا

کہ اے امیر اوس بات کا تو بہلا کیا ذکر ہے مین اس پیشہ معلمی کو بہی اب ترک کر دونگا کہ
اس لڑکے نے ایسا بہتان کر کے مجھے بلائے عظیم مین مبتلا نہین کیا کہ اوسکو یاد کر کے گوشہ
نشینی اختیار کرون اور معلم جب گھر مین آیا تو اوس دیندار نے اپنی زوجہ کو طلاق دیکر
سامان مطلب براری مختار کیا کہتے ہین کہ اوسنے فقط مختار نامور کے مطلب کے لیے اپنی
زوجہ کو اس خیال سے طلاق دیا کہ عورت ناقص عقل ہوتی ہے مبادا اس راز سے
مطلع ہوکے افشائے راز کرے یا یہ سبب ہو کہ وہ دشمن اہلبیت نبی صلعم ہوگی
اس سبب سے اوسکو چھوڑ دیا غرض بہر صورت کیا مرد دیندار تہا کہ الفت و دوستان آل
نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سبب سے محبت زوجہ کی اوسنے دل سے دور کی خاندان
بلا دیا اپنی اختیار کی سچ ہے جب تک انسان فتنہ و شر سے کنارہ نہین کرتا کوئی
امر خیر اوس سے بخوبی سرانجام نہین پاتا ہے اور جب معلم اوس طرف سے مطلع ہو چکا
تو قلم و دوات و کاغذ لیکر [illegible] ایک رومال مین باندھکر گوسفند تصدق مین ذبح کر کے سالن
کو باہر کباب و بریان خوان مین دھر کے مزدور کے سر پر رکھواکے زندانبانون کے
[illegible] دروازے کو اوسکے کہلوا کر اوسکی زوجہ کو اپنے حال سے مطلع کیا تو اوسنے
پوچھا اے شخص تو کون ہے اور کس مطلب کے لیے آیا ہے معلم نے کہا کہ مین شخص
انجام ہمدانی معلم روساے اہل کوفہ کا ہون اے خواہر مجھکو امیر کوفہ نے ایک تہمت کی
علت سے زندان ابوترابی مین قید کیا تہا اور فضل خدا سے جب مینے اوس عذاب
شدید سے نجات پائی تو کچھہ نیت اپنے دل مین کی ہی اوسکو عمل مین لا کے کچھہ بطریق تحفہ
تیرے شوہر کے لیے بہی لایا ہون تو اسکو لیکر امانت رہنے دے کہ جسوقت وہ گھر مین آویگا
میرا سلام کہکے یہ تحفہ اوسکی نظر سے گذران کے میری طرف سے کہدینا کہ انشاء اللہ تعالی
مین اوربہی تیری خدمت گذاری کرونگا جو کچھہ کہ خاص کر کے تیرے باب مین نے نیت
کی ہے اور معلم جب زر و نعمت اوسکی زوجہ کو دیکر چلا آیا تو بعد تھوڑے ہی عرصہ کے

زندان بانون کا سردار ہی اپنے گھر مین آ کر پہونچا اور جلدی سے اوسکی زوجہ نے
وہ سب تحفہ اوسکے روبرو رکھ کے جو کچھ پیغام زبانی کہا تھا معہ سلام اپنے شوہر سے
جب بیان کیا تو وہ مرد دانا تمام عبارت سے ماہر ہو کے اپنے دل مین فکر کر کے کہنے
لگا کہ معلم ضرور کچھ حاجت مختار کی یا اپنی اس امر کے بعد مجھ سے درپیش کریگا
راوی کہتا ہے کہ وہ مرد زندان بان ہی محب آل احمد مختار صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم عزادار جناب امام حسین علیہ السلام تھا کہ شب و روز دیندار اپنے گھر مین
ذکر مصیبت امام مظلوم کربلا علیہ السلام کے اشکبار ہو کر تمام قاتلون پر
اونکے لعنت کیا کرتا تھا یا ابن زیاد کو بلکہ تمام بیدینون کو اسکے مذہب کا کچھ
حال معلوم نہ تھا اور جب دوسرے دن معلم پھر اوسی سامان سے زندانبان
کے گھر پر آ کے موجود ہوا تو دیکھا کہ وہ دیندار گھر مین نہین ہے معلم
وہ سب مال و متاع دیکر بعد سلام یہ پیغام کہکر چلا آیا کہ مجھکو
زندانبان ہے انشاء اللہ تعالی اگر زندہ رہا تو کل اسی وقت پھر حاضر ہونگا
جب اوس مرد دیندار زندانبان نے اپنے گھر مین آ کر پھر وہی سامان دیکھا تو
اپنی زوجہ سے کہنے لگا کہ کل جس وقت معلم آویگا مجھے اطلاع دینا مین
بھائی کو اپنی جا پر بٹھا کر چلا آؤنگا والا کل سویرے سے مین آپ ہی گھر مین آ
بیٹھونگا دیکھون تو اسکو مجھسے کیا کام ہے مگر میرے دھیان مین یہی آتا ہے کہ کوئی
کام اسکو ایسا درپیش ہے کہ وہ میرے بغیر سرانجام نہین پاویگا غرضکہ دوسرے دن
زندانبان اپنے بھائی کو اپنی نوکری پر چھوڑ کر زمان موعود سے پیشتر اپنے گھر مین آ کر
موجود ہوا تو کثیر ابن عامر ہمدانی اوسی سامان معینہ سے پھر زندانبان کے
گھر پر آ کر پکارا اور اوس مرد دیندار نے معلم کی آواز سنکر گھر سے باہر نکل کے
دیکھا کہ معلم ایک خوان مزدور کے سر پر رکھوائے ہوئے بادستمال پر زر گھر اپنے

زندانبان وہ خوان مزدور سے لیکے معلم کو بھی اپنے ہمراہ گھر کے اندر لے گیا اور
بتوقیر تمام کثیر کو جا سے خلوت مین بٹھا کے پوچھنے لگا کہ اے معلم سچ بتلا دے کہ آج
تین دن سے تو یہ سامان جو میرے لیئے لاتا ہے اسکا کیا سبب ہے جو تو اسکا حیلہ
کر کے دے جاتا ہے بھلا اسکو مین کیونکر باور کرونگا پس اے کثیر ابن عامر اگر
کچھ مطلب تیرا مجھ سے درپیش ہو تو مجھ سے بیان کر قسم ہے خدا اور رسول و علی
مرتضے علیہما الصلواۃ والسلام کی کہ تیری مراد تا مقدور بر لانے مین کوتاہی نہ
کرونگا اور اے برادر مجھکو عقل سے معلوم ہوتا ہے کہ تو مختار نامور کے باب مین
مجھسے کہیگا حالانکہ اس امر مین میرے لیئے مضرت ہے لیکن مجھکو قسم ہے کہ یہ مطلب
بھی تیرا مین روا کر دونگا یہ سنکر معلم نے خوش ہو کے زندانبان کو دعاے خیر
یاد کر کے کہا کہ اے بھائی مجھسے مختار دیندار نے قید خانہ مین یہ مطلب اپنا ظاہر
کیا تھا کہ اے کثیر اگر تجھسے ہو سکے تو کسی طرح سے قلم دوات و کاغذ مجھ تک پہونچا دینا
مین تیرے اس احسان کو تا دم نہ بھولونگا پس اے برادر مین چاہتا ہون کہ یہ چیزین
اوس تک پہونچا دون ولیکن بغیر از تیری امداد کے یہ امر ہونا بہت دشوار ہے
اور اگر تو ہمت کرے اس مشکل کو آسان کر دیویگا تو کچھ دشوار نہین ہے
تیرے اختیار مین ہے اور ہر چند کہ تجھکو اس بات مین بظاہر کچھ حاصل نہین
ہے الا ثواب آخرت و دنیا مین مجھپر نہایت تیرا احسان ہوگا پس زندانبان نے
کلام کثیر ابن عامر کا سنکے متبسم ہو کر کہنے لگا کہ اے بھائی بسر و چشم اس کام کو
تیرے اگرچہ از بس مشکل ہے لیکن جانبازی کر کے انجام کو پہونچا دونگا مگر جس طرح
کہ مین کہون اوسی طور پر تو وہ سامان کر کس لیئے کہ ابن زیاد نے ہر چند مجھکو معتمد
سمجھکر یہ کام میرے حوالے کیا ہے والا اوس نے اور کچھ لوگ بھی محبوس خانہ پر
معین کیئے ہین اور باوجودیکہ میرے حکم کے سوا وہ کچھ نہین کر سکتے ہین ولیکن مین

پھر تنہا اوسکے ڈر کے مارے کوئی کام نہیں کرتا ہون کہ مبادا وہ ابن زیاد سے جاکر میری
بدگوئی کرینگے اور مجھ سے اوسکو برخلاف کردینگے پس لازم ہے کہ دو روز تامل کرکے
تیسرے دن فلان وقت مین بھی اور وہ لوگ بھی سب در زندان پر موجود ہون مین
دو خوانون مین بہت سامان بہتر و طعام رنگارنگ درست کرکے ایک خوان مین
روٹیون کی تہ مین قلم دوات و کاغذ پوشیدہ رکھکے دروازہ زندان پر آکر ظاہر کرونگا
کہ یا ایہا الناس مختار نے بعد آرزو خدا و رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا واسطہ
دلا کے مجھ سے یہ چیزین کھانے کی مانگین تھین کہ اے معلم ظاہرا مین اس قید سے بغیر
مرجانے کے رستگاری کی صورت نہین دیکھتا ہون اور میرا دل ان چیزون کے
کھانے کے لیئے بہت ترستا ہے اگر تو کسی طرح پر مجھے یہ کھلا کر سیر کردے تو تیرا
تا قیامت شاکر رہونگا اس سبب سے مین نظر اوسکے التماس پر کرکے یہ دو خوان طعام
کے تیار کرکے لایا ہون ایک خوان تم سب آدمی آپس مین بانٹ کر کھالو اور
ایک خوان خدا و رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نظر کرکے اوسکو پہونچا دو کہ وہ بھی
اپنی آرزو کو پہونچ جاوے اور علاوہ اسکے یہ بھی قید خانے مین یہ منت مانی تھی
کہ اگر قید سے نجات پاونگا تو قیدیون کو بلکہ زندانبان کو کچھ کھانا کھلاؤنگا سو الحمد للہ کہ
خداوند عالم نے میرا یہ مطلب برلایا اگر اب تم لوگ بھی ہمت کرکے میری امید برلاؤ
اے معلم وہ لوگ مجھ سے جب مصلحت اس مقدمہ مین آکر کرینگے تو مین بھی اونکو
سمجھا کر کہونگا کہ سچ ہے مختار اب قید سے کاہیکو چھوٹے گا جو کبھی اوسکو ایسا کھانا
نصیب ہوگا خیر کیا مضائقہ ہے اوسکے لیئے بھی بھیجدو اور تم بھی لو یقین ہے کہ
جب مین یہ صلاح اونکو دونگا تو وہ راضی ہو کر کچھ فتنہ پردازی نہ کرینگے اور
جسدم کہ مین اجازت دے دونگا تو اوسوقت وہ خوان جسمین کہ قلم دوات و کاغذ
ہووے زندانبانون کو دینا اور دوسرا خوان مختار نامدار کے پاس لیکر چلا جاؤ

غرض معلم یہ تقریر اوس صاحب توقیر کی سنکے بہت خوش ہوا اور جوش مسرت
سے اوسکی پیشانی کا بوسہ لیکر کہنے لگا کہ اے بھائی قسم ہے ذات کبریائی کی یہ خوب
تدبیر تیرے ذہن مین آئی ہے البتہ اب اس مطلب کے حاصل ہونے کی مجھکو
توقع ہوئی راوی بیان کرتا ہے کہ زندانبان کا ایک لڑکا کہ اوسکو راستہ پر سے
اوٹھا کر اوسنے پالا تھا وہ وہین پر آنکھین بند کیئے چپکا لیٹا ہوا یہ باتین سن رہا
تھا اور یہ دونون بیدار آپس مین بے اندیشہ باتین کررہے تھے اور وہ لڑکا انکی
سب باتین سن رہا تھا غرضکہ جس وقت معلم یہ سامان لیکر محبوس خانے کے
دروازہ پر گیا تو اوسنے ابن زیاد سے جاکر اوس حال کی اطلاع کردی اور جب
ابن زیاد نے تفصیل وار اوس سے سب حال سنا تو وہ اوسیدم سوار ہو کر
محبوس خانے کی طرف بسرعت تمام جاکر اوسوقت وہان پہونچا کہ سب
زندانبان و [illegible] کھانا مختار نامدار کے پاس لیجانے پر مستعد تھے اور ناگاہ اوسکی
[illegible] سب استقبال کو اوٹھے جب بدحواس ہو کر دوڑے تو یکبار
[illegible] غضبناک پنڈت خانے کے دروازے پر پہونچے اوس زندانبان کی
طرف [illegible] کہنے لگا کہ معلوم ہوا تو بھی آل نبی امیہ کے دشمنون مین سے
ہے کہ [illegible] اور یزید کی بدخواہی کو اختیار کرکے مختار کی دوستی مین اس خیال
سے معروف ہوا ہے کہ وہ زندان سے رہائی پاکر ایسا کچھ فتنہ برپا کرے کہ خاندان
بنی امیہ کا نام ونشان یکبار صفحہ روزگار سے مٹا دیوے پس زندانبان یہ سخن
سنکے یکبار پریشان خاطر ہو کر کہنے لگا کہ اے امیر تجھکو کیونکر ثابت ہوا کہ مین اس
کام کے اقدام مین مصروف ہوا ہون بھلا مجھ سے کبھی تیری سرکار مین ایسی
خطا سرزد ہوئی ہے کہ تیری دوستی سے ہاتھ اوٹھا کر تیرے دشمنون کی محبت مین
بیا باری اختیار کی ہووے یہ سنکے اوسنے ازبس غضبناک ہو کر جواب دیا کہ اے

مقصد مین سن چکا ہون جو کچھہ مشورہ گھر مین بیٹھکر تو نے معلم سے کیا ہے کہ وہ
کاغذ و قلم و دوات کھانے مین رکھکے تیرے پاس لادے اور تو مختار کو پہونچا
دیوے تا وہ نامہ عبد اللہ عمر کے لیئے اپنے حال کا لکھکر بھیج دیوے کہ وہ اسکی
رہائی مین کچھہ کوشش کرکے اسکو قید سے چھوڑا دے بیان کرتے ہین کہ
زندانبان یہ کلام اوس بد انجام کا سنکے اپنے دل مین حیران ہوکر کہنے لگا
کہ پروردگارا اس ملعون کو کسنے دشمن آل نبی علیہم الصلواۃ والسلام نے
یہ پیغام مفصل پہونچایا ہے کہ یہ سراسر وہی بات کہہ رہا ہے جو حقیقت مین
درست ہے اور یہ نہ معلوم تھا کہ اوسی نے جسکو ناز و نعم سے پرورش کیا
تھا اوسی نے یہ فتنہ برپا کیا ہے القصہ زندانبان جب ہاتھہ باندھکر کہنے لگا
کہ اے امیر معلوم ہوا کہ اسی گمان سے تو مجھپر ایسا خفا ہوتا ہے پس یہ بات
تو ایسی مشکل نہین ہے ابھی دم بھر مین تجھپر حق و ناحق روشن کئے دیتا ہون
اور اے امیر کوفہ مین تو مدت سے تیرا نمک خوار ہون آج تک بھلا کبھی خیانت
کی بات میری تجھپر ظاہر ہوئی ہے جو اب ایسی حرکت کرونگا ولیکن یہ جو
مجھسے ہوا ہے کہ تیرے بے اجازت اس کام مین مستعد ہوا کہ اس عمر نے زمانہ
دستگیری مین قید خانے کے اندر خدا سے عہد کیا تھا کہ جسوقت مین قید سے
رہائی پاؤنگا تو کچھہ کھانا پکوا کے قیدیون کو اپنے ہاتھہ سے کھلاؤنگا - خداوند
مجیب الدعوات نے اسکی دعا قبول کرکے مشکل اسکی آسان کردی تو یہ کھانا
پکوا کے لیکر آیا ہے چنانچہ ابھی وہ کھانا قیدیون کے پاس ہی نہین گیا ہے یہین
باہر رکھا ہوا ہے اے امیر کسی کو حکم کردے کہ وہ قلم دوات کاغذ اسمین جاکر ڈھونڈھ
لیوے اگر اس کھانے مین یہ چیزین نکلین تو مین نے اور معلم نے اپنا خون تیرے اوپر
حلال کیا اور یہ گفتگو اوسنے اس خیال سے کی تھی کہ زندانبان اپنے دل مین

یہ سمجھا تھا کہ میری اس تقریر سے یہ خجل ہوکے پھر کر چلا جاوے گا مگر وہ اشرار دون کا
سردار ایکبار گھوڑے سے اوتر کے کہنے لگا کہ ان خوانون کو میرے روبرو منگوا دے
کہ مین آپ انکو دیکھونگا پس کثیر ابن عامر و زندانبان یہ تقریر اوسکی سنکر خوف سے
تھرا کر اپنے دل مین یہ دعا مانگنے لگے کہ یا علیم تو آگاہ ہے کہ ہم بے خوشی خاطر
آل عبا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رہائی برادر مومن و انتقام خون ناحق امام
مظلوم کربلا علیہ السلام کی نیت سے اس کام کو اختیار کیا تھا پس یا خیر الحافظین
اسکے شر سے تو ہمکو محفوظ رکھنا اور اسدم بدعائے دلی سے کامیاب کرنا اور باقی
لوگ جو زندانبان کے ہمراہ گئے تھے وہ بھی ڈر کے مارے دل مین دعا اپنی
حفظ جان کے لیئے خدا سے اسطرح مانگ رہے تھے کہ اے قادر بیچون و
کل تو اسکے دل مین رحم پیدا کر اسکی نظر آزار رسان کو نابینا کردے القصہ جب
دونون خوان طعام اوسکے روبرو لے آئے تو اوسنے دونون خوانون کی ڈھکنیان
اور سب کھانے کو قریب دس مرتبہ کے بہت اچھی طرح دیکھا لیکن وہ اسباب
قلم دوات کاغذ شمار اوسکو جب نظر نہ آیا تو اوسوقت ابن زیاد اپنے عمل بد سے
خجل ہوا اور زندانبان سے کہنے لگا کہ مین کیا جانون تیرے بیٹے نے اگر مجھسے یہ
جھوٹ حال بیان کیا تھا یہ سنکے زندانبان باایمان ہاتھہ باندھکر کہنے لگا کہ اے امیر مجھے
یقین ہے کہ اوسنے یہ بہتان مجھپر کیا کیونکہ وہ میرا دشمن جان ہو رہا ہے اور اے امیر کوفہ
تجھکو اسکا حال مفصل نہین معلوم ہے امیدوار ہون کہ جو مین بیان کرون سردار
اوسکو بگوش ہوش سماعت فرما کے میری داد کو پہونچے پس اے سردار کوفہ آگاہ ہو کہ
یہ لڑکا میرے صلب سے نہین ہے اسکو مین نے ایک انبار خاک سے اوٹھا کر اپنی زوجہ سے
بصد ناز و نعم پرورش کرایا ہے مگر اوسکا عوض مجھے اسنے یہ دیا کہ اتفاقاً کل نماز ظہر کے وقت
جب مین اپنے گھر مین گیا تو اوسکے تئین دیکھا مین نے کہ پردہ بے حیائی سونھ پر ڈالکر

اپنی ماں کو بے تحاشا اسلیئے زد و کوب کر رہا ہے کہ اوس سے عمل قبیح کا مرتکب ہوکر دو سیاہی دارین حاصل کرے اور وہ بیچاری بصد خواری محافظت عصمت کی کوشش مین مصروف ہو سکے ہر طرف چھپتی پھرتی تھی بس ناگاہ اوسی حالت مین جب مین جا پہونچا اور اسکو اسطرح مین نے آمادہ دیکھا تو اسکو رسی سے باندھکر خوب مارا اور اے امیر ہر چند تقاضائے غیرت یہی تھا کہ مین اسکو جان سے مار ڈالتا ولیکن بخوف عدالت سردار مین ہرگز جرأت اس فعل کی نہ کر سکا کہ اسکے قصور کا گواہ پیش امیر کیونکر گذرانونگا بس یہ سوچ کے ناچار ہوکر بیٹے اپنے گھر سے اسکو نکالدیا بس تعجب نہین ہے اگر اسنے یہ بہتان کرکے میرے قتل کے لیے امیر سے کہا ہو سنتے ہین کہ ابن زیاد کو یہ سنکر ایسا حد سے زیادہ غصہ آیا کہ ایک مرتبہ تلوار کھینچکر اوس لڑکے پر لگا کر دو ٹکڑے کرکے زمین پر ڈالدیا اور زندانبان کیطرف دیکھ کے کہنے لگا کہ

ابن زیاد بدنہاد کا طفل زندانبان کو قتل کرکے معلم و زندانبان کو [illegible]
کھانا کھلانے مختار کے اجازت دینا اور اپنی فعل ناشائستہ پر خجل ہونا



کہ تجھ اسنے ناحق مجھکو دو بے گناہون کے خون مین گرفتار کروانے کا ارادہ کیا تھا اور یہ کہہ کے اوسکی لاش کیطرف متوجہ ہو کے پسر زیاد نے کہا کہ تو نے جو آفت اونپر چاہی تھی دیکھ وہ تجھی پر آپڑی سچ ہے کہ جو کسی کی برائی کے درپے عبث ہوگا وہ آپ اوسی بدی مین گرفتار ہو جاویگا القصہ جب معجزہ جناب آل عبا علیہم السلام سے پسر زیاد ہر طرح پر خجل ہو کر زندانبان سے کہنے لگا کہ جا یہ کھانا مختار کو لیجا کے کھلا دے تو زندانبان خوش ہو کر ابن زیاد کو بعد تعریف و ثنا کے بہجد کے دعا کرنے لگا تو وہ شقی اور زیادہ اوس پر مہربانی کرکے معلم کیطرف متوجہ ہو کر کہنے لگا اے کثیر بہت خوب کیا تو نے کہ جو نذر مانی تھی وہ جلدی سے ادا کرکے [illegible] انسان کو کیا معلوم ہے کہ یہ وقت گذر کے دوسرے دم کیا ہو [illegible] مینے حکم دیا ہے یہ لوگ مختار کو تیرے طعام نذر سے سیر کرکے [illegible] کردوین گے مگر اے معلم مین نے کچھ مختار کے حال پر رحم کھاکر [illegible] دیا ہے فقط تیری نذر پر نظر کرکے مین نے ممانعت نہین کی والا مین مختار کو [illegible] پانی کی اجازت نہ دیتا یہ کہہ کے جب وہ سوار ہو کر چلا گیا تو زندانبان و معلم دروازہ زندان کھلوا کر شادان و فرحان وہ خوان طعام مختار کے پاس لیکر گئے اور کاغذ و قلم و دوات نکال کر مختار کو دیکے تمام و کمال جو واقعہ گذرا تھا اوس سے بیان کرکے شکر ایزد متعال ادا کرنے لگے تو مختار دیندار سنکے خوشحال ہوکر ان دونون مومنون کو بہت سی دعا دے کے جلدی سے دو نامے رقم کیئے ایک نامہ تو صفیہ اپنی بہن زوجہ عبداللہ عمر کے لیئے اس مضمون کا لکھا تھا کہ اے خواہر مہربان کیا کہون پسر مرجانہ نے مجھے کیسی قید شدید مین رکھا ہے دیکھون اس قید خانہ سے زندہ نکلکر پھر تیری ملاقات سے مسرور ہونگا یا اس آرزو کو بھی دل مین لیکر کنج تاریک لحد مین جا ہونگا اور دوسرا نامہ عبداللہ عمر کے لیئے اسطرح پر لکھا کہ

اے نور دیدۂ ابن خطاب بعد ادائے سلام و مراسم آداب آگاہ ہو کہ پسر زیاد نے مجھے ناحق بے جرم و قصور گرفتار کرکے ایک چاہ تاریک میں طوق و زنجیر سے مسلسل کرکے قید کیا ہے اور اس زمانہ میں میرا حامی و مددگار سوائے تیرے ایسا کوئی نہیں ہے کہ اس قید سے مجھکو رہائی دلواوے پس امیدوار ہوں کہ تو ایک نامہ میرے مقدمہ میں یزید ابن معاویہ کے لیئے ایسے مضمون کا لکھکے بھیجدے کہ وہ ایک نامہ بتاکید تمام میری مخلصی کے باب میں پسر زیاد کو لکھکے بھیجدے تا یہ نابکار مجھ سے دست بردار ہو کر میرے درپے آزار نہووے اور واللہ اے پسر خلیفہ ثانی مجھے یقین کلی ہے کہ تیری بات کو یزید ابن معاویہ زنہار تساہل میں نہ ڈالے گا کس لیئے کہ تیری قدر و منزلت سے وہ خوب آگاہ ہے اور حقیقت میں جیسا تیرا لحاظ وہ کرتا ہے شاید روے زمین پر کسی اور کا اتنا لحاظ نہ کرتا ہوگا القصہ یہ دونوں نامے لکھکر معلم کے ہاتھ میں دیکے کہنے لگا کہ اے مرد باموت [illegible] اتنی زحمت اور برائے خدا اپنے اوپر اختیار کرکے دونوں رقیموں کو کسی کے ہاتھ عبداللہ عمر کے پاس بھجوا دے تا تیرے سبب سے اس مطلب سے [illegible] ہو کر امیدوار رہائی ہو جاؤں یہ سنکے معلم نے کہا کہ اے مختار نامدار بفضل الٰہ کار میرے سوا اس کام کو اور کوئی زنہار انجام کو نہ پہونچا دیگا پس تو کچھ اندیشہ نہ کر انشاء اللہ تعالیٰ عرصۂ قلیل میں اس زندان سے نکلکر تو اپنے گھر میں آرام پذیر ہووے گا اور اے مختار لازم ہے کہ انسان کسی دم رحمت خدا سے مایوس نہووے کیونکہ حال مشیت خداوند کریم کارساز سے کوئی ماہر نہیں ہے اور یہ حال کسے معلوم ہے کہ شاید میرے یہاں قید ہونے میں یہی مصلحت تھی واللہ لطیف بالعباد وھو العلیم الحکیم

معرکہ سی و نہم

سلیمان راوی اخبار نے یہ بیان کیا ہے کہ جب معلم و زندانبان مختار نامدار کو تسلی و دلداری کرکے محبوس خانے سے باہر نکلے تو کثیر ابن عامر اوسی وقت حمام میں جاکے نہایا اور کپڑے بدل کے حاجیوں کے لباس سے اپنے تئیں آراستہ کیا اور دوسرے دن دونوں نامے اشتر کی کاٹھی میں پوشیدہ ہو کر اونٹ پر سوار ہو کر ابن زیاد کے گھر پر آیا کہ اون دنوں میں ظلم ابن زیاد کے سبب سے کوئی شخص کوفہ سے عراق یا مکہ کو بے اجازت اوسکے نہ جاسکتا تھا پس معلم کثیر جب حاجیوں کا سا لباس پہنکر ابن زیاد کے دروازے پر آیا اور کہنے لگا کہ لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَۃَ لَکَ وَالْمُلْکَ لَکَ یعنے حاضر ہوں اور حاضر ہوں [illegible] شریک نہیں ہے تحقیق کہ شکر و احسان و بادشاہت تیرے لیئے ہے اور [illegible] زیاد اوس وقت کوٹھے پر بیٹھا ہوا جھروکے سے معروف تماشائے شہر کوفہ [illegible] حاجب [illegible] پوچھنے لگا کہ یہ کون شخص آواز دیتا ہے یہ سنکے حاجب نے [illegible] سے جاکر کہا کہ اے امیر معلم کثیر ابن عامر ہمدانی حاجیانہ لباس [illegible] جاہ و حشمت در دولت پر کھڑا ہوا مثل بلبل نوا سنج ہے پسر زیاد اوس [illegible] کر تو جاکے معلم کو میرے روبرو بہ توقیر تمام لے آ کہ دیکھوں تو آج کس [illegible] میرے پاس وہ اس لباس سے آیا ہے حاجب معلم کو اوسکے روبرو لے آیا تو پسر زیاد یہ سنکے کہنے لگا کہ اے کثیر یہ لباس کس لیئے تو نے پہنا ہے کیا حج بیت اللہ الحرام کا ارادہ کیا ہے معلم نے جواب دیا کہ اے امیر کوفہ میں نے زحمت زندان میں مبتلا ہو کر جسطرح اور بہت سی نذریں مانی تھیں اوسی طرح یہ نیت بھی کی تھی کہ اگر یہاں سے مخلصی پاؤنگا تو حج کعبۃ اللہ سے مشرف ہو کر زیارت تربت جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھی افتخار حاصل کرونگا یہ سنکر ابن زیاد معلم سے کہنے لگا کہ اے کثیر معلم لوگ تو بڑے صاحب حوصلہ و شیر زہرہ و اہل حلم

ہوتے ہیں ولیکن تو بھی ایسا رقیق القلب ہے کہ اتنی زحمت کے پہونچنے میں کیا کیا
تدبیریں بانی تونے بس یہ کلمہ اوس سے سنکے مسلم نے ہاتھ باندھ کر کہا کہ اے امیر تیرا ارشاد عالی
نہاد سراسر بجا ہے مگر مسلم لوگ اگر ایسے صاحب حوصلہ ہوتے تو زنہار درس این کج فہمی اطفال
سے متنفس ہو کر بسر توبیخ و زجر نہ ہوا کرتے اور سوائے اسکے جو کوئی تجھسے خالف ہو وے
میرے نزدیک وہ شخص دیوانے سے کم نہیں ہے غرض عبید اللہ زیاد مسلم کی اس بات سے
خوش ہو کر پانچسو دینار منگوا کے اوسکو دیکر کہنے لگا کہ اے کثیر کیا مدینہ منورہ کی طرف
بھی ضرور جاویگا مسلم نے کہا کہ اے امیر کیونکر نہ جاونگا زیارت تربت جناب خیر الوریٰ
علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بھی تو نیت کی ہے پس مسلم یہ کہکے اوس سے رخصت
ہو کر باہر آیا اور اونٹ پر سوار ہو کے جانب مدینہ منورہ روانہ ہوا جب بخیر و عافیت
عبد اللہ عمر کے گھر پہونچا اوسکے دروازے کی زنجیر کو ہلانے لگا تو گھر میں سے ایک کنیز
نے نکل پوچھا کہ اے شخص تو کون ہے اور کہاں سے آیا ہے مسلم نے کہا کہ میں ملک
عراق قاصد امیر مختار نامدار کا ہوں وہ کنیز یہ حال سنکے اپنی خاتون سے پاس [illegible]
کہنے لگی کہ اے بانوئے ارجمند ایک قاصد عراق دروازے پر کھڑا ہوا کہتا ہے کہ خط
مختار ابو عبیدہ ثقفی کا لیکر آیا ہوں یہ سنکے خواہر مختار نہایت مسرور ہوئی
اور جب عبد اللہ عمر اس حال سے مطلع ہوا تو اوسنے پردہ کروا کے اوس کنیز سے کہا
کہ اس عراقی کو جا کے اندر بلا لا کہ میں بھی اوس سے کچھ احوال عراق کا دریافت کرونگا
اوس کنیز نے دوڑ کر مسلم سے کہا کہ اے نامہ بر تجھکو اندر طلب کیا ہے جلدی چل کہ
تجھکو عبد اللہ عمر نے اپنے پاس بلایا ہے کثیر زانوئے شتر کو باندھ کر اوس کنیز کے ہمراہ
عبد اللہ عمر کے روبرو جا کے سلام کر کے بیٹھ گیا اور نامے کو کمر سے نکالکر عبد اللہ عمر کے ہاتھ
میں دیکے کہنے لگا کہ اے پسر خلیفہ ثانی دیکھ تو کیا لوگوں کی نادانی ہے کہ تیرے عزیزوں کو
کسطرح پر اذیت و رنج پہونچاتے ہیں یہ سنکر عبد اللہ عمر نے دونوں خط پڑھ کے

کثیر سے تمام احوال زبانی بھی پوچھکر صفیہ کے پاس کنیز کے ہاتھ بھیجدیا اور آپ مسلم
سے باتیں کرنے میں مصروف ہو کر خبر حال کوفہ اوس سے دریافت کرنے لگا
تو اسی اثنا میں خواہر مختار نے عبد اللہ عمر کو کہلا بھیجا کہ اگر تیری مرضی ہو تو میں اپنے بھائی
کا احوال اس نامہ بر سے زبانی بھی پوچھوں عبد اللہ عمر نے یہ سنکے کہا کہ کچھ ضرور نہیں ہے
میں تجھ سے اگر سب بیان کیے دیتا ہوں خیر اگر تیری یہی خوشی ہے تو کیا مضائقہ ہے مرد مسلم
ہے تو اس سے باتیں بھی کریگی تو کچھ عیب کی بات نہیں ہے یہ کہکر اوسنے مسلم کو اجازت
دی کہ تم جا کر آپ اوسکے روبرو سب احوال بیان کر دو یہ سنکے کثیر مسلم اور سیدہ صفیہ کے
پاس گیا کہ وہ مشائق خبر اہل وطن و خویش و قوم اوس سے تمام و کمال احوال ملک
عراق کا پوچھنے لگی اور کثیر نے جناب مسلم ابن عقیل علیہ السلام کے احوال سے ابتدا
کر کے جب عبارت مختار کے حال کی بیان کرنی شروع کی تو خواہر مختار نامدار نے
[illegible] ابن عقیل و جناب امام حسین علیہما السلام معہ گرفتاری
مختار تمام و کمال اسکے [illegible] چادر مقنع سر سے بنالہ و زاری پھینک دیا بیان کرتے ہیں کہ
[illegible] بیٹیاں اوس نیک سیرت کے شکم سے تھیں جب اونھوں نے
اپنی ماں کو روتے پیٹتے دیکھا تو وہ بھی شریک عزا اپنی مادر مہربان کی ہو کر نالہ و فغان
کرنے لگیں اور عبد اللہ عمر یہ حال دیکھکر گھبرا کے صفیہ سے کہنے لگا کہ اے نیک بخت
بھلا تیرے اس جزع و فزع سے کیا حاصل ہوگا عبث اپنی جان کو کیوں ہلاک کرتی ہے
اوسنے جواب دیا کہ اے پسر عمر ابن خطاب قسم ہے مجھکو خدا و رسول و خون ناحق
امام حسین علیہما الصلوٰۃ والسلام کی جب تک مختار قید سے چھوٹ کر میرے پاس
نہ پہونچیگا اوس دن تک مجھکو سوائے اس حال پر ملال کے کبھی خوش حالی نہ ہوگی
یہ سنکے عبد اللہ عمر نے کہا کیوں گھبراتی ہے میں کسی شخص کو تجویز کر کے اپنا نامہ یزید کے
پاس بھیجکے اوسے قید سے رہا کرائے دیتا ہوں اور اگر کثیر زحمت اختیار کرے میرا نامہ

لیکر جاوے تو اوس سے بہتر کوئی اور سزاوار اس کام کا نہیں ہے بس معلم نے یہ سنکے
خوش ہوکر کہا کہ اے عبداللہ عمر اول مین تو کار مختار پر اپنی جان تک نثار کرنے کے
لیے حاضر ہون اور علاوہ اسکے جب تیری مرضی بھی میری طرف اس کام کے انصرام
مین مصروف ہو تو زہے عز و شرف میرا کہ مین اوسمین کوشش کرون القصہ او سیدہ م
قلم دوات و کاغذ منگوا کے یزید کے لیے اس مضمون کا نامہ رقم کیا کہ اے یزید ابن معاویہ
بعد دستور سلام کہ طریقۂ اسلام ہے آگاہ ہو کہ مختار ابن ابو عبیدہ ثقفی کو کہ وہ میری
زوجہ کا حقیقی بھائی ہے تیرے عامل کوفہ عبیداللہ زیاد نے اوسے بے جرم و خطا طوق و
زنجیر پہنا کے ایک غار تاریک تہ خانے مین قید کیا ہے تو خواہر مختار نے اس حال سے
مطلع ہو کر شب و روز آہ و بکا مین معروف ہو کے مجھے زندگی سے بیزار کر رکھا ہے اور
اے پسر معاویہ کیا لکھون کہ مین اسکے سبب کیسا شب و روز تلخ کام رہتا ہون
بتقاضاے محبت دلی تیری ذات سے متوقع ہون کہ تجھے تکلیف دیتا ہون ایک
رقعہ اپنے ہاتھ سے پسر زیاد کو رہائی مختار مین بتقید تمام رقم کرکے بھیجدے تا وہ اوس
دست بردار ہو کر جلدی میرے پاس روانہ کردیوے کہ مین تیرا ممنون احسان ہونگا
ورنہ قسم خدا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی کہ تمام قبائل عرب مین پھر کر
کے سب کو تجھ سے منحرف کردونگا اور انتقام خون معصوم و مظلوم شہید تشنہ لب
امام حسین ابن علی ابن ابیطالب علیہ السلام کے ارادے پر ایسی فوج قاہرہ جمع کر
تجھ سے آمادہ جدال و قتال ہو جاؤنگا کہ مقدمہ اوس لشکر کا شہر دمشق کے دروازے پر
اور خاتمہ شہر مدینہ مین ہو ویگا بس اے پسر معاویہ خبردار اس میرے کلام کو ٹال کر اپنی سلطنت
کو میرے ہاتھ سے درہم و برہم نہ کروانا والسلام اور جب یہہ تمام عبارت لکھکر وہ اپنی
مہر سے اوس نامے کو مزین کر چکا تو کثیر کے ہاتھ مین دیکر کہنے لگا کہ جا کر یزید کے ہاتھ مین
اس نامے کو دے کر بے جواب حاصل کیے باز نہ رہنا اور اوسوقت صفیہ نے بھی

اپنے گیسوؤن کے بال کاٹ کر لکھکر جو موے سر اندوہ خبر گرفتاری برادر مین نوچے تھے
کثیر کو دیکے کہا کہ اے معلم جب یزید کو یہ نامہ دینا تو میرے یہ موے سر بھی دیکر پریشان
حالی میری اور میری بیٹیون کی مفصل بیان کر دینا راوی بیان کرتا ہے کہ خواہر مختار
نے مع بیٹیون کے لباس سیاہ پہنکر اوسوقت ایسا شور آہ و نالہ برپا کیا تھا کہ جسطرح
کوئی مردے کے لیے روتا ہے بلکہ ایسا سامان ہوگیا تھا کہ مردم ہمسایہ صداے آہ
و نالہ سنکر بے اختیار در خانہ عبداللہ پر مجتمع ہو گئے تھے مگر جب معلم نے کہا کہ انشاءاللہ
الرحمن اے صفیہ مین اسطرح پر تمہارا حال یزید سے بیان کرونگا کہ وہ سنگدل سنکر
مثل شمع سان گریان ہوگا اوسیدم صفیہ نے مطمئن ہو کے ہزار دینار منگوا کر
برائے زاد راہ عوض مزد نامہ بری معلم کے روبرو رکھکر از بس خوشامد و معذرت کی
باہین کہا کہ اے معلم اس مایۂ قلیل کو بطور دعوت قبول کر او سنے کہا کہ اے
صفیہ بقسم جان کہ مجھکو تصدق جناب ائمۂ اطہار علیہم السلام سے ایسا
مجھی کیا ہے کہ مین زر سے بے نیاز ہون اور مین تو فقط بپاس خاطر حرمت برادر
تمہاری کار پرستی مین مصروف ہوا ہون بلکہ علاوہ اسکے مین نے تو رہائی
مختار کے لیے اپنا گھر بار خراب و برباد کر دیا ہے بخدا مجھکو تیرے دیناروں کی سواے
ہو جانے کے ہرگز خواہش نہین ہے بس یہ کہکر معلم جب اوٹھکر باہر چلا آیا تو کچھ کھانا
کھا کر اونٹ پر سوار ہو کے چھ دن تک برابر چلا گیا۔ جب معلم دمشق مین پہنچکر
ایک بقال کی دوکان مین کہ پہلوے مسجد مین وہ مکان تھا جا کر او ترا تو اوس
بقال نے کہ امام و خطیب مسجد بھی وہی تھا معلم کی بہت خاطرداری کی اور جب
معلم دوسرے دن یزید کے دروازے پر گیا اور اوسکو ہجوم سرہنگ و امرا سے
باریابی کی نوبت نہ آئی تو سترہ دن تک ہر روز بے درپے یہ مرد دیندار دروازے
یزید پر جایا کیا اور کسی روز اوس تک پہونچنے کی نوبت نہ آئی تو سترہ دن کے بعد

بقال نے معلم سے پوچھا کہ اے کثیر اس مدت کثیر سے تو یہان مسافرون کی طرح پر اوترا ہوا ہے ملکہ ہر روز مسجد مین شریک نماز بھی ہوتا ہے پس کیا سبب ہے کہ تو اپنا حال کسی سے کچھ اظہار نہین کرتا ہے اور ظاہرا کچھ پیشہ تجارت مین بھی تو مصروف نہین ہے کہ اوسکے سبب سے کچھ کسی شے کا سوال نہین کرتا ہے تو اے شخص تو اپنا حال مجھسے بیان کر کہ مین تیرے حال سے ماہر ہو کے اگر کچھ تیرا مطلب ہووے تو اوسکو سر انجام کو پہونچاؤن یہ تقریر اوس بقال بلند توقیر کی سنی تو ششدر و حیران ہو کر اپنے دل مین سوچنے لگا کہ اگر مین اپنا مطلب اس سے بیان کرون اور یہ شخص دشمن اہلبیت سادات علیہم الصلوٰۃ والسلام ہووے تو افشاے راز کر کے مجھے یزید تک کسی صورت سے پہونچنے نہ دیگا اور اوسوقت مجھ سے سواے حسرت و افسوس کے کچھ نہ ہوسکیگا تو میری سب محنت مفت برباد ہو جاویگی پس بقال نے جب کثیر کو جواب مین متردد دیکھا تو دل مین سمجھ گیا کہ یہ شیعہ جناب علی ابن ابیطالب علیہ السلام ہے مجھکو دشمن [illegible] امام کا گمان کر کے اپنا مطلب اظہار نہین کرتا ہے یہ سوچکر بقال نے [illegible] کہا کہ اے عراقی اندیشہ نکر مین جانتا ہون کہ تو ابو ترابی ہے کہ تیری پیشانی سے محبت اہلبیت الطاہرین علیہم السلام ہویدا ہین اے بندۂ حق قسم ہے مجھے خون ناحق امام مظلوم کربلا علیہ السلام کی مین تیرے ہر حال مین شریک ہو کے جو حاجت ہووےگی اوسکے سر انجام مین بدل مصروف ہونگا کہ مین بھی غلام علی ابن ابیطالب علیہ السلام ہون ولیکن کیا کرون تقیہ کر کے ان لوگون مین اپنی عمر بسر کرتا ہون اور شب و روز مین ماتم سبط رسول مختار علیہم الصلوٰۃ والسلام سے محزون و ملول رہتا ہون اور تمام بنی امیہ خصوصاً یزید پر لعنت کرتا ہون پس یہ کلام اوس بقال کا سن کے معلم نے کہا کہ اے بقال تو اس گفتگو سے طالب اس امر کا ہوا ہے کہ میرے حال سے ماہر ہووے تو مین تجھسے اس تقویت سے بیان کرتا ہون کہ خون ناحق امام حسین

مظلوم علیہ السلام کی تو نے قسم کھائی ہے اے بقال مین ساکن شہر کوفہ شیعیان علی ابن ابیطالب علیہ السلام مین سے ایک مرد معلم ہون اور مختار ابن ابو عبیدہ ثقفی کو عبید اللہ زیاد نے جو قید کیا ہے تو مین اوسکے خط عبد اللہ عمر کے پاس لیکر آیا تھا اب عبد اللہ عمر نے ایک نامہ اپنا یزید کے واسطے اوسکی مخلصی کے باب مین لکھکر مجھکو دیا ہے تو مین چاہتا ہون کہ یہ خط یزید کو دے کر اوس سے پسر زیاد کے لیئے رہائی مختار کے مقدمہ مین خط لکھوا کر جانب کوفہ لیکے چلا جاؤن اور آج اٹھارہ روز مجھکو اس شہر مین گذر گئے ہین کہ ہر روز یزید کے دروازے پر اس ارادے سے جاتا ہون کہ یزید کے پاس جا کر یہ خط دے کے اپنا مطلب حاصل کرون مگر وہ سنگدل مجھکو اندر دہلیز کے نہین جانے دیتا ہے پس اے برادر اس باب مین حیران ہون کہ کس تدبیر سے یزید تک پہونچون یہ سنکے بقال نے کہا کہ اے معلم اگر مختار قید سے چھوٹے گا تو تجھکو اوس سے کیا فائدہ ہوگا کثیر نے جواب دیا کہ اے روشن ضمیر مین زیادہ اسلیئے مختار کی رہائی کے مقدمہ مین کوشش کرتا ہون کہ [illegible] مومنین اگر قید سے رہائی پاوے گا تو انتقام خون امام مظلوم کربلا علیہ السلام مین وہ کسی بنی امیہ کو روے زمین پر زندہ نچھوڑے گا بقال نے کہا کہ اے کثیر تجھکو کسطرح ثابت ہوا کہ وہ منتقم خون ناحق فرزند فاطمۃ الزہرا علیہا السلام ہے معلم ہنسکے کہنے لگا کہ اے امام و خطیب مسجد کیا تو اس خبر سے مطلع نہین ہے کہ جناب امیر المومنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت فرماتے ہین کہ حضرت نے ارشاد کیا ہے کہ بدترین امت مین سے میرے حسن کو زہر دے کر اور حسین کو تیغ جفا سے مع اقربا شہید کرینگے ولیکن خداوند عالم کی قدرت کاملہ سے بنی ثقیف مین سے ایک شخص اثیر ایسا مسلط ہووے گا کہ وہ ان مظلومون کے خون کا عوض تمام

قاتلون سے اونکے لیکر میری اولاد کو خوشنود کریگا بس اے بقال کلام جناب
علی ابن ابیطالب علیہ السلام کے راست ہونے مین شک کرنا باعث کفر والحاد
ہے القصہ یہ کلام راستی انجام سنکے جب بقال نے کہا کہ اے معلم کیا یہ وہی ہے
جسنے مسلم بن عقیل علیہ السلام سے بیعت کی تھی معلم نے جواب دیا کہ ہان یہ
وہی مختار عالی وقار ہے یہ سنکے بقال نے بھی اقرار کیا کہ ہان جناب امیرالمومنین
علیہ السلام نے اسکے مقدمے مین یہی ارشاد فرمایا ہے اب میرا بھی دل تیرے کلام
کی صداقت پر گواہی دیتا ہے بس اے معلم تو نے روز اول مجھسے اس حال کو
کیون نہ اظہار کیا کہ مین آجتک کب کا تجھے اپنے مطلب سے کامیاب کر دیتا خیر اب
کل صبح کو بعد از نماز صبح تو لباس فاخرہ پہنکر بلکہ اشتر پر سوار ہوکے دروازۂ قصر
یزید پر جاکے بے خوف وخطر دہلیز اول مین چلا جانا اور اے معلم کسی سے [illegible]
حاجت سے کچھ اندیشہ کو اپنے دلمین راہ دیگر کسی سے ملتفت نہونا جب ایوان
مین تو پہونچے گا تو وہان ایک بڑی سی صحنچی مین بوریون کا فرش بچھا ہوگا
اور بہت سے دربان لباس سیاہ پہنے ہوے بیٹھے ہونگے اونسے بھی زنہار کچھ
التفات نکرنا اور جب آگے بڑھکر دہلیز دوم مین جانا تو وہان بھی ایک دوکانچہ
فرش نفیس سے آراستہ اور کرسیون پر کچھ سردار و ملی جمعیت تجھکو نظر پڑیگی تو
اونسے بھی بے سلام وعلیک کیے آگے چلا جانا بس اسیطرح دہلیز سوم مین بھی
ایک صحنچی فرش نفیس و پارچۂ دیبا کے پردون سے آراستہ دیکھے گا وہان بھی
کرسیون پر چپ و راست دو دوکانچون مین امیر و حاجب بیٹھے ہونگے زنہار اونسے
بھی اندیشناک ہوکر مخاطب نہونا اور اے کثیر جب چوتھی ڈیوڑھی مین دونون
طرف دو دوکانچون مین کہ وہ بھی خوب فرش مکلف اور چھت پردون سے آراستہ
ہونگے اور دو صفین خدمتگارونکے ذیل کی قبائین دیبا کی پہنے ہوے دو پٹے

حریر کے کمرون مین لپیٹے اور کمربند زر و سیم باندہے ہوے دیکھیگا تو خبردار اونسے
بھی بے اعتنائی کرکے آگے بڑہ جانا القصہ پھر اوسکے آگے ایک اور مکان تک
پہونچیگا کہ وہان بھی کچھ لوگ قبائین مکلف پہنے بلکہ زرین پٹکے کمرون مین
باندہے سرخ کامدار پگڑیون پر لپیٹے ہوے بعظمت و شان بیٹھے ہونگے سب
یہان اونکو طشتی کہتے ہین کس لیے کہ سر مبارک امام حسین علیہ السلام یہی لوگ
طشت مین لگاکر یزید کے روبرو لے گئے تھے اور بہت دنون تک وہ طشت مع
سر اطہر ان لوگون کے سپرد رہا تھا بس ان لوگون سے بھی کچھ بات نکرنا اور
آگے بڑھکر ایک مکان اور ہے تو اوسمین بھی بے اندیشہ چلا جانا کہ وہان فرش
دیبا کے [illegible] زرنگار بچھا ہوا ہوگا اور اوس مکان مین ایک حمام ہے اوس
[illegible] پر پہونچکے ٹھہر جانا پھر زنہار آگے نہ بڑھنا ولیکن
[illegible] ایک ساعت ٹھہر کے بعد دیکھنا کہ ایک غلام خوبصورت بلند قامت
[illegible] دستار سر پر باندہے ہوے گنگا جمنی انگیٹھی ہاتھ مین لیے ہوے
عود و خام جلاتا ہوا چلا آتا ہے اوسدم اے کثیر ابن عامر تو اپنے دل مین معلوم کرنا
کہ اب یزید آتا ہے اور پھر اوسکے بعد ایک اور غلام اوس سے زیادہ حسین
و وجیہ ایک سونے کی انگیٹھی مین فقط مشک جلاتا ہوا جب آویگا تو ان
دونون کے بعد ایک غلام ترک ان دونون سے زیادہ خوشرو و قبائے
دیبای سیاہ پہنے ہوے اور کمربند و عمامہ سیاہ زیب بر و کمر کیے ہوے تجھکو نظر
پڑے کہ وہ غلام دوستدار اہل بیت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ وہ مصیبت
امام حسین علیہ السلام مین لباس سیاہ پہنکر شب و روز مبتلاے کار غم و اندوہ
واشکباری رہتا ہے اور اے کثیر ہر چند یزید کو معلوم ہے کہ یہ علی وآل علی علیہم
السلام سے محبت رکھتا ہے لیکن اس سبب سے کہ یزید ہمیشہ اوسکو پیار کرتا ہے زنہار

اوسکے حال کا معترض ہوکے کچھ اوسکو نہین کہتا ہے اور بلکہ اسکے کہنے سے یزید نے سر مطہر جناب امام حسین علیہ السلام کو کربلا بھیجکے تن مطہر کے ہمراہ دفن کرادیا تھا اور اے معلم یہ غلام ترک مدت سے سال بسال روزے رکھکر نان جوین و نمک سے شام کو افطار کیا کرتا ہے بلکہ مجھکو یہ حال بھی خوب معلوم ہے کہ ازار بند پشمین تیار کرکے اونکو بیچ کرتا ہے اور اوسی کے دام سے اپنی بسر کرتا ہے یزید کے مال مین سے سواے کپڑے کے اپنے کھانے مین کچھ نہین ملاتا ہے اور اے ویدا اوسکو جاکے تو یہ نامہ دے کر اپنا حال بیان کرکے جب التماس حصول جواب کریگا تو یقین ہے کہ وہ بدل مصروف ہوکر یزید سے تیری مطلب برآری کریگا تجھے رخصت دیوے گا بس معلم بقال سے یہ عبارت سنکر ازبس خوش ہوکے بعد اداے حمد ایزدی اوس سے کہنے لگا کہ اے بقال خداوند عالم جزاے خیر دے کہ یہ راہ نیک تو نے مجھکو بتلادی غرض دوسرے دن بعد ادا نماز صبح لباس مکلف سے آراستہ ہوکر نامہ ہاتھ مین لیکے یزید کی ڈیوڑھی پر آیا تو ذالوے شتر کو باندھ کر دہلیز اول مین جاکے بے خوف و خطر آکے اور جیسا بقال نے بیان کیا تھا اوسی طرح سب حال جابجا دیکھتا ہوا جب اوس جا پر پہونچا کہ جہان پر فرش دیباے منقش بچھا ہوا تھا بس یکبار کثیر زمان جاکر بقال نیک اعمال کی موافق نصیحت کے لب فرش ٹھہر گیا راوی بیان کرتا ہے کہ یزید کا یہ دستور تھا کہ نماز صبح پڑھ کے وہ تا طلوع آفتاب پھر سو رہتا تھا اور جب آفتاب نکلتا تھا تو وہ بھی اوٹھکر حمام مین نہانے کے لیے جاکر پھر دربار آراستہ کرکے کار سلطنت مین مشغول ہوتا تھا القصہ معلم نے اون دونون غلامون کو جب آگے پیچھے آتے دیکھا تو اوس غلام نیک انجام محب جناب شہ یزدان علیہ السلام کے انتظار مین اوٹھ کر ٹہلنے لگا یکبار دیکھا کہ وہ غلام ترک

بالباس سیاہ چلا آتا ہے اور معلم نیک نام اوس غلام سعادت انجام کے استقبال کے لیے آگے بڑھ کے حسب ارادہ سلام علیک کا کرنے لگا تو وہ غلام ترک معلم کو دیکھکر بعد سلام بولا کہ جزاک اللہ اے کثیر ابن عامر ہمدانی خداے برتر تیرے عمل نیک زیادہ کرے اور تیرے گناہ کو بخشے اور تیری محنت کو ضائع نہ کرے اے معلم کیا سبب ہے کہ تو نے اتنی دیر میرے پاس آنے مین لگائی مین تو آج اٹھارہ روز سے تیرا منتظر ہون بس یہ کلام اوس غلام ترک سے سنکے معلم مثل چوب بید کانپ کے کچھ متعجب ہوکر صورت اوس نیک انجام کی دیکھ کر کہنے لگا کہ اے بندۂ خاص کبریا براے خدا و روح پاک جناب امام حسین علیہ السلام مجھکو اس امر سے آگاہ کر کہ میرے نام و نشان سے تجھکو کسنے مطلع کیا ہے اوس غلام نے جب نام مظلوم کربلا علیہ السلام سنا تو اشکبار ہوکر کہنے لگا کہ اے کثیر آج اٹھارہوان روز ہے کہ جناب امام حسین علیہ السلام کو خواب مین دیکھا کہ گویا وہ جناب [illegible] فرماتے ہین کہ اے گلدستہ نوبہار اعتقاد و اخلاص کامل تجھکو آخر [illegible] فانی سے گذر کے اوس جہان جاودانی یعنے بہشت عنبر سرشت مین رہنا ہے لیکن اے غلام نیک انجام آگاہ ہو کہ ایک شخص ہمارے دوستون مین سے کثیر ابن عامر ہمدانی دمشق مین نامہ عبید اللہ عمر کا یزید کے واسطے لیکر آیا ہے لازم ہے کہ جب وہ نامہ تیرے پاس لیکر آوے تو ہماری خاطر سے اوسکی مطلب برآری مین کوتاہی نہ کرنا الغرض اے معلم جب حضرت مجھ سے یہ فرما چکے تو بے اختیار نیند سے مین چونک اوٹھا اور اوس روز سے ہر دم تیرے خیال مین رہا ولیکن جب کل سترہ دن گذر گئے اور تیرا حال مجھے کچھ نہ معلوم ہوا تو مین نے اپنے دل مین یہ خیال کیا کہ شب و روز مجھکو دھیان اوس خلف شہ یزدان علیہ السلام کا جو رہتا ہے تو اسی خیال کے سبب یہ خواب بھی مینے دیکھا اور اے کثیر جب پھر کل شب کو

دوسری مرتبہ حضرت کو مین نے خواب مین دیکھا کہ گویا میرے گھر مین تشریف لاکے مجھ سے مخاطب ہوکر وہ حضرت فرماتے ہین کہ دیکھا تونے اس امت بے وفا نے مجھ سے خصوصاً یزید ابن معاویہ نے کیا سلوک کیا کہ صحراے کربلا مین مع عزیز و اقربا مجھکو بھوکا پیاسا شہید کرایا اور فرمانے لگے کہ آج اٹھارہ دن سے کثیر ابن عامر اس شہر مین آیا ہے تعجب ہے کہ تونے اوس سے ملاقات کرکے مطلب برآری اوسکی نہ کی پس اے معلم مین یہ سنکر ہاتھ باندھکر عرض کرنے لگا کہ یا حضرت مین اوسکی صورت اور مکان استقامت سے آگاہ نہین ہون اگر مجھکو حضرت اوسکے مقام سے کہ جہان وہ قیام پذیر ہے مطلع فرماوین تو مین خود جاکر اوس سے ملاقات کرکے اوسکی حاجت روائی مین مصروف ہون یہ سنکے اونحضرت نے مجھسے فرمایا کہ تو نہ جا ناکل وہ آپ ہی تیرے پاس آویگا تو اوسکے مطلب کو بدل مصروف ہوکر بر لانا اور میری طرف سے اوس غلام کو یہ پیغام بھی دیدینا کہ اے معلم میرا جد رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بروز محشر کو تیرا شفیع ہوکر بہشت مین داخل کرکے باپ میرا ساقی کوثر انشاءاللہ کوثر سے تجھے سیراب کریگا اور بھائی میرا حسن مجتبیٰ علیہ السلام تیرا مددگار اور والدہ فاطمۃ الزہرا علیہا السلام تیری شکر گذار رہیگی بلکہ بروز قیامت انشاءاللہ تعالیٰ بخوبی تم دونون کا حشر ہمارے ساتھ ہوویگا اور اے معلم مین کسطرح بیان کرون کہ چہرہ منور اونجناب کا اوسدم کیسا نور ساطع تھا کہ تمام گھر میرا گویا مطلع خورشید سے بھی افزون ہوگیا تھا مگر جب نظر میری گردن مبارک پر اوس مولا کے پڑگئی تو دیکھا مین نے کہ وہ تمام مجروح تھے اور خون کے قطرے بھی اوس سے ٹپک رہے تھے معلم کہتا ہے کہ جب یہ عبارت اوس محب صادق خلف شیر خدا علیہ السلام سے سنی تو اوسوقت ایسی رقت مجھپر طاری ہوئی کہ ہرگز خاموش نہ ہوسکتا تھا

اور وہ بھی میرے ہمراہ اشکبار تھا کہ ناگاہ اسی حال مین یزید حجرے سے باہر آکر اوس بسنطے گذرنے لگا لیکن جب دیکھا مین نے کہ ایک مرد سیاہ فام بلند قامت ضعیف ترکیب بلکہ پیشانی پر اوسکے ایک نشان جراحت کا بھی معلوم ہوتا ہے بہت سے خادمون اور غلامون کے بیچ مین مثل خوک صحرائی ہیبت ناک چلا آتا ہے اوسدم مجھپر عجب طرح کی ایک حالت طاری ہوئی اور ہرچند وہ خادم جو اوسکے آگے آگے یا غلام جو پیچھے اوسکے آتے تھے سبھون کے چہرون سے علامت ہیبت پیدا تھی پر سب سے زیادہ میری حالت ابتر تھی اوس غلام ترک نے اوسکو آتے دیکھا تو جلدی سے نامے کو میرے ہاتھ سے لے کے یزید کے پاس جاکر اوسکے ہاتھ کو چومکے کہنے لگا کہ اے امیر شام تو ہمیشہ مجھسے کہا کرتا ہے کہ مجھ سے طلب کر مین وہ چیز تجھے عطا کرون اور اے امیر تو جانتا ہے کہ مینے کبھی کوئی چیز تجھ سے طلب نہین کی خصوصاً جسدن سے سر جناب امام حسین علیہ السلام کا طشت مین دھرکے تیرے تخت کے روبرو رکھا گیا ہے [illegible] کہتا ہے پھر اب کیا تیرا مطلب ہے اوسکو بیان کر [illegible] اوسوقت وہ غلام پاک طینت یہ کلام یزید سے سنکے کہنے لگا کہ اے امیر اسوقت حاجت میری یہ ہے کہ اس نامے کو پڑھکر جواب اسکا موافق سوال کے رقم کرے تا جسنے کہ یہ نامہ لکھا ہے وہ اپنے حصول مراد سے کامیاب ہوجاوے اور تیری عنایت و شفقت کے خلعت سے مین سرفراز ہوکر خلق خدا مین امتیاز حاصل کرون یزید نے نامہ اوس غلام ترک کے ہاتھ سے لیکے سرنامہ کو دیکھکر اوسے کھول کے جب پڑھنا شروع کیا تو مضمون نامہ سے مطلع ہوکر بعبوست تمام غلام سے کہنے لگا کہ اے بندۂ خدا شاید عبداللہ عمر نے یہ نامہ سفارش مختار مین لکھا ہے کہ ابن عمر کا وہ نسبتی

بجائی ہے اور کوفہ مین پسر زیاد نے اوسکو قید کیا ہے لکھا ہے کہ یہ سنکر اوس غلام نیک انجام نے جواب دیا کہ اے امیر جو تو فرماتا ہے حقیقت مین یہی ہے کہ مختار نامی کسی شخص عزیز پسر خلیفہ ثانی کو ابن زیاد نے از روے نفسانیت بے جرم خطا شاید قید کیا ہے یہ سنکر یزید اوس غلام حبشی سے چین بجبین ہو کر کہنے لگا کہ جو شخص اس نامہ کو لایا ہے میرے روبرو اوسکو لے آ کہ مین کچھ اور احوال بھی اوس سے پوچھون گا غلام نے جواب دیا کہ اے والی شام ایک مرد عراقی بے تمیز یہ نامہ لیکر آیا ہے اگر ارشاد ہو تو اوسکو سردار کے روبرو لے آؤن کس واسطے کہ وہ کچھ لائق گفتگو کرنے کے نہین ہے یزید نے کہا کہ اوسکو میرے پاس تو لاؤ کہ مین بھی اوسے دیکھ لون کہ وہ کون شخص ہے پس وہ غلام اوس پسر معاویہ کے کہنے سے مجبور ہو کر معلم کو یزید کے سامنے لے گیا تو معلم کہتا ہے کہ اوسوقت میرا خوف سے یہ حال ہو گیا تھا کہ میرے تن مین جان کا نشان باقی نہین رہا تھا اور زندگی سے مایوس ہو کر جب یزید کے روبرو گیا تو اوسنے مجھ سے پوچھا کہ یہ نامہ عبداللہ عمر کا کیا تو ہی لایا ہے مین نے ڈرتے ڈرتے اقرار کیا کہ ہان اے امیر شام مجھی کو اوسنے یہ نامہ دیکر تیرے پاس روانہ کیا ہے یہ سنکے وہ کہنے لگا کہ اے عراقی ایک بات مین تجھ سے پوچھتا ہون کہ اوسکو سچ سچ بیان کر دینا معلم نے ہاتھ باندھ کر کہا کہ اے امیر جو تیرا جی چاہے وہ پوچھ لے اگر مجھکو معلوم ہو گا تو بیان کر دونگا وہ کہنے لگا کہ اے عراقی امام حسین ابن علی علیہ السلام کے قتل ہونے سے تجھے بھی کچھ رنج ہوا تھا یا نہین خبردار اس بات کا سچ سچ جواب دینا کتر نے کہا کہ اے امیر شام مین بیچارہ مزدور ہون مجھے ان باتون سے کیا کام ہے میرے نزدیک تو حیات و ممات انسان کے اپنے مطلب کے برابر ہے اور مجھے تو عبداللہ عمر نے دس دینار دیکر ادھر خط لیکے بھیجا مجھکو ایسی باتون کے چرچے سے بھلا کیا حاصل ہے کہ اوسکی فکر و اندیشہ مین

رہون بیت محتاج نمیداند جز زبان سخن دیگر ؛ این قصہ سیر آنست حرفی تو میگوئی ؛ بیان کرتے ہین کہ غلام یزید نے جب یہ تقریر کثیر کی سنی تو اوس سے کہنے لگا کہ اے امیر یہ بیچارہ فقیر سچ کہتا ہے کہ اسکو ان باتون کا کب خیال ہے اور آپکو بھی ان باتون کا چرچا کرنا لازم نہین ہے کہ سایہ پناہ بادشاہی مین ہر طرح کا گروہ اپنی عمر بسر کرتا ہے اور اے امیر بادشاہون کو لازم نہین کہ ہر ایک سے مذہب کے مقدمے مین گفتگو درمیش لاوین کیونکہ جسکا جو مذہب ہو گا وہ اوسی طریقہ مین اپنی زندگی بسر کریگا پس امیر اس نامے کا جواب لکھ کے میری حاجت کو روا کر کے بخشو تا بسبب عدم حصول مراد کے مین حقیر و ذلیل نہو جاؤن القصہ یہ کلام اوس غلام نیک انجام کا سنکے ناچار ہو کر یزید نے اوسکی خاطر سے قلمدان طلب کر کے مضمون کا نامہ عبیداللہ زیاد کے لیے اپنے ہاتھ سے تحریر کیا کہ اے عبیداللہ خلیفہ ثانی عبداللہ عمر نے میرے لیے نامہ اس مضمون کا رقم کیا ہے کہ مختار کو بے جرم و خطا زندان مصیبت و بلا مین قید کیا لہذا مجھکو لازم ہے کہ جب یہ نامہ میرا تیرے پاس پہونچے تو بے تامل و تساہل مختار کو زندان سے رہائی دیکر باعزاز و اکرام اوس سے پیش آ کے بلکہ عنایت مال و منال سے بھی سرفراز کر کے عبداللہ عمر کے پاس اوسکو بھیجدینا اور خبردار اے عبیداللہ زیاد اس کام مین تساہل کو دخل نہ دینا اور عذر بیجا کو پیش نہاد خاطر کر کے میرا باعث رنج و ملال نہ ہونا کیونکہ تو بھی آگاہ ہے کہ قدر و منزلت عبداللہ عمر کی ہمارے روبرو کس درجہ پر ہے مناسب ہے کہ اس کام مین زنہار کچھ تاخیر نہ کرنا والسلام اور جب نامے کو تمام کر چکا تو غلام کی طرف دیکھ کے کہنے لگا کہ اگر کوئی شخص رہائی مختار کے عوض مجھ سے لاکھ دینار طلب کرتا تو اوسکو دینا مجھکو گوارا تھا مگر یہ نہایت شاق گذرا کس لیے کہ

مختار شیعہ حیدر کرار علیہ السلام مرد جرار ہے اوس سے اندیشہ ناک رہنا
بہر صورت لازم ہے اور اے غلام نیک سیرت یہ کام فقط دو شخصون کی خاطر
سے ایک تو عبد اللہ عمر کے دوسرے تیرے سبب سے مجھے اسوقت کرنا پڑا اور
یہ کہکے اوسنے نامے کو بند کرکے کثیر کے سامنے پھینک کر ہزار دینار اور ایک حلہ
قیمتی بطور خلعت معلم کو دیا تو سنتے ہین کہ پہلے تو معلم نے دینار و خلعت کے
لینے مین کچھ تامل کیا الا مصلحت وقت سمجھ کے پھر کچھ اپنے دل مین سوچکر
اوسے لیکے یزید سے رخصت ہو کر روانہ ہوا تو غلام بھی تھوڑی دور کثیر کے ہمراہ
آکر کہنے لگا کہ اے معلم مین تو اندیشہ ناک ہوا تھا کہ تو خلعت و دینار کے لینے
مین کچھ متامل ہوا ہے ایسا نہو کہ یزید بھی اسی حیلے سے تجھے قتل کے اس عقدے
کو تعویق مین ڈال دیوے ولیکن تو نے یہ بڑا کام کیا کہ بے عذر لے لیا کیونکہ
اوسکو تیرے قتل مین بھی دستاویز کامل ہو جاتی خیر خدا تیرا حافظ و ناصر
رہے اب تو بہوشیاری تمام اس نامے کو ابن زیاد کے پاس پہونچا کر حصول مطلب
سے کامیاب ہووے القصہ یہ کہکر اوس غلام دیندار نے جب معلم کو رخصت کیا
اور کثیر شادان و فرحان بقال کے مکان پر آکے اوس سے یہ سب حال بیان کرنے
لگا تو اوس بقال نیک اعمال نے معلم سے کہا کہ اے کثیر ایک اور تدبیر مین تجھکو
بتلاتا ہون لازم ہے کہ اسپر بھی میرے کہنے سے عمل کرنا کہ یہ جو خلعت یزید نے
تجھے دیا ہے اسکو پہنے ہوئے شہر کوفہ مین تو جانا کہ وہ لوگ اسکے سبب سے تیری
توقیر کرکے در پے تیرے آزار کے نہونگے پس معلم بقال سے بھی رخصت ہو کر شہر دمشق
سے جانب کوفہ روانہ ہوا جب شب و روز مرکب کو ہانکتا ہوا راہ طے کرنے لگا
اور کثیر نیک تقدیر قریب شہر کوفہ پہونچا تو اوس خلعت یزید کو پہن کے موافق
رسم عرب کے اپنے چہرے کو رومال سے لپیٹ کر فقط آنکھین کھلی رہین شہر کوفہ مین

آکر داخل ہوا اور تمام اہل کوفہ نے خلعت یزید جب اوسکے بر مین دیکھا تو از روے
تعظیم اوسکو سلام کرنے لگے مگر جب کثیر نے دروازہ ابن زیاد پر پہونچکے حاجبون سے
کہا امیر کوفہ کو خبر دو کہ یزید کے پاس سے ایک قاصد حکم نامہ تیرے لیے لایا ہے اور
یہ سنکر حاجبون نے جلد تر ابن زیاد کو اس حال سے آگاہ کیا تو اوسنے بصد اضطرار
اپنے لوگون کو حکم دیا کہ جلدی بعزت و توقیر تمام نامہ بر کو میرے پاس لے آؤ اور وہ
خود بھی بدستور استقبال و تعظیم نامہ کے لیے اوٹھ کھڑا ہوا راوی بیان کرتا ہے کہ جب
نامہ یزید کا ابن زیاد کے پاس آتا تھا تو وہ اوس نامے کو ہاتھ مین لیکر بوسہ دیکے
کھڑا ہو کر پڑھتا تھا پس جب معلم پسر زیاد کے پاس رومال کو چہرہ سے کھول کر گیا تو
اوسنے [illegible] ابن زیاد معلم کو دیکھکر دست تاسف ملنے کہنے لگا کہ اے کثیر آخر تو نے
[illegible] معلم نے جواب دیا کہ اے امیر مین نے جو کام کیا اوسمین رضاے
[illegible] یہ کہکر نامہ یزید کا اوسکے ہاتھ مین دیا تو اوسنے موافق
[illegible] سر کو دھنکر معلم سے کہا کہ کثیر تو نے میری تباہی کی خوب
[illegible] معلم کیا کرون کہ حکم خلیفہ سے انحراف کرنے مین مضرت
دارین [illegible] اس کام کو تو زنہار نہ کرتا یہ سنکے معلم نے کہا کہ اے امیر تیرے لیے
[illegible] کی رہائی مین کیا فرق ہے بھلا اسکا مقدور ہے کہ تجھ سے مقابلہ کرے [illegible]
تو باہر کرے اوس مبتلاے بلاے اسیری کو جلد رہا کر کس لیے کہ میرے نزدیک اسکی
نہ چھوڑنے مین البتہ موافق مضمون نامہ پسر خلیفہ ثانی ایک صورت فساد پیدا ہے
پس اے امیر لازم ہے کہ تو کچھ تامل نہ کرے مختار کو قید سے رہائی دے کے اطاعت
فرمان یزید کی کر موجب خوشنودی خلیفہ عصر و پسر خلیفہ ثانی ہے القصہ عبید اللہ
زیاد نے چار و ناچار حاجب کو بھیجکر مختار کو طلب کر کے اپنے لوگون کو حکم دیا کہ معلم
و مختار کو مہمان خانے مین لیجا کر رسم دعوت سے ممتاز کرو اور ایک دست [illegible]

لباس فاخرہ کا مع ایک بدرہ دینار و ایک بدرہ درہم کے مختار کے پاس بھیجدیا
تو خوان طعام طرح طرح کی نعمتون کے مع اس اسباب و نقد کے مختار کے روبرو

مختار کا قید سے رہا ہوکر معلم کثیر سے بغلگیر ہونا پھر ابن زیاد کا دعوت کرنا اور
خلعت فاخرہ و نقد و جنس وغیرہ دینا اور مختار کا نہ لینا پھر معلم و مختار کا روانہ ہونا



ملازمین ابن زیاد نے لا کے رکھے اور معلم نے مختار نامدار سے خوش ہوکر کہا
سید گروہ بنی ثقیف بڑی مدت کے بعد آج ہم تم پھر ایک دسترخوان پر کھانا کھا
کے لیے بیٹھے ہین مختار نے کہا کہ اے کثیر مین تو رہنہار یہ کھانا نہ کھاؤنگا اور یہ
خلعت وزر ابن زیاد کا لونگا حیف ہے کہ جو لوگ ہمارے امام معصوم امام حسین
علیہ السلام کو عین غربت مین بالب تشنہ و شکم گرسنہ شہید کرین اور وہی لوگ پھر
روے زمین پر باقی رہ کے خوشی و خرمی سے اوقات بسر کرین اور ہم اون دشمنون
کے طعام و خلعت سے راحت پذیر ہون پھر مختار عالی وقار نے یہ بات کہکر جب
طعام سے بھی انکار کیا تو معلم بھی کھانے سے آشنا ہوکر دونون شخص تھوڑا سا پانی پیکر
قاتلان امام حسین علیہ السلام پر لعنت کرکے وہان سے باہر آئے اور ابن زیاد نے

جب معلم کثیر کو بھی خلعت دیکے مختار سے کہا کہ اے ابو عبیدہ ثقفی خبردار
اب ایک دن سے زیادہ شہر کوفہ مین نہ رہنا اور جہان تیرا دل چاہے چلا جانا
تا مین تیرے فساد کے اندیشے سے مطمئن رہون یہ سنکے مختار ہنسکے کہنے لگا کہ او
پسر زیاد اب تو مین اپنے گھر مین جاکے ذرا ٹھہرونگا بعد اوسکے جسطرف میرے مزاج
مین آویگا اس شہر سے چلا جاونگا یہ کہکر مختار وہان سے باہر نکل کے معلم سے
کہنے لگا کہ اے برادر اب تو بھی زنہار کوفہ مین نہ رہنا مبادا یہ بدکردار کسی حیلے
تجھے پکڑ کے پابند ہلاکت کرے کس لیے کہ اس میرے چھوٹ جانے کے رنج جانگاہ
کے خیال سے ضرور تیرے درپے آزار ہوویگا پس لازم ہے کہ محافظت جان
کا دھیان رکھے مین اور جا کر تو استقامت پذیر ہو کے میرے لیے دعائے خیر
مین مصروف رہ ... مین بھی اس شہر سے نکل کے ہر طرف شیعیان علی ابن
ابی طالب ... جمع کرنے کی فکر مین پھرونگا اور اے کثیر دیکھ چند روز مین
... اپنے ہمراہ لا کر ان بیدینون کو بضرب تیغ روے زمین سے مانند
... کردونگا بس یہ کہکر وہ دونون بدرے اور دست بقچہ کپڑون کا
جو پسر زیاد نے مختار کو دیا تھا معلم کو دے کر جب مختار نے رخصت کیا تو معلم
مختار نامدار سے رخصت ہوکر قبیلہ بنی کندہ مین جا کر رہا اور مختار بھی دیندار گھوڑے پر
سوار ہو کے اپنے گھر کیطرف راہی ہو گیا الغرض جب مختار عالی وقار اپنے گھر
مین آکر پہونچا تو تمام رؤساے کوفہ جو کہ مومنین تھے مختار کی ملاقات کو آئے اور اوسکے
احوال تباہ کو دیکھ کر کہ زحمت زندان سے نحیف و نزار ہو گیا تھا بے اختیار رونے
لگے اور یہ حال لوگون کا دیکھکر مختار نے سب سے کہا کہ اے یارو اس حال کو میرے
دیکھ کر اشکبار ہوتے ہو حال جناب سید الساجدین کو یاد کر کے رونا لازم ہے
کہ وہ جناب گرفتار زندان یزید مین تھے پس اوس حضرت کا کیا حال ہوا ہوگا اور

آے یار و امیدوار ہون خداے برتر کی قدرت کاملہ سے کہ ابن زیاد کو اس شہر سے بھگادون گا کیونکہ مین نے تو اپنے دل مین یہ نیت کی ہے کہ جب تک خون ناحق امام حسین علیہ السلام کا عوض اس سے نہ لونگا ہرگز نیند بھر کے کبھی آرام نہ کرونگا و لیکن پہلے خدمت امام زین العابدین علیہ السلام مین مشرف ہوکر اونسے بھی اجازت خروج لے لون تو پھر اس مردود سے آمادہ جدال و قتال ہونگا الا تم سب لوگ میرے لیئے دعاے خیر مین مشغول ہو کر سامان حرب سے تیار رہو کہ جسدم مین آؤن کسی بات کی تمکو پابندی نہ رہے راوی بیان کرتا ہے کہ جب مختار دیندار لوگون کو اسطرحپر وعدہ دے کے سامان سفر مہیا کرکے راہی منزل مقصود ہوا تو وہ دیندار بعد چند روز کے مدینہ منورہ مین عبد اللہ عمر کے گھر پر جاکے پہونچا اور جب اوسنے دروازے کی زنجیر کو ہلایا کرا اے بہن صفیہ بنت ابو عبیدہ ثقفی تیرا برادر مختار مضطر ہی ... آیا ہے یہ سنکے صفیہ نے ادھر اودھر دیکھ کر کنیزون سے کہا کہ اے کنیزو دیکھو تو دروازے پر کون بولا ہے اور ایک روایت ہے کہ اوسوقت پور خلیفہ ثانی دسترخوان پر کھانا کھانے کے لیے بیٹھا ہوا صفیہ کو بھی بلا رہا تھا اور وہ کہتی تھی کہ اے بندہ خدا مین نے تجھ سے بارہا کہا ہے کہ جب تک مین اپنے بھائی سے ملاقات نہ کرونگی زنہار طعام لذیذ سے زبان کو آشنا نہ کرونگی ناگاہ اسی حال مین مختار کی آواز جب اوسکے کان مین آئی تو گھبرا کے ایک کنیز سے کہنے لگی کہ دیکھ تو دروازے پر یہ کون آواز دیتا ہے اور جب کنیز نے مختار کو دیکھ کر اوس سے جاکر کہا کہ تمھارا بھائی مختار نامدار دروازے پر کھڑا ہے وہ بے اختیار ہوکر دروازے کی طرف دوڑی اور جب بھائی کو دیکھا تو اوسکے سینہ سے اس خوشی سے لپٹ گئی کہ ایک بار پھڑک کر اوسکا دم نکل گیا اور جب مختار نے بہن کی پیشانی کو

چوم کے دیکھا تو وہ دنیا ہی سے گذر گئی تھی بس اوسدم یہ حال دیکھکر خانۂ عبد اللہ عمر مین ایک شور ماتم ایسا پڑ گیا کہ تمام اہل محلہ مجتمع ہو گئے القصہ جب بڑی دیر تک وہ نیکبخت مثل مردہ پڑی رہی اور اصلا سانس کا اشارہ اوسمین نہ پایا گیا تو ناچار ہوکر اوسکی تجہیز و تکفین مین مشغول ہوکر اوسکے کفن و دفن سے فراغت کرکے مختار عالی وقار باچشم اشکبار عبد اللہ عمر سے رخصت ہو کر مکہ معظمہ کیطرف عبد اللہ زبیر کے پاس چلا گیا کہ وہ بھی فکر خروج مین مصروف تھا اور عبد اللہ ازرق کہتا ہے کہ مین نے راہ مین مختار کو تنہا ایک اونٹ پر سوار جب آتے دیکھا تو پوچھا مین نے کہ اے مختار کہان جاتا ہے تو وہ کہنے لگا کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے قاتلون ... اپنی جان بچا کر دیار عراق سے نکل آیا ہون کس لیے کہ فرزند فاطمۃ الزہرا علیہا السلام ابن زیاد سے ملکر مجھے شہر ... آمادہ ہوے تھے اے عبد اللہ قسم ہے خداے عز و جل کی اگر اوس شہر سے ... کہین چلا ہی جاؤنگا تو پھر جلدی سے جاکر اون سب پلیدون کو قتل کرونگا جسطرح سے ان ملعونون نے فرزند رسول مختار صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو شہید کیا ہے پس اسمین یزید اور اوسکے ہواخواہون کو انشاء اللہ تعالی باقی نہ رکھونگا اور اگر یہ ملعون کہین جاکر پوشیدہ ہونگے تو وہین جاکر ان ملعونون کو انتقام خون جناب امام حسین علیہ السلام مین قتل کرونگا اور امیدوار ہون بفضل تائیدات ایزدی سے کہ قاتلان پسر حیدر کرار علیہ السلام مین سے ایک بھی میرے ہاتھ سے اس جہان مین زندہ نہ رہیگا عبد اللہ ازرق فریق کہتا ہے کہ مختار کی یہ گفتگو سنکر مین متعجب ہو کے اپنے دل مین کہنے لگا کہ اسکے ہمراہ نہ سپاہ اور نہ کچھ مال و خزانہ

معلوم ہوتا ہے بہر یہ کلام کس بحر سے بر اشرار ان سے نکلتا ہے ہو ہر چند ظاہر [illegible]
اسکا کلام بیربار اسر بیکار ہے مگر دو حال سے کسی طرح پر خالی نہیں پایا جاتا حقیقت
مین اسکے لفظ حامل ہے کہ مددارواح طیبہ جناب ائمہ ہدا علیہم السلام سے
ظالمون پر میری فتح ہونے والی ہے یا فال نیک سمجھ کے اس عالم صورت کو
آئینہ ظہور مدعا مین بسبب فال نیک کے جلوہ کرے اور یہ بات کہہ کے مختار
عالی وقار مکہ معظمہ کی طرف بعزم زیارت جناب محمد حنفیہ علیہ السلام و عبداللہ
زبیر کے ملاقات کے لیے جب راہی ہوگیا تو وہان پہونچکے اوس دیندار نے
اپنے حصول مطلب کی عجب طرح کی کوشش کی کہ وہ اوسی کا کام تھا
فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجَاهِدِيْنَ عَلَى الْقَاعِدِيْنَ

معرکہ چہلم
۴۰

مخبر اخبار ابو مخنف راست گفتار کی زبانی معلوم ہوا کہ جب عبیداللہ زیاد نے
جناب امام حسین علیہ السلام کا سر مبارک مع اہل بیت اطہار یزید کے پاس
بھیجا تھا اوسکو اس لڑائی کے فتح ہونے کی ایسی خوشی ہوئی تھی کہ اوس بدکردار
کے چہرے سے آثار شادی مرگ ظاہر ہو گئے تھے ولیکن عذاب قہر خدا نے
اوسکو ایسے رنج مین مبتلا کیا کہ اس پلید کو اوس رنج سے نجات نہ ہوئی
اور مشاہدہ احوال معجزات فرزند جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
و خروج زربر خزاعی و مسیب ابن محمد قعقاع خزاعی و محمد حنفیہ
علیہ السلام سے ایسا خوف دلمین سما گیا تھا کہ اوسکے سبب سے بیمار ہو کر وہ بدبخت
شب و روز بچین و بے آرام رہنے لگا اور ہر چند اطبائے شام و عراق نے مجتمع
ہو کر علاج اوس بے ایمان کا کیا لیکن سوائے شدت مرض کے کوئی فائدہ نہ دیکھا

اور اکثر جب رات ہوتی تھی تو وہ اسقدر نالہ و فریاد کرتا تھا کہ تمام آدمی اوسکے
گھر کے تنگ ہو کر اوسکے حق مین دعائے بد کرنے لگتے تھے کس لیے کہ نالہ و افغان
سے اوس بے ایمان کے ایک دم بھی کوئی آرام سے نہ سوتا تھا غرض ایک دن
قوم ترسا مین سے ایک طبیب رومی کو کہ نبض شناس کامل و طبیب حاذق
تھا یزید نے طلب کر کے اپنے معالجہ کے لیے جب حکم دیا تو اوس طبیب نے نبض اوسکی
دیکھ کر کہا کہ مجھکو معلوم ہوتا ہے کہ یہ بیماری کسی رنج کے سبب سے تجھکو لاحق
ہوئی ہے اے یزید اسکا علاج سوائے اس تدبیر کے اور نہیں ہے کہ تو ہر روز
سوار ہو کر شکار مین مصروف رہے تا وہ رنج جو کہ تیرے دل پر عارض ہوا
ہے رفع ہو کر تیری طبیعت کو اطمینان حاصل ہو جاوے اور اوسوقت
اگر کچھ رنج اوس کا باقی رہجاوے گا تو وہ بآسانی زائل ہو کر تندرستی
کے قابل ہو جاویگا بس یہ سنکر آمادہ سیر و شکار ہو کر تمام
نوکرونسے کہنے لگا کہ سب سامان سفر جلد مہیا کرو کہ ہم شہر دمشق
سے باہر جا کر شکار مین مصروف ہو وینگے اور بد کردار اوسی حالت بیقراری
مین ایک دن سوار ہو کر دمشق سے باہر نکلکر دو دن کی راہ تک جا کر خیمہ و
خرگاہ وہان پر استادہ کروا کے جب ٹھہر گیا تو پھر وہان پر کچھ آثار شکار و مقام
دلچسپ نہ دیکھکر تیسرے دن وہان سے کوچ کر کے ایک صحرا مین کہ وہ
شکارگاہ معقول تھا چلا گیا القصہ وہان پہونچکر اوسیدم شکار کھیلنے پر
مستعد ہو کر جب صحرا مین ہر طرف دیکھنے لگا ناگاہ ایک آہوئے دلفریب اوس دشت مین
بدکردار کو نظر پڑا تو اپنی سپاہ دین تباہ سے کہنے لگا کہ کسی طرح اس ہرن کو گھیر کر
ہم زندہ اسکو گرفتار کرین یہ کہکر گھوڑے کو ڈپٹ کے اوس ہرن پر چلا تو وہ آہو
بادرفتار قدرت جناب کردگار سے مانند برق اوسکے روبرو سے نکل گیا مگر اوسی

جھنجھلا کے مرکب سبک سیر کو اوس ہرن کے پیچھے ایسا دوڑایا کہ تمام سردار جو کہ اوسکے ہمراہ تھے چھوٹ گئے اور وہ مردود اونکی نظروں سے چھپ گیا بیان کرتے ہین کہ اوس ہرن کا یہ حال تھا کہ جب یزید تھک کے ہرن سے دور ہو جاتا تو اپنے گھوڑے کو روک لیتا تھا تو وہ ہرن بھی اوسکو اپنے شکار پر حریص کرنے کے لئے رک کر کھڑا ہو جاتا تھا اور جسوقت یہ پھر گھوڑے کو مہمیز کرتا تھا تو آہو بھی مانند باد صر اوسکے روبرو سے بھاگنے لگتا تھا بس جسدم کہ یزید تھک کے اپنی زندگی سے بیزار ہو کر ایک جا پر کھڑا ہو رہا اور وہ ہرن بھی قدرت کاملہ ایزدی سے اوسکی نظر سے غائب ہو گیا تو اوسوقت پسر معاویہ نے ارادہ کیا کہ پھر کر اپنے لوگوں کی طرف راہی ہو و لیکن وہ ایسا تھک گیا تھا کہ مرکب کو مہمیز بھی نہ کر سکتا تھا اور نہ اوسکے گھوڑے مین قدم اوٹھانے کی طاقت رہی تھی القصہ اوس بدکردار نے جب گھوڑے کو [illegible] مہمیز کرکے ارادہ پھرنے کا کیا تو دیکھا کہ ایک دیوار اسے درمیان مین ایسی حائل ہے کہ اوس سے پار نکلنا ممکن نہیں ہے چنانچہ یہ خبر احادیث ائمہ علیہم السلام سے بھی ثابت ہوتی ہے کہ وہ صحرا وادی جہنم سے تہا خواہش جناب کبریا سے [illegible] روز جزا تک اوسی صحرا مین مبتلا عذاب اضطرار و حیرانی رکھے اور باقی اوسکے اعمال بد کی سزا روز قیامت پر منحصر رکھی کہ اوس روز بدکردار آتش دوزخ مین بخوبی جلے گا پس یقین ہے کہ اسکو خداوند عالم نے بدلا اوس عمل بد کا دیا کہ فرزند فاطمۃ الزہرا جناب امام حسین علیہما السلام کو اونکے وطن سے آوارہ کرکے سفر کربلا مین ہر وادی و صحرا کے اندر رنج و زحمت سفر سے مضطر و پریشان کر دیا تھا اور ایک روایت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یزید اوسی شکارگاہ مین قدرت خدا سے کتے کی صورت بن گیا اور تا قیامت مبتلائے عذاب رہیگا لیکن ابومخنف صاحب اخبار کہتا ہے کہ یہ ہرن جو اوسکو معلوم ہوا آہو نہ تھا فقط حکم خدائے دوجہان سے ایک فرشتہ

صورت آہو کے اوسکے روبرو آیا تھا تاکہ اوسکو خوب سا صحرا مین دوڑا کر ہلاک کرکے لذت تشنگی سے آگاہ کرے اور اسی سبب سے ہر وقت اوسکی نظر سے دور ہو کر وہ ٹھہر جاتا تھا تاکہ اس بدکردار کو حریص شکار کرکے خوب سا دوڑا کر ہلاک کر ڈالے حتیٰ کہ اسی طرح سے وہ فرشتہ حکم خدا سے دوڑاتا ہوا اوسکو اوس صحرائے عذاب مین لے گیا اور ایک راوی بیان کرتا ہے کہ بعد از شہادت جناب سید الشہدا علیہ السلام یزید ایسا بیمار ہو گیا کہ اوسکے حلق و زبان مین کیڑے پڑ گئے تھے بلکہ تمام چہرہ اوسکا سیاہ ہو گیا تھا اور زبان اوس مردود کی منہ سے باہر نکل آئی تھی اور سوج گئی تھی کہ بدکردار اوس عذاب سے رات دن غل مچا کر یہ کہتا تھا کہ ہائے ہائے کیسی شدت ہے کہ میرے تئین مارے ڈالتی ہے اور جب ملعون کو پانی پلاتے تھے تو چلا کے کہتا تھا کہ اے یاروان سانپون کو تو میرے پاس سے ہٹاؤ کہ [illegible] زبان چھوڑ دیا ہے اور کبھی کہتا تھا کہ اے یارو یہ کیا حال ہے ایک شعلہ آگ کا میرے تن و جان مین بھڑک رہا ہے کہ جسکی گرمی سے میری جان نکلی جاتی ہے اور اکثر یزید پلید آہ سرد بھر کے کہا کرتا تھا کہ افسوس مین نے یہ کیا غضب کیا کہ جناب فاطمۃ الزہرا علیہا السلام کو دونوں جہان مین [illegible] واللہ حیف ہے اوس پر کہ جسکی دشمن بنت رسول مختار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہووے اور اس طرح کے کلمے کہتا ہوا وہ اس دنیا سے گذر کر صاحب مرتبہ خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةَ ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِينُ ہوا کہ دنیا و آخرت کے لیے بھی ہے زیان کاری ظاہر مگر ایک راوی بیان کرتا ہے کہ یزید شراب کے نشہ مین کوٹھے پر سے گر کے ربیع الاول کی چوتھی تاریخ چھتیس برس کے سن مین واصل جہنم ہو گیا غرض لوط ابن یحییٰ کہتا ہے کہ جب یزید پلید آہو نور کے پیچھے بیابان ادبار مین گم ہو گیا تو سپاہ اوسکی ایک ساعت بھر تو [illegible] کھڑی رہی

اور جسوقت ملعون نے دیکھا کہ زنہار کسی طرف صحرا مین ابن معاویہ کا کچھ نشان
نہین معلوم ہوتا ہے سب کے سب گھبرا کے اوسکی تلاش مین ہر طرف بیابان مین
پھیل کے ڈھونڈھنے لگے کہ ناگاہ اوسکا گھوڑا ایک کنوئین کے کنارے نظر پڑا اور
وہ سب آدمی اس خیال سے کہ شاید اس جا پر کہین گھوڑے سے گر پڑا ہوگا گرد و
پیش اوس کنوئین کے ڈھونڈھنے لگے کہ زندہ یا مردہ یہان پر ہاتھ آجاوے گا
یکایک غیب سے ایک آواز گوش زد ہوئی کہ اے لوگو تم یزید ابن معاویہ ابن
ابو سفیان کو یہان عبث ڈھونڈھتے ہو وہ تو ایک صحرائے دوزخ مین کہ
تمام سانپ اور بچھو اور آتش سے بھرا ہوا ہے علم خداوند کا ثنا سے گرفتار عذاب
ہے بس جسدم اونکے تمام مصاحبون اور غلامون نے غیب سے یہ آواز
سنی تو سبھون نے اپنے تئین گھوڑون سے زمین پر گرا کے سب کپڑے
پھاڑ کے خاک بدبختی سر پر اوڑانے لگے اور روتے پیٹتے راہی [illegible]
وہان پہونچکر یزید کے گھر پر گئے اور تمام مکان استقامت یزید کو سیاہ کر
کنگرے اونکے گھوڑون کی ڈُمین اوس ڈُمبلی کے ماتم مین جب
کاٹ ڈالین تو یہ خبر شہر مین مشہور ہوکے عجیب فتنہ و فساد برپا کرنے
بانی ہوگئے اور دوستدار اہل بیت اطہار یہ خبر سنکے شاد و مسرور ہوکر بخوف
و خطر مو بھر در موقعہ اہل شر کے شکر خدا بجا لانے لگے تو یہ حال دیکھکر اوسکے
اہل کارون نے جلدی سے معاویہ نامی یزید کے پسر کو کہ از بس رحیم
و حلیم تہا رؤسائے دمشق کو متفق کرکے تخت سلطنت پر بٹھلا دیا اور
جب سب نے بیعت اوسکی اختیار کرکے اوسکی فرمانبرداری و اطاعت کو
قبول کیا تو مروان ظلم نے بعد چالیس روز کے اوسکو کسی فریب سے زہر
دلوا کے تخت شاہی سے اوٹھا کر تختہ تابوت پر لٹا دیا القصہ اس حال سے

تمام ملک شام مین ایک فتنہ عظیم برپا ہوگیا اور حاکم شام سے عناد کرنے
کی فکر مین تمام رؤسائے شام مختلف الالفاظ ہوگئے اور جب مروان نے
دیکھا کہ اہل شام مجھسے کسی طرح پر متفق نہین ہوتے ہین اوس پلید نے
عبید اللہ زیاد کو اپنا رفیق و مطیع کرنے کی غرض سے اوسکے لیے ایک نامہ
احوال مرگ یزید مین لکھکر روانہ کیا بیان کرتے ہین کہ اون دنون مین
ابن زیاد امیر عراقین اس سبب سے ہوگیا تھا کہ اکثر حکام دو رو سیا اوس دیار
کے مرے دنیا سے ملک آخرت کو رحلت کر گئے تھے اور کوفہ سے لیکر تا خراسان
سب ولایت بصرہ وغیرہ ابن زیاد کے جو زیر حکومت ہوگیا تھا تو یہ ملعون ہمیشہ
[illegible] بصرہ کے انتظام مملکت مین مصروف رہتا تھا لیکن جن روزون
مین یزید واصل جہنم ہوگیا اون دنون مین یہ کوفے سے بصرے مین آیا تھا
[illegible] اپنے ایک پسر کو جانشین اپنا کرکے یہ تاکید کر آیا تھا کہ
[illegible] جناب بوتراب علیہ السلام مین سے جسکو سرکشی و فتنہ انگیزی کے
[illegible] گرفتار کرکے زندان ابوترابی مین اور سب ابوترابیون
کے [illegible] ہزار آدمی شیعیان جناب علی ابن ابیطالب علیہ السلام
[illegible] بڑے بڑے نامیون کو ابن زیاد نے پکڑ کے قید کیا تھا کہ یہ سب
دیندار اس سبب سے تابعین کہلاتے تھے کہ فرمانبردار احکام جناب شیر خدا علیہ
السلام کے اور مدام بے خوف و خطر دشمنان اہل بیت اطہار پر لعنت کیا
کرتے تھے بلکہ مختار نامور سے بھی ان لوگون نے خروج کرنے پر بیعت کرکے
جمعیت اہل اسلام پر کمر ہمت باندہی تھی اور مختار دیندار ان لوگون سے
جب وعدہ حصول اجازت خروج و حکمنامہ لانے کا عہد جناب سید الساجدین
یا محمد حنفیہ علیہما السلام سے کرکے جانب مدینہ منورہ و مکہ معظمہ چلا گیا تھا تو عبید اللہ زیاد

نے ہرکارون اور منافقون کی زبان سے خبر انکے بیعت کرنے کی سنکر ان سبکو فرداً فرداً پکڑکے قید کیا تھا اور آٹھ پہر مین شام کے وقت ایک نان جو کا اور ایک کوزہ آب کے سوا ان لوگون کو اور کچھ نہ دیتا بلکہ اوس ملعون کو ہر دم یہ خیال تھا کہ ان لوگون کو کسی حیلہ سے مار ڈالتا یا یزید کے پاس بھیجدیتا کہ پھر اندیشہ فتنہ خروج باقی نہ رہتا غرض برس دن سے وہ لعین ان لوگون کو قید کرکے شب و روز اسی تدبیر مین رہا پر مشیت ایزدی کا وہ ملعون خیال نہ کرتا تھا کہ اوس کارساز بے نیاز کو کیا منظور ہے راوی کہتا ہے کہ اسی حال مین نامہ بر مروان لعین کا کوفہ مین پسر زیاد کے پاس جب پہونچا اور اس لعین نے مضمون نامہ کو دریافت کیا تو نامہ بر کو اظہار حال یزید و پسر یزید سے ممانعت کرکے اس مضمون کا خط عبید اللہ کے لیے رقم کیا کہ اے والد مہربان مروان حکم کے خط سے معلوم ہوا کہ یزید ابن معاویہ علیہ السلام لوگون کی رفاقت سے بیزار ہوکے مالک جہنم کی مملکت کے لوگون سے مانوس ہوا ہے کس لیے کہ عبارت نامہ مروان کی اسی طرح پر ہے بس آگاہ ہو اے پسر زیاد حکومت ملک شام بسبب یورش اجل تصرف یزید و پسر یزید سے نکل کر قبضہ افواج فتنہ و فساد مین ہوگئی ہے لازم ہے کہ بمجرد دیکھنے اس نامے کے تو اپنے تئین یہان جلد پہونچا تا مین اور تو متفق ہوکر سلطنت شام کو تصرف مین کرلین کہ حکومت عراقین بھی اپنے قبضہ قدرت مین رہے اور کوئی شخص اوسکے لینے کا قصد کرکے خروج کرکے آمادہ جدال و قتال نہو جائے اور اے پسر جانہ اگر تو اسمین ذرا بھی تامل کریگا تو عراقی حال یزید سے آگاہ ہوکر خروج کرکے ملک عراق تجھ سے چھین کر قصد ادھر کا کرکے یہ ملک بھی لے لیوین گے

پس میرے نزدیک یہی بہتر ہے کہ تو کسی حیلہ سے جلد ادھر چلا آ کہ مین اور تو تدبیر کرکے یہان متصرف ہوجاوین اے پدر عالیقدر حقیقت مین یہی بات ہے اگر اہل کوفہ اس حال سے باخبر ہوجاوین گے تو پھر کسیطرح ہمکو ان لوگون کے ہاتھ سے نجات نہوگی پس تم جلدی سے یہان چلے آؤ کہ جیسی مصلحت جانوگے وہ کروگے والا اس خط کے جواب سے بمجرد دیکھنے کے مطلع کرو کہ مین خود مع ہمراہی و اہل و عیال تمہارے پاس کسی حیلہ سے چلا آؤن والسلام اور جب یہ عبارت لکھکر اوسنے نامہ کو کبوتر کے بازو مین باندھکر اور سونے کی کڑیان اوسکے پیرون مین ڈال کے اس خیال سے اوڑا دیا کہ اگر کوئی کبوتر کو پکڑیگا تو [illegible] کبوتر کو چھوڑ دیوے گا بس جسدم وہ کبوتر بصرے مین ابن زیاد کے پاس [illegible] تو اوسنے مضمون نامہ سے مطلع ہوکر فوراً اس مضمون کا جواب [illegible] نامہ کو دیکھ کے اوسیدم مال و خزانہ مع اہل و عیال ہمراہ لیکر [illegible] کس لیے کہ فی الحال نہ میرا آنا وہان مصلحت ہے اور نہ تیرا رہنا [illegible] جب عمر ابن زیاد کے پاس کبوتر نامہ لیکے قریب شام پہونچا تو اوسنے اوسی وقت تمام فوج کو تیاری کا حکم دے کے مال و اسباب [illegible] کے سامان چلنے کا کرنے لگا اور عمر پسر زیاد نے سب سامان درست کرکے لوگون کو روشنی کا حکم دے کر کہا کہ ہمارے ناموس کی سواری کی عماریون کو لاکر دروازہ محل پر استادہ کرو اہل کوفہ یہ شور و غل اور روشنی دیکھ کر گھبرا کے اپنے بالاخانون پر چڑھ گئے بلکہ اکثر گھرون سے نکل کر راستون مین متعجب ہوکر پھر تفحص حال جب ٹھہرے ہوئے تو دیکھا کہ شدت روشنی سے ابن زیاد پر شب بجائے صبح کے معلوم ہوتی ہے القصہ اسی اثنا مین ناگاہ غیب سے ایک آواز اہل کوفہ نے سنی کہ ایہا الناس یزید شام مین جہنم واصل

ہوا ہے اور پسر ابن زیاد شہر کوفہ سے معہ اہل و عیال و مال و منال
فرار ہوا چاہتا ہے تو محبان جناب علی ابن ابیطالب علیہ السلام یہ آواز
سنکے ہتھیار لگا کے اپنے اپنے گھرون سے نکل کے شہر کوفہ کے دروازے کو
اپنے قبضہ مین کرکے کھڑے ہوئے اور بہت سے لوگون نے جا کر قید خانے کا
دروازہ توڑ کے قیدیون کو طوق و زنجیر سے نجات دی اور وہ لوگ بھی مسلح
ہو کر آکر سب کے پاس موجود ہوگئے کہتے ہین جب یکبار بہت سے دیندار
لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ولی اللہ کہتے ہوئے سپاہ ابن زیاد پر
ہر ایک طرف سے حملہ کرکے چلے تو وہ ملعون یہ آواز سنکے ایکبار پریشان ہو کر
جب تک ایک دوسرے سے کچھ کہنے لگے اون لوگون نے آکر سب کو گرفتار
کر دیا اور صندوقون کو توڑ کے تمام مال و اسباب و زر جو کچھ لدا تھا [illegible]
تو حال مردمان شہر کا مومنین نے یہ کر دیا کہ کوفہ سے اوس شب کو جانور [illegible]
آل علی علیہ السلام کا بے زحمت پائے باہر جا سکتا تھا اور مومنین کو غنیمت [illegible]
اسقدر ہاتھ آئی تھی کہ ہر ایک گدا بادشاہ ہوگیا تھا غرض عمر عبید اللہ [illegible]
پہن کر سوار ہونے کے لیے جب محل سے باہر نکلا تو ایک بار آواز یا لثارات
الحسین علیہ السلام کی سنکر ملعون گھبرا کے سب اہل و عیال و مال و خزانہ چھوڑ کر
اپنی جان بچا کے ایک راستہ باہر نکلنے کا تھا اوس طرف سے نکلکر شہر سے بھاگ کے
صحرا کی سمت راہی ہوا اور اہل کوفہ صاحبان دین نے اوس وقت بے محابا
تلواریں علم کرکے ابن زیاد کے مکان مین گھسکر مرد و زن و خورد و بزرگ غلام
و آزاد جو سامنے آیا اوسے مار کر جہنم واصل کر دیا لکھا ہے کہ مومنین نے سات
بیٹیان اور تین بیٹے ابن زیاد کے مع ایک سو پندرہ خادمون کے اور کنیزون اور
غلامون کے قتل کرکے راہی دوزخ کیے اور جتنا مال و منال اوس بدبخت کا جو

ہاتھ لگا لوٹ لیا اور جب سب لوگ شمر ابن عبید اللہ زیاد کو ڈھونڈھنے گئے
تو وہ کہین نظر نہ آیا انس سے کہ جو شکست کھا کے باہر آکے جسکو سپہ زیاد کے دستہ مومن
مین سے پایا اوسکو بھی مار کر سر جناب امام حسین علیہ السلام کے قاتلون کے
نیزون پر سوار کرکے تن اونکے آگ مین جلا دیے القصہ یہ حال دیکھکر عمر سعد
و شمر و سنان ابن انس وغیرہ بہت سے ملعون راہ پا کر شہر کوفہ سے جس
اوسی حال مین بھاگ گئے اور کچھ خارجی کنوون مین اور بہت سے مقامون
مین اور اکثر تہ خانون مین چھپ رہے تو آدھی رات تک اہل دین نے
ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر جہان تک ہاتھ لگے تین چار ہزار آدمیون کو مار کے واصل جہنم
کیا اور جتنے [illegible] سردار ابن زیاد کے جیتے بچے ملکہ وہ لوگ جو کربلا مین جناب
امام حسین علیہ السلام سے لڑنے گئے تھے ایک ایک اور بہت سے غول
[illegible] برہنہ کوئی سوار اور کوئی پیادہ اوسی شب تا دین
[illegible] ہو کر فرار ہوئے کہ راہ گریز بھی نہ ملتی تھی پس
[illegible] مگر بچا ہو تے جفا شعار دفعتاً تو بلائے ناگہانی
مین مبتلا ہوگئے تھے اور عمر ابن پسر زیاد شہر کوفہ سے بھاگ کر مدائن کے
[illegible] وہان سے بصرے کو چلا جاتا تھا ایک جا پر کہ اوسے بین الطریقین
کہتے ہین جا کر اس خیال سے کھڑا ہو رہا کہ شاید اہل و عیال و ہمراہی میرے
مال و اسباب لیکر آجاوین تو اونکو ساتھ لیکے راہی بصرہ ہو جاؤن اور وہ ملعون
اسی خیال مین وہان پر کھڑا ہو کے جب چارون طرف دیکھنے لگا تو اہل کوفہ
دشمنان اہل بیت اطہار نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر طرف سے آکر اوسکے
پاس جمع ہونے لگے اور وہ لعین ہر ایک سے اپنے اہل و عیال مال و
اموال کی جب خبر پوچھنے لگا تو اون سبھون نے جواب دیا کہ اے ابن امیر کوفہ

ہمکو کسی کا کچھ احوال معلوم نہین ہے ہم لوگ ابہی اپنی جان بچا کر بھاگ آئے ہین
ولیکن اتنا جانتے ہین کہ ابوترابیون نے بہت سے لوگ دوستان یزید و ابن زیاد
مین سے مار ڈالے ہین اور شہر کوفہ مین یزیدیون کے لیے میدان محشر ہے اے عمر
ابن عبید اللہ زیاد ایسے مقام خطرناک مین کسلیے کھڑا ہے چل ایسا نہو کہ ابوترابی آجاوین
تو پہر اور آفت مین مبتلا ہوجاوینگے مشہور ہے کہ ہرچند لوگون نے اوس لعین کو
سمجھایا الا وہ ولد الحرام وہان سے ایک قدم بہی اس خیال سے نہ سرکا کہ حرامی کی
جوان جوان بہنین ناکتخدا اوس مردود کے مکان مین تھین اونکی خبر کے لیے ٹہرا
رہا کہ آیا وہ نکل کے فرار ہوئی ہین یا کہین گرفتار ہوکے بے آبرو ہوگئین وہ بدگہر
اسی دھیان مین کھڑا تھا جو آتا جاتا تھا اوس سے اونکا احوال پوچھتا تھا جب تک
آٹھ ہزار آدمی سوار و پیادہ بھاگے ہوئے اوس ولد القلب کے پاس آکر مجتمع ہوگئے
پس اوس بدبنیاد کو اتنے لوگون کے آنے سے ایسی تقویت اوسوقت ہوئی
کہ پہر بدنہاد کینہ جوئی پر آمادہ ہوگیا اور راوی کہتا ہے کہ فقط پندرہ ہزار آدمی
سپاہ ابن زیاد مین سے اوس شب کو بروقت فساد کوفہ کے موجود تھے مگر
بہت سے بہ تیغ مومنین ہوکے جہنم واصل ہوگئے تھے اور اکثر خوف سے
روپوش ہوکے جا بجا پوشیدہ ہو رہے تھے وہ سب لوگ بھاگ کر اس ملعون کے
پاس مجتمع ہوکر پھر تشنہ خون مومنین ہوگئے غرض مومنین صبح کو ایک مرد
پارسا اور متقی دوستدار جناب علی ابن ابیطالب علیہ السلام کے پاس
مجتمع ہوکر کہنے لگے کہ اے دیندار ہم لوگون نے آج کی شب سے کفارون کو
ہرچند خوب مارا الا بے سردار کچھ بات بن نہین پڑتی ہے لازم ہے کہ تو روسائے
قبائل عرب مین سے جنگ آزمودہ ہے ہمارا شریک ہوکے ان ظالمون سے انتقام
خون جناب امام حسین علیہ السلام لے تا ایسا نہو کہ پسر ابن زیاد پہر جمعیت کرکے

اگر قتل مومنین سے کامیاب ہووے کس لیے کہ وہ ملعون جوار شہر کوفہ مین ابہی
بکھرا ہوا ہے کہتے ہین کہ یہ شجاع زمانہ بہادر بے مثل سلیمان ابن صرد خزاعی جنگ
جمل مین اور صفین مین جناب علی ابن ابیطالب علیہ السلام کی خدمت مین
شریک رہکر دشمنان جناب شیر خدا سے لڑا تھا لیکن اب یہ جوان بایمان گردش
دوران سے دست زمانہ پیری مین گرفتار ہوکر جفائے امراض سے نہایت کمطاقت
ہوگیا تھا پس اوس دیندار نے محبان جناب حیدر کرار علیہ السلام کا یہ کلام
سنکے جب مکرر اقرار رفاقت کیا تو چار ہزار آدمیون نے پیش از طلوع آفتاب
اوس ماہتاب آسمان شجاعت و دلاوری سے بیعت کرکے کہا کہ اے سلیمان
[illegible] انتقام خون امام مظلوم کربلا علیہ السلام کے لینے مین ہم لوگ
[illegible] اور چار ہزار آدمی بہی اکثر جناب شیر خدا علیہ السلام کے ساتھ
[illegible] لڑائیون مین لڑے بلکہ جناب مسلم ابن عقیل علیہ السلام
[illegible] نے بیعت کی تھی اور یہ پانچون شخص یعنے ایک تو سلیمان
ابن صرد خزاعی اور دوسرا مسیب ابن نجبہ و تیسرا عبد اللہ ابن نفیل
ازدی و چوتھا عبد اللہ ابن وائل و پانچوان شداد ابن ادہم عجلی
بڑے رئیس کوفہ و صاحب قوم و قبیلہ تھے الحاصل یہ پانچون سردار مع چار ہزار
آدمیون کے مصیبت جناب امام حسین علیہ السلام مین اوسدم اشکبار
ہوگئے پھر تو بہت سے شخص آپس مین ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ ایہا الناس جو
مصیبت امام مظلوم شہید تشنہ کام علیہ السلام پر پڑی ہے ہم لوگ وسکے
باعث ہوئے اور بلکہ امام حسین علیہ السلام کو ہمنے شہید کیا کس لیے کہ
چار ہزار نامے اس مضمون کے ہم لوگون نے بقسم ہائے شدید اوس جناب
کی خدمت مین تحریر کرکے روانہ کیئے تھے کہ جب آپ یہان تشریف لاوینگے

ہم اپنا گھر بار اور جان آپ پر نثار کرکے شر سپاہ یزید سے حضرت کو محفوظ رکھیں گے
اور جب وہ جناب ہمارے کہنے سے ادھر تشریف لائے تو ہم سے اتنا نہو سکا کہ امداد کو
اونحضرت کی جاتے جب تک کہ اوس جناب کو سپاہ یزید نے شہید کرکے اہلبیت کو
بھی اونکے اسیر کرکے شہر بشہر و دیار بدیار سر و پا برہنہ پھرایا بس اگر انصاف سے
معلوم کرو تو سپاہ یزید نے یہ ظلم اونپر نہیں کیا یہ تمام ستم ذات سے ہماری اوس
حضرت پر ہوئے ہیں بس عبداللہ وائل نے یہ تقریر لوگوں کی سنی تو کہا کہ اے بھائیو
ہم لوگوں کو اوس حضرت کی امداد کے لئے نہ جانے میں ایک ہی کیسا عذر در پیش
ہوگیا تھا کہ ابن زیاد نے تمام راستے کوفہ کے لشکر بھیجکر گھیر لیے تھے تا کوئی لشکر امداد کو
فرزند رسول کی نہ جانے پاوے اور فقط اسی سبب سے ہم لوگ لاعلاج ہوگئے تھے ورنہ
ہمنے پہلوتہی کرکے اس مواخذے میں اپنے تئیں گرفتار کیا ہے اور [illegible]
اسکے وہ لعین جس کسی کو دوستدار جناب حیدر کرار علیہ السلام جانتے تھے
جب وہ اوسکے ہاتھ آجاتا تھا تو اوسکو بے قتل کیے باز نہ رہتے تھے اور اب خیر
یہ اتفاق ہوا کہ یزید واصل جہنم ہوگیا آج رات کو جہانتک ہم سے ہو سکا انتقام
خون مظلوم کربلا میں دشمنان دین کو ہمنے قتل کرکے اہل و عیال ابن زیاد کو بھی
مار ڈالا اور یہ بھی سچ ہے کہ یہ کام ہمارا اوس ندامت کو دور نہیں کر سکتا ہے
کس لیے کہ ہمسے بڑا قصور ہوگیا ہے اگر اوسکے عوض میں تمام روے زمین کی خلقت
کو ہم قتل کرینگے تو بھی انتقام خون امام حسین علیہ السلام نہیں ہو سکتا ہے
سواے اسکے کہ ہم اپنے تئیں آپ ہلاک کریں کہ شاید روح پاک اوس جناب کی
ہمارے اس انفعال کے خیال سے خوش ہوکر ہمارے جرم پر نظر فرماوے اور
ہمارے گناہ کو معاف کردے سنتے ہیں کہ یہ گفتگوے مومنین سنکے سلیمان
ابن صرد خزاعی کہنے لگا کہ اے یارو بالفرض نادانی و پشیمانی سے یہ امر بھی

ہمسے کیا تو جناب امام حسین علیہ السلام کو ہمارے اس عمل سے کیا حاصل ہوگا
اگر اوس جناب کے رو برو ظالموں سے لڑکے ہم مرجاتے تو البتہ وہ جناب ہم سے راضی
ہوتے اور اب سواے اسکے رفع ندامت اوس جناب کے راضی ہونے کی اور کوئی
صورت نہیں معلوم ہوتی ہے کہ تلوار علم کرکے انتقام خون امام مظلوم کربلا
علیہ السلام کی نیت سے آل بنی امیہ کو قتل کریں اور یہ جو واقعہ شب کو
گذرا ہے اسپر ہمارا نازاں ہونا کہ انتقام خون فرزند فاطمہ زہرا علیہا السلام ہمنے لیا
یہ نہایت نادانی ہے کسلیے کہ ایک قطرہ خون فرزند نازنین رسول اکرم صلعم کے عوض
میں تمام عالم کا خون اگر کیا جاوے تو بھی احتمال انتقام کا نہیں ہے مگر یہ کہ ہم
[illegible] کو قتل کرکے بنی امیہ سے خوش کرلیں کہ انہیں لوگوں نے اوس جناب کو
شہید کیا تھا اور علاوہ اسکے قتل کرنا ابن زیاد و عمر سعد و شمر ذی الجوشن و خولی
و [illegible] حجاج وغیرہ قاتلان امام انام مظلوم کربلا علیہ السلام کا لازم
ہے [illegible] تو بھی سب زندہ ہیں پھر کونسی بات ہمارے فخر و مباہات
کی ہے [illegible] مناسب تو یہ ہے کہ کوشش کرکے ان سب لوگوں کو
واصل جہنم کرو اب گذشتہ را صلوات و آئندہ را احتیاط [illegible] ابن زیاد برقرار
ابھی [illegible] ہمارے شہر میں موجود ہے اور اس لعین کو معہ رفقا قتل کرکے بصرہ میں چلکر
ابن زیاد بد بنیاد کو تہ تیغ کریں اب اسوقت سب لوگ اپنے اپنے گھر میں جاکر سامان
جنگ اسلحہ و سواری درست کرکے صبح کو فلان دروازے شہر کوفہ پر آکے کھڑے
ہوویں بلکہ جسکے پاس کچھ سواری نہووے وہ بھی مسلح ہوکر آکے موجود ہووے
کہ میں بھی صبح کو اپنا سب سامان درست کرکے وہیں دروازہ شہر پر آونگا اور
انشاء اللہ تعالی وہاں سے چلکر پہلے عمر ابن عبید اللہ زیاد کو گرفتار یا قتل کرکے
بعد اسکے پھر جو مناسب و مصلحت جانیں گے وہ بات کرینگے القصہ گروہ مومنین ج

جب یہ تدبیر اوس مرد پیر کی نہایت پسند آئی تو سب لوگ جا کر درستی سامان جنگ کرنے لگے اور اوس شب کو کوفہ مین کوئی اہل شیعہ اس خیال سے نہ سویا کہ خوارجون کی عورتون کو بھی جا کر مومنین نے لوٹ کر بے چادر و مقنعہ کر دیا اور صبح کو جب وہ چار ہزار دیندار سلاح جنگ سے آراستہ ہو کر بازار شہر کوفہ مین پہونچے تو صدائے نعرہ یا آل ثارات الحسین علیہ السلام سے ایک دوسرے کو خبردار کرتے ہوئے دروازہ شہر پر آ کے مجتمع ہونے لگے راوی کہتا ہے کہ **سلیمان ابن صرد خزاعی** اوس شب کو ایک علم سفید تیار کر کے وقت طلوع آفتاب چار سو مرد جرار اپنے بنی اعمام مین سے ہمراہ لیکر دروازہ شہر پر آ کے کھڑا ہو رہا اور جسوقت وہ چار ہزار دیندار بھی آ کر مجتمع ہو گئے تو سلیمان ذیشان خوش ہو کر ہر ایک کو دعائے خیر دیکر کہنے لگا کہ ایمان [illegible] یہ ہے کہ پہلے بصرہ کے راستہ کی طرف جا کے پسر ابن زیاد لعین کو [illegible] گرفتار کر لیوین اور بعد اسکے جیسی مصلحت دیکھین گے [illegible] کہ ناگاہ اسی حال مین دیکھا کہ مدائن کی سمت سے ایک [illegible] فارسی سے چلا آتا تھا کہ وہ شخص مرد پارسا و متقی دوستدار جناب [illegible] علیہ السلام کوفے مین واسطے زیارت مرقد مطہر حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے لیئے آیا کرتا تھا بس اوسنے جب علم سفید علامت شیعیان جناب ابو تراب علیہ السلام چار ہزار آدمیون کی جمعیت سے دیکھا تو خوش ہو کر انکی طرف متوجہ ہو کر **سلیمان** کے روبرو آ کر سلام علیک کر کے کھڑا ہو گیا اور **سلیمان** نے اوسکو پہچان کر جواب سلام دے کے پوچھا کہ اے عبداللہ کہان سے آتا ہے اور کدہر کو جاویگا اوسنے کہا کہ اے **سلیمان** مدائن سے چلا آتا ہون اور نجف مین زیارت مرقد منور جناب شیر خدا علیہ السلام کے لیئے

جاتا ہون یہ سنکے **سلیمان** نے کہا کہ اے زائر جناب حیدر کرار علیہ السلام تجھے کچھ خبر معلوم ہووے تو بیان کر کہ مخالفین مومنین کا کیا حال ہے اوسنے جواب دیا کہ اے **ابن صرد خزاعی** مین الطریقین مین پسر ابن زیاد بدبخت کو آٹھ ہزار آدمیون کی جمعیت سے دیکھا ہے کہ با گریبان چاک موپر خاک ملے ہوئے اپنے ماں باپ اور بھائی بہن اور زن و فرزند کو مع عزیز و اقارب یاد کر کے روتے پیٹتے تھے بلکہ عمر سعد و شمر لعین و سنان ابن انس علیہم اللعنہ وغیرہ بھی اوس مردود کے پاس موجود ہین اور سب لوگ ہمسے لڑنے کا ارادہ کئے ہوئے باہم یہ کلام کرتے ہین کہ ہم کوفے مین اہل [illegible] ایک کو بھی زن و مرد و پیر و جوان و طفل صغیر تک کو زندہ نہ چھوڑینگے [illegible] کہ ان لوگون نے ہمارے آدمیون کو قتل کیا ہے بلکہ اوس سے [illegible] کرینگے سنتے ہین کہ جب **سلیمان** دیندار نے یہ خبر سنی تو [illegible] لگا کہ امید وار عنایت کبریا یہ ہون کہ اگر یہ ملعون ہمسے مقابل ہونگے تو [illegible] جناب حیدر کرار علیہ السلام سے ایک کو بھی ان ملعونون مین سے [illegible] سلامت باقی نہ رکھونگا اور یہ کہکر اپنی فوج سے مخاطب ہو کر کہنے لگا کہ اے [illegible] خون فرزند جناب فاطمہ زہرا علیہا السلام آگاہ ہو کہ ہم لوگ خون ناحق جناب سید الشہدا علیہ السلام کا عوض لینے کو جاتے ہین [illegible] یہ ہے کہ پہلے کربلائے معلی مین جا کر زیارت مرقد مطہر جناب امام حسین علیہ السلام سے مشرف ہو کے روح پاک سے اوس معصوم مظلوم کے اپنی خطا کا عذر در پیش کرین کہ شاید وہ صابر و شاکر ہمسے راضی ہو جاوے اور تعجب نہین ہے کہ وہ عذر کو ہمارے قبول کر کے سزاوار آمرزش الٰہی ہمکو کر دے اور جناب باری بھی ہمارے گناہون پر نظر فرما کے قیامت کے دن ہمکو گرفتار [illegible]

نہ کرے اور علاوہ اسکے دوسرا فائدہ اس بات مین یہ معلوم ہوتا ہے کہ شہر کوفہ
ہمارے جانے سے جب خالی ہوجاویگا تو وہ ملعون یہ خبر سنکے ضرور کوفہ مین قتل
وغارت کے خیال سے آنے کا ارادہ کرینگے پس اہل کوفہ جب اون لعینون سے
مقابلہ کرکے لڑنے نکلینگے تو ہم بھی پہونچکر مانند اجل جدال وقتال پر آمادہ
ہوجاوینگے اور جب یہ حال دیکھکر وہ بدکردار چار و ناچار ہماری طرف متوجہ ہوکر
مشغول پیکار ہوونگے تو اوسدم ایک طرف سے ہم اور ایک جانب سے
اہل کوفہ اون لعینون کو بیچ مین کرکے قتل کرنا شروع کرینگے پس ایہا الناس
اس صورت سے یقین ہے کہ بفضل خدا ایک کافر حاسد بھی ہمارے ہاتھ سے جیتا
نہ بچیگا غرض سلیمان کی تقریر کو سنکے ہر ایک غازی نے اوس مرد پیر کی رائے کی
احسنت وتحسین کرکے کہا کہ سبحان اللہ کیا خوب نیک تدبیر ہے اے سلیمان
ابن صرد اہل کوفہ کو جتاتک کہ شیعیان ابوتراب علیہ السلام مین سے بھی
اس تدبیر سے آگاہ کرکے شہر کے دروازون کی حفاظت کے لیے تاکید کرکے بارہ ہزار
کے لشکر کو ہمراہ لیکے کربلا کی طرف روانہ ہوکر جب اوس صحراے پر بلا میں
سب سوار باچشم اشکبار گھوڑون سے اوترکے سر برہنہ ہوگئے اور جب وقت دور
نظر مرقد مطہر مظلوم کربلا علیہ السلام پر اون لوگون کی پڑ گئی تو با آہ و نالہ سب
سب اسقدر روئے کہ شدت گریہ سے بدحواس ہوکر قریب تربت مبارک کے
پہونچکے خاک پر گر پڑے لکھا ہے کہ اوسدم سلیمان ابن صرد خزاعی مرقد
منور سبط خیر البشر صلعم کے برابر جاکر کپڑون کو پھاڑکر سر پر خاک ڈالکے بادیدہ
خونبار پکار کر کہنے لگا السلام علیک یا ابن رسول اللہ السلام علیک
یا شہید ابن الشہید السلام علیک یا صدیق ابن الصدیق السلام
علیک یا امام ابن الامام السلام علیک یا وصی ابن الوصی السلام

علیک یا عالم ابن العالم السلام علیک یا طاہر ابن الطاہر السلام علیک
یا عابد ابن العابد السلام علیک یا تقی ابن التقی السلام علیک
یا مظلوم ابن المظلوم السلام علیک یا مقتول ابن المقتول یعنے
سلام تمہارے اے بیٹے رسول خدا کے اے شہید بیٹے شہید کے اے سخی بیٹے
سخی کے اے امام بیٹے امام کے اے وصی بیٹے وصی کے اے عالم بیٹے عالم کے
اے پاک بیٹے پاک کے اے عبادت کرنے والے بیٹے عبادت کرنے والے کے
اے پرہیزگار بیٹے پرہیزگار کے اے مظلوم بیٹے مظلوم کے اے مقتول بیٹے
مقتول کے اور جب یہ زیارت پڑھ چکا تو سلیمان اپنے سر کو زمین پر رکھ کے
... خاک سے بھر کر ایسا رویا کہ بیہوش ہوگیا کہتے ہین کہ اوس شب کو دو پہر
دن ... اون دوستدارون نے سواے رونے کے کچھ اور کلام نہ کیا اور صبح
... کا حق تھا اوس گروہ مومنین نے ادا کرکے اپنے آقا کو خوشنود کیا
... رات کو جب سب مومنین روتے روتے سوگئے اور سلیمان
کو بھی نیند آگئی تو اوس مومن پاک نے خواب مین جناب امام حسین علیہ
السلام کو اس صورت سے دیکھا کہ مانند ماہ تابان وہ خورشید آسمان امامت
ایک چادر گردن پر ڈالے ہوئے کہ گردن مبارک پیچھے سے کٹی ہوئی اور خون
قطرہ قطرہ اوس جا سے ٹپک رہا ہے کھڑے ہوئے فرماتے ہین کہ اے سلیمان
تمہارے اس رنج وپشیمانی سے کہ اپنے اوپر گوارا کیے ہوئے ہو دشمنون سے
میرے بدلا لینے کے خیال پر خداوند بے ہمال دونون جہان مین تم سے راضی
ہوئے پس اے سلیمان ابن صرد مین تم لوگون کی نیت سے آگاہ ہون
جو تمہارے دل مین میرے لیے پیش خاطر ہے اور اے صرد دیکھا تو نے اس امت بیوفا
نے مجھسے کیسے کیسے سلوک کیے کہ مجھکو باخویش وبرادر بھوکھا پیاسا شہید کرکے

اہل بیت کو میرے کس بے حرمتی سے شام تک لے گئے اے سلیمان ان بے دین
لوگوں نے کچھ میری حرمت وعزت کا پاس نہ کیا اور میرے حرم محترم سے
کسطرح کی بے اعتنائیاں کرکے بے ادبیوں سے پیش آئے ولیکن خدائے
بزرگ وبرتر قادر ہے وہ ایک شخص کو ایسا اونپر مسلط کریگا کہ وہ ان سبکو
مارکے روئے زمین سے خراب ونابود کردیوے گا اور اے ابا محمد ابن صرد
دیکھا تونے جسنے کہ میرے قتل کے لئے حکم کیا تھا اوسنے بھی کچھ دنیا کی خوشی نہ
دیکھی اور بحکم خدائے وادی جہنم میں بصد حسرت وندامت گرفتار ہوکر ہمرہ عاد
وشداد ونمرود وفرعون کا ہوا ہے پس اے ابن صرد خزاعی تونے جو نیت
جہاد اپنے دل میں کی ہے خبردار اس سے باز نہ رہنا اور میرے دشمنوں سے عوض
میرے خون کا لیکر خداوند بے نیاز کو خوشنود کرکے میری روح کو شاد کرنا
سلیمان کہتا ہے کہ یہ ارشاد اوس جناب کا سنکے اور صدمہ [illegible] یا ابن
رسول اللہ فدا ہوں میں آپ پر میں نے تو دس برس سے نیت [illegible]
جہاد کی ہے الحاصل یہ کہکر وہ مومن پاک باچشم اشکبار خواب سے بیدار
ہوکر کہنے لگا کہ اچھا یا ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسا ارشاد ہوگا جو
آپ نے ارشاد فرمایا ہے پھر پانی طلب کرکے باوضو ہوکر نماز پڑھ کے خدائے
برتر سے بسیار زیادہ فتحیاب ہونے کی دعا مانگنے میں معروف ہوا تو دم صبح سب
مومنین یکبار اوسکے پاس آکے بیٹھے اوس دیندار راست کردار نے وہ خواب
تمام وکمال سب سے بیان کیا تو مومنین کے لیئے اس خواب کا بیان ہونا
باعث زیادتی صفائی قلب ہوکر اور بھی دل صفا منزل محبت شاہ ولایت علیہ
السلام میں حریص جنگ دشمن دین کا ہوگیا مگر سلیمان کے دل میں یہ اندیشہ
تھا کہ ایسا ہو کہ بعض کوفی موافق عادت کے کوفے کو پھر گئے ہوں تو موجب

فتنہ وشر ہے یہ سوچ کے وہ عالی گہر اپنے لوگوں سے کہنے لگا کہ مومنین کی جمعیت
کو تو شمار کرو کہ کسقدر لوگ مجتمع ہوئے ہیں یہ سنکے گروہ گروہ کرکے لوگوں کو اوسکے
ہمراہیوں نے نظر شمارت دیکھا تو وہ چار ہزار آدمی تھے غرضکہ سلیمان وہاں سے
طبل روانگی بجوا کر عمر ابن عبید اللہ زیاد گمراہ سے لڑنے کا قصد کرکے روانہ ہوا اور
ادھر ابن زیاد لعین کو بھی خبر پہونچی کہ سپاہ سلیمان کوفے سے باہر نکل کے چار ہزار آدمی کربلا
کی طرف گئے ہیں یہ خبر سنکے وہ بدگہر اپنی فوج لیکے راہ مدائن سے پھر کر کوفے کی
سمت راہی ہوا اور دو ہزار نامرد عمر سعد وشمر ذی الجوشن کے سپرد کرکے
کہنے لگا کہ تم دونوں کربلا کی طرف جاکے لشکر سلیمان ابن صرد خزاعی پر شبخون
[illegible] میں جاکر آگ لگاکر ہر ایک مرد وزن کو زیر تیغ کرکے ایسا قتل
[illegible] صفحہ ہستی پر نام ونشان نہ باقی رہے پس ابن سعد وشمر مردود دو ہزار بدکار
[illegible] صحرائے کربلا روانہ ہوگئے تو سلیمان عالیشان کو کہ وہ دیندار ابھی
[illegible] باہر نہ نکلا تھا ایک جاسوس نے آکر یہ خبر دی کہ اے امیر باتدبیر
[illegible] دو ہزار کفاروں کی جمعیت سے بہ تمیز شبخون کا ارادہ کرکے
[illegible] ہیں اور عمر ابن عبد اللہ زیاد بدگہر بہت سی فوج ہمراہ لیکر راہی
کوفہ ہوا ہے کہتے ہیں کوفیوں نے جب سنا کہ پسر ابن زیاد لعین اس طرف آتا
ہے سب نے اتفاق کرکے اوس مردود کے بخوف ظلم وتعدی تمام راستے شہر کوفہ
کے بند کرلیئے اور عمر سعد بدبخت وشمر لعین با جمعیت مشرکین راہ میں قریب
کربلا کے ایک ٹیلے پر اس ارادہ سے آکر ٹھہرے کہ تھوڑی دیر یہاں دم لیکر تو شبخون
شبخون کرینگے مگر سلیمان نے جسوقت جاسوس کی زبانی یہ خبر سنی تو اوسنے
وہیں پر ٹھہرکے آدمی بھیجکر مسیب ابن نجبہ کو کہ وہ دیندار ہراول لشکر کے
آگے جاتا تھا بلوا بھیجا اور دو ہزار مرد جرار اوسکے سپرد کرکے کہا کہ اے بھائی

عمر سعد مردود اور شمر لعین دو ہزار آدمیون سے ہم لوگون پر شبخون کرنے کے
ارادے سے آئے ہین تو تکلیف قبول کرکے بسرعت تمام جا کر ایسی تیغ زنی کر
کہ ملعون دون یکبار غرق جیحون ہو جاوین پس اگر یہ دونون بدنہاد شمر و عمر
سعد اسدم تیرے ہاتھ سے اگر واصل جہنم ہوگئے تو یقین کامل ہے کہ ابھی عمر ابن
عبید اللہ زیاد بلکہ پسر زیاد کی کمر ٹوٹ جاویگی اور اے برادر قسم ہے خداے
عزوجل کی بعد اسکے سپاہ شام کی ہمارے روبرو کچھ حقیقت نہین ہے یہ
سنکے **مسیب** نے کہا کہ اے امیر مین فرمانبردار ہون جس کام کے لیے
تو فرماویگا بجان و دل بجالاؤنگا سنتے ہین کہ **مسیب** لڑائی کے معرکون مین
بڑا صاحب تدبیر و عاقل تھا اوس جری نے تامل کرکے سامان
لڑائی کا درست کیا اور جب شام ہوگئی تو تاریکی مین سوار … … …
مقابلے کو روانہ ہوا مگر ابھی وہ دلاور ایک فرسخ راہ طے نکر چکا تھا کہ ایک
اعرابی کو اوسنے دیکھا کہ اوسی سمت اونٹ پر کچھ گندم و جو لادے …
شتر کو ہاتھ مین تھامے کچھ اشعار پڑھتا ہوا چلا آتا ہے اور **مسیب**
اعرابی کو اس حال سے دیکھکر فال نیک سمجھ کے خوش ہوا اور گھوڑے کو دوڑا کر
اوس اعرابی کے پاس گیا تو اوس مرد غریب سے سلام علیک کرکے بدلا ادا کی
تمام کہنے لگا کہ اے بھائی مرحبا تیری اس صداے نیک پر تو اپنا نام تو مجھ سے
اظہار کر اعرابی نے یہ کلام شیرین اوس خاصہ مومنین کا سنکے جواب دیا کہ اے
غریب نواز اس بندۂ ناچیز کا نام حمید ہے یہ سنکے **مسیب** نے کہا کہ بارک اللہ تیرے
سونھ کو جو بات تیری زبان سے نکلتی ہے وہ سراسر نیکی اور خوبی کی بنیاد ہے اور
مسیب اوسکے نام کو بھی فال نیک سمجھ کر خوش ہوا اور اوس سے پوچھنے لگا
کہ اے بھائی یہ تو بیان کر کہ سپاہ شام کو تونے کہان پر دیکھا ہے اوسنے جواب دیا

کہ سپاہ شام کی نہ جولی مین از بس مکمل چھ ہزار آدمیون کی جمعیت سے پسر
عبید اللہ زیاد کے ہمراہ پانچ امیرون کی افسری سے یہان سے بڑی دور اوترے
ہوے تھے ولیکن دو ہزار آدمی شمر ذی الجوشن لعین و عمر سعد کے ہمراہ اس خرمے کے
اندر اون لوگون کے انتظار مین اوترے ہوے ہین جو گروہ کربلا کیطرف گیا ہوا ہے
اور اے دلاور جسوقت مین اونکے پاس پہونچا تھا اوسدم وہ کھانے سے فراغت
کرکے گھوڑون کو چھوڑ دے کر زیر بندی سے فراغت کر چکے تھے اور چلنے پر مستعد تھے
اور مقدمہ اونکے لشکر کا یہان سر راہ کھڑا ہوا اپنی تدبیر مین تھا کہ چلکے اون لوگون پر
شبخون کرین القصہ **مسیب** عالی وقار اوس اعرابی سے یہ خبر سنکے اپنے
… کے پاس آکر کہنے لگا کہ اے یارو سب ہوشیار ہو جاؤ کہ یہ اعرابی
… اہل شر کی بیان کرتا ہے یہ کہکے اوس دلیر نے اپنی سپاہ کے
… سب سے کہا کہ اے محبان شیر خدا علیہ السلام حبیب و …
… سب لوگ گھات مین لگے رہو اور جسوقت کہ وہ لعین یہان پر
اوین اوسدم … آواز اللہ العزۃ وللرسول وللمومنین یا ال ثارات
الحسین علیہ السلام کی سنو یعنی واسطے خدا و رسول و مومنون کے عزت
ہے اے بدلا لینے والون خون امام حسین علیہ السلام کے یکبارگی تم لوگ اللہم
محمد والوصی علی کہتے ہوے تلوارین علم کرکے ہر طرف سے اون ملعونون
پر ٹوٹ پڑنا کہ انشاء اللہ تعالی اہل شر مین سے ایک بدگہر بھی اوسدم ہمارے ہاتھ
سے زندہ نہ باقی رہیگا پس یہ کہکے اوس دلیر نے تین غول تین سمت کو روانہ
کیئے اور آپ پانچسو سوارون کو ہمراہ لیکر سر راہ آکر کھڑا ہو گیا تو ایک ساعت
کے بعد گھوڑون کے دوڑنے کی آواز و کھڑکھڑاہٹ ہتھیارون کی سنائی دی
اور وہ دونون ملعون دو ہزار سوار ہمراہ لیکے برابر کمین گاہ کے آپہونچے اور

یہ حال دیکھکر **مسیب** دلاور پانچسو سوارون سے اونکے مقابلے کے لیئے اپنی جا سے چلکر طبل جنگی بجوا کر نعرہ اللہ عزۃ وللرسول وللمومنین یا لثارات الحسین علیہ السلام بلند کیا تو ایک مرتبہ دس پندرہ سو آدمی ہر طرف النبی والوصی علی کے نعرے بلند کرتے ہوے سپاہ دشمن پر چلے اور یہ پانچسو آدمی لڑنے مین کوشش کرکے اون لعینوں کو قتل کرنے لگے کہتے ہین لشکر عمر سعد و شمر علیہما النیران مین کچھ وردی نہ تھی وہ لعین بدحواس ہوکر اکثر آپس مین لڑکر جہنم واصل ہونے لگے اور عمر سعد لعین نے لڑائی کے لیئے اپنی فوج کو آراستہ کرکے آتش حرب و ضرب کو شعلہ ور کردیا تو **مسیب** بھی اوسدم پکار کر فوج اسلام سے کہنے لگا کہ اے بہادران ابوترابی خبردار جہاد پر مستقیم رہ کے کفار سے [illegible] ہاتھ نہ روکنا اگر مر جاؤگے تو مرتبہ شہادت حاصل ہوگا اور اگر زندہ رہے تو غازیان مین محسوب ہوکر خوشنودی خدا و رسول سے کامیاب ہوگے القصہ [illegible] مین اون پانچسو دیندارون نے ظالمون کے لشکر کے لوگ [illegible] کر دریاے خون اوس صحرا مین روان ہوا اور ہر طرف لاشون کے انبار [illegible] دینے لگے اور اسی حال مین تین طرف سے دہ پندرہ سو دلاور بھی یا لثارات الحسین علیہ السلام کہتے ہوے اون ملعونون پر حملہ آور ہوکے کہنے لگے کہ اے دوستداران اہل بیت اطہار خبردار انکو راہ فرار نہ دینا کہ **امیر سلیمان ابن صرد خزاعی** بھی دو ہزار سوار لیکر آ پہونچا ہے اور یہ کلمہ مومنین نے فقط اپنا رعب ڈالنے کے لیئے کہا تھا مگر شامیون نے جب یہ سنا اور فوج بھی ہر طرف سے آتے دیکھی تو سمجھ گئے کہ سپاہ کوفہ ان لوگون کی مدد کو آئی ہے پھر تو یکبار سب نابکار میدان کارزار سے بے اختیار فرار ہونے لگے تو شمر لعین بھی یہ حال دیکھکر عمر سعد سے جاکے کہنے لگا کہ اے بدگہر اب یہان ٹھہرنے سے

کیا فائدہ ہے اگر سلیمان بھی دو ہزار آدمی کی جمعیت سے آگیا تو پھر ہماری فوج کا ایک بھی جیتا [illegible] نہ بچیگا وہ لعین بھی شمر بیدین کا کلام سنکر کہنے لگا کہ واللہ مین ابھی یہی کہا چاہتا تھا کہ ہم پر ایک سخت مشکل پڑی ہے کہ دنیا مین کبھی ہم پر یہ واقعہ نہ گذرا ہوگا اور عجب حال ہے کہ تمام عالم دوستی ابن زیاد لعین وغیرہ عنید کے سبب سے ہمارا دشمن ہوگیا ہے حیف صد حیف کہ دنیا مین کوئی سوا دشمن کے دوست نہ رہا اور عقبیٰ کو بھی ہمنے اپنے ہاتھ سے کھو دیا غرض عمر سعد بدگہر یہ کلمہ کہکر فرار ہوگیا تو شمر نے بھی موقع پاکر ایک سمت کی راہ لی اور

فرار ہونا عمر سعد و شمر لعین کا معہ اپنی فوج کے رزمگاہ سے اور امیر مسیب کا معہ فوج اسلام بعد قتل و قمع کے اونکا تعاقب کرنا



مسیب ابن نجبہ نے جب دیکھا کہ لشکر شقاوت اثر بھاگا جاتا ہے تو یہ دلاور
تکبیر کہکے معہ فوج اونکے تعاقب مین شمشیر زنی کرتا ہوا باب نخیلہ تک چلا گیا
اور سر اون لعینوں کے کاٹ کر نیزون پر نصب کرکے مال و اسباب اون لعینون کا
لیکر معہ سپاہ جانب کوفہ اس خیال سے روانہ ہوا کہ شاید عمر ابن عبید اللہ زیاد کوفہ
مین جاکر اہل کوفہ سے لڑ رہا ہو پس یہ سب دیندار جب دروازہ کوفہ پر پہونچے
اور وہان کسی کو لشکر ظلم مین سے نہ پایا تو اوسوقت اہل کوفہ نے یہ کیفیت پسر زیاد
مردود کی تمام وکمال مسیب ابن نجبہ سے بیان کی کہ راہ مداین مین جو شہر پناہ
کی دیوار ہے پسر زیاد اوسکو اپنی پشت پناہ کئے ہوئے صف لشکر آراستہ کرکے
سب سامان جنگ درست کرچکا ہے اور ہر طرف راستون پر طلایہ کے لوگ
اوسکے موجود ہین کہ اگر کوئی دشمن اسطرف آتا دیکھو تو جلد آکر اوسکی اطلاع کرو
راوی کہتا ہے کہ جب عمر سعد لعین برہنہ سر پا پیادہ پیرون [illegible] کے
درد سے گرتا پڑتا پسر عبید اللہ زیاد کے پاس پہونچا تو وہ بدبخت [illegible]
کو دیکھکر افسوس سے پوچھنے لگا کہ اے ابن سعد تیرا گھوڑا کیونکر تجھسے جدا [illegible]
ملعون رو کر کہنے لگا کہ اے پسر امیر کوفہ برے وقت کا کوئی ساتھی نہین ہوتی
اور ہم تو جانتے ہین کہ اس زمانے مین کوئی بھی دوست ہمارا نہین ہوگا
یہ تو دیجیات ہے اگر سچ پوچھو تو زمین تک ہماری دشمن ہے اے عمر ابن عبید اللہ
زیاد بدکین تجھسے اپنا حال کیا کہون کہ گھوڑا میرا اس حالت یاس مین مجھکو
گرا کر بھاگ گیا ہے کہ دشمن تو تعاقب مین تھے اور خوف جان سے میرے تمام
اعضا مین رعشہ پڑا ہوا تھا پس ابن زیاد یہ حال اوس بدباک کا سنکے ایک گھوڑا
اور ہتھیار اوسکو دیکے بہت سی تسلی و تشفی دینے لگا اور دو ہزار آدمیون مین سے
وہ جو اوس لعین کے ہمراہ تھے فقط سو آدمی بھاگ کر وہان پہونچے اور باقی تیغ انداز

مومنین سے شربت مرگ پی کر جانب دار البوار چلے گئے تھے القصہ جب سلیمان ابن
صرد خزاعی جنگگاہ مین آکر پہونچا تو اوسنے دیکھا کہ زخمیون تک لاشین بے سر
پڑی ہوئی ہین اور تمام زمین اوس صحرا کی خون سے مانند شفق آسمان سرخ
ہوگئی ہے بلکہ قریب ہزار آدمی کے جب ایک جا پڑے دیکھے تو اوس دیندار
کو یہ حال دیکھکر اس سبب سے ازبس تردد پیدا ہوا کہ اگر کشتون کے تن پر سر ہوتے
تو اپنے پرائے پہچانے جاتے اور یہ لوگ سب کے سب جو بے سر پڑے ہوئے
تھے یہ سب سپاہ عدو تھی کہ مسیب ابن نجبہ دلاور اٹھارہ سو کافرون کے
سر کاٹ کے نیزون پر سوار کرکے کوفے کی طرف چلا گیا تھا ولیکن سلیمان پریشان
جو کہ اس حال سے بیخبر تھا تو اوس صحرا مین ہر طرف دیکھکر غمگین ہوکے اپنے دل مین
کہنے لگا کہ شاید یہ لوگ ہمارے گروہ کے سب مارے گئے ہین والا مسیب
[illegible] کی خبر دینے کے لیئے ضرور میرے پاس آتا اور نہین تو اسی جا پر ضرور
[illegible] ملتا پس وہ مومن اسی اندوہ مین ہر طرف دیکھتا چلا جاتا تھا کہ یکبار
[illegible] سعد پارہ پارہ زمین پر پڑا ہوا دیکھا بلکہ اوسکے برابر نشان شمر
ملعون کا بھی پڑا ہوا تھا کہتے ہین اوس گروہ شقاوت اثر کے سمسمہ نشان مین
یہ کلمات لکھا ہوا تھا کہ لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ یزید خلیفۃ اللہ الحاصل
جب سلیمان نے وہ دونون نشان دیکھے تو خوش ہوکر نعرہ تکبیر بلند کرکے
پکارا کہ ایہا الناس ان کشتون کا حال بخوبی معلوم ہوگیا ہے کہ یہ لوگ مقتولان
لشکر ابن سعد بدنہاد و شمر لعین مین سے ہین کس لیے کہ یہ نشان عمر سعد و شمر بدگہر
کا پڑا ہوا ہے جو کربلا کی لڑائی مین وہ بدبنیاد لے گیا تھا شکر خدا کہ مدد ارواح طیبہ
جناب ائمہ اطہار علیہم السلام سے ہمارے لوگ مظفر و منصور ہوکر تعاقب مین
گئے ہوے ہین اے یارو چلو ہم سب لوگ شہر کوفے کی طرف جاوین کہ مبادا

پسر ابن زیاد لعین اودھر گیا ہو غرض یہ کہکے وہ دیندار مثل باد صبا گھوڑے کو
بڑھاکر وہان سے شہر کوفہ کی سمت چلا اور جب قلعۂ شہر کوفہ ظاہر ہوا تو مسیب
نامور ملعونون کے سر نیزون پر نصب کیے ہوئے سلیمان کی آمد لشکر دیکھکر اوسکے
استقبال کے لیئے چلا اور جسدم سلیمان نے مسیب کو بفتح و فیروزی معہ
مومنین سلامت دیکھا تو شکر الطاف ایزدی بجالا کے حال جنگ و جدال دریافت
کرکے بخوشی تمام تدبیر قتل گروہ قاتلان جناب امام حسین علیہ السلام و عمر ابن عبید اللہ ابن
زیاد مین مشورہ کرنے لگا وکان ذلک فی الکتاب مسطورا۔

۴۱ معرکہ چہل و یکم

راویان صداقت بیان کے اظہار سے معلوم ہوتا ہے کہ جب سلیمان
عالیشان معہ جمعیت مومنین دروازہ شہر کوفہ پر آکے ٹھیرا [illegible]
جاسوس کو مسیب ابن نجبہ نے عمر پسر زیاد لعین کے حال [illegible]
لیئے روانہ کیا اور جب اوس جاسوس نے آکر یہ خبر دی [illegible]
سلیمان ابن صرد خزاعی عمر بیٹا عبید اللہ زیاد لعین کا [illegible] فلان
مقام پر کہ یہان سے دو فرسخ کا فاصلہ ہے اپنی فوج کی چھ ہزار آدمیون کی
جمعیت سے صف باندہے ہوئے آمادہ جنگ کھڑا ہے اور بلکہ ارادہ اوسکا
شہر کوفہ پر یکبارگی حملہ کرنے کا ہے پس سلیمان ذیشان یہ خبر سنکے اوسی دم
نعرۂ تکبیر بلند کرکے محبان جناب شیر خدا علیہ السلام کو گروہ گروہ و جوق جوق
اوسطرف بھیجکے آخر کار کچھ جوان جرار اپنے ہمراہ لے کر لشکر پسر زیاد مردود
کی طرف چلا اور جب وہ دلیر معہ لشکر ظفر اثر برابر اوس گروہ اہل شر کے پہونچا
تو دیکھا کہ ابن پسر زیاد بیدین اپنے باپ کا نشان شقاوت بنیان بلند کیئے ہوئے

فوج کو صف بصف جمائے کھڑا ہے تو یہ صورت اوسکی دیکھکر جلدی سے سلیمان
ابن صرد خزاعی بھی اپنے لشکر کی صفین درست کرکے اوس ملعون کے
مقابلہ مین قلب لشکر کے برابر جاکر کھڑا ہو گیا اوسوقت خالد ابن سلیمان چھوٹا بیٹا
اوس دیندار کا اپنے باپ کے پہلو سے تھوڑا فاصلہ پر کھڑا ہوکر تماشا افواج جانبین کا
دیکھنے لگا کہ کون جوان کسطرف سے عازم پیکار نہین ہوتا ہے اور محمد ابن
سلیمان بڑا بیٹا یعنے خالد کا بڑا بھائی جو کہ اس معرکہ سے چند روز قبل واسطے
حج بیت الحرام کے گیا تھا اس جنگ مین موجود نہ تھا آخر کار بعد تھوڑے عرصہ
[illegible] غضنفر بیشہ ہیجا و تقویت دل اہل دین کا تھا اپنے گھوڑے کو مہمیز
[illegible] میدان کی طرف اس شان سے چلا یعنے عین جوانی اور بیس برس کے
[illegible] شوکت دلاوران لشکر شکن ایک سبز کلی گھوڑے پر سوار زرہ
[illegible] ہوئے کمربند زرین سے کسی ہوئی نیزہ ہاتھ مین لیکر ایک
[illegible] اور ایک شمشیر آبدار ران کے نیچے دبائے ہوئے جنگاہ مین
[illegible] اشعار پڑھکر مبارز طلب ہوکر شکر خدائے عزوجل ادا کرکے
[illegible] قوم جفا شیم دیکھو تو یہ کیسی عنایت ذوالجلال بے ہمال ہمارے
حال پر ہے کہ ہم لوگون کو شیعیان جناب علی ابن ابیطالب علیہ السلام سے
پیدا کیا تا دوست اوس مولائے مومنین کے ہوکر اونکے دشمنون لعینان
دشمن جان کے شمشیر آبدار اوس گروہ نابکار پر علم کرکے اون لوگون کو واصل جہنم
کرین اور اے ظالمو تم مین سے جسکو زیادہ تر دعواے دلاوری ہو وہ اسوقت
میدان کارزار مین میرا مقابلہ کرنے پر نکلے ایک سوار بدکردار [illegible] سپاہ و فجار
پر سواہ شام مین سے نکل کے خالد کے مقابلے کو چلا اور یہ نابکار جراح ابن
زیاد کا لشکر تھا جو میدان کربلا مین جناب سید الشہدا علیہ السلام کی [illegible]

لشکر ابن زیاد لعین سے نکلکر چلا آیا تھا اور اوس جنگ میں اپنے سد راہ ہونے
کی تقصیر کا عذر کرکے اور خطا کو معاف کراکے اجازت میدان جنگ سے سرفراز
ہوکر سپاہ یزید پلید سے لڑا تھا اور سیکڑون لعینون کو مار کر درجہ شہادت سے کامیاب
ہوکے زانوے فرزند فاطمہ زہرا علیہا السلام پر راہی سوے باغ جنت ہوا تھا
غرض یہ کافر خاسر اشد ترین سگان دوزخ مین سے کہ یزید بیدین کو امام و معاویہ
علیہ الہاویہ کو بعد پیغمبر سمجھتا تھا گھوڑے کو ڈپٹ کر میدان وغا مین جب
خالد ابن سلیمان کے برابر آیا تو خالد نے اوسکو پہچان کر کہا کہ اے مرہ تو حران
یزید ناحی کا بیٹا ہے جو مجھسے ہمیشہ مذہب کے مقدمین مباحثہ کیا کرتا تھا بکلام
اوس نیک انجام کا سنکے وہ کہنے لگا کہ ہان اے پسر سلیمان [illegible]
مین وہی شخص ہون کہ جو تجھسے ہمیشہ بحث مذہب مین گفتگو کرکے [illegible]
غالب ہوجاتا تھا اور آج بھی اوسی طرح بزور ضرب نیزہ و [illegible]
کارزار مین تجھپر مظفر و منصور ہونگا کہتے ہین کہ یہ دونون لڑکپن [illegible]
جا بر کھیلنے مین بھی ہمیشہ آپس مین مباحثہ مذہب کیا کرتے تھے [illegible]
تعصب مذہب سے بیچ معاویہ لعین کی کرتا تھا اور خالد علی و آل علی علیہم
السلام کا حق ثابت کرکے اوسے جواب دیتا تھا پس یہ جواب اوس بیدین
سنکے جب خالد نے کہا کہ اے خراب عاقبت تیری مادر بلاے ماتم مرگ مین
تیرے مبتلا ہوے آخر تو نے وہ راہ نہ اختیار کی کہ جناب امام حسین ابن علی
علیہما السلام کے دشمنون مین سے تو گنا جاتا اے بدبخت ازل و ابد ہر چند تو
میرا لعین کا دوست ہے پر چونکہ اوس مولاے غریب کے دشمنون مین سے ہے
تو تیرا ہلاک کرنا مجھپر واجب ہوگیا یہ کہکے حملہ آور ہوکے جب وار نیزے کا اوس
بدکردار پر کیا تو وہ لعین بھی مقابل ہوکر اپنے وار کرنے لگا اور دونون آپس مین

ایک دوسرے پر حملہ ور ہوکے جب خوب معروف وغا ہوگئے تو دو وار خالد
ابن سلیمان جرار کے خالی گئے کہ یہ دنا ور تھنجلا گیا ولیکن تیسرے وار
مین اوس شہسوار نے ایک نیزہ اس ضرب سے لگایا کہ وہ نیزہ زین مرکب
مرہ بیدین کو توڑکے زیر ناف اوس خلاف مذہب کے جا کر ایسا کارگر ہوا کہ انی
نیزے کی پشت لعین سے نمودار ہوگئی اور وہ بدگہر آہ کرکے قاش زین سے
جدا ہوکر روے زمین پر مانند مرغ بسمل تڑپ کر واصل جہنم ہوگیا تو خالد نامور نے
صداے تکبیر بلند کرکے کہا کہ اے مردک ملعون یہ عوض خون ناحق جناب امام حسین
علیہ السلام مین تیرا حال کیا ہے بلکہ گھوڑے سے اوترکے سر اوس بدکردار کا کاٹکر
[illegible] سلاح اوس نافلاح کا لے لیا تو پھر مرکب پر سوار ہوکے رزمگاہ
[illegible] اور لشکر اہل شر سے مبارز طلب کرنے لگا کہ یہ حال مرہ بدبال کا
[illegible] کفار مین سے مرکب باد رفتار پر سوار ہوکر تمام آلات حرب
[illegible] حسب و نسب خالد دیندار سے آگاہ ہوکر آمادہ مقاتلہ
[illegible] النبی محمد والوصی علی علیہم الصلوٰۃ والسلام
[illegible] اوس کافر پر حملہ آور ہوا تو وہ لعین ہی النبی محمد والوصی یزید کہکر آؤ
بکار ہوا اوسی حالت جست وخیز مین خالد نامور نے گھوڑے کو ڈپٹ کر برابر
جاکے تلوار کے ایک ہی وار مین اوس نابکار کو بھی دو حصہ کرکے زمین پر گرادیا
اور سر اوس بدگہر کا تن سے جدا کرکے مرکب و اسلحہ اوسکا لیکر اپنے قبضہ مین
کرکے بعد صداے نعرہ حیدری پھر مبارز طلب کیا لیکن خالد ابن سلیمان
اپنے نام و نشان کو جب زبان پر نہ لایا تو تمام لشکر کفار کے سوار و پیادے
حیران ہوکر باہم کہنے لگے کہ اے یارو یہ سوار شاید کسی کا غلام ہے کہ نام و نسب
اپنا اظہار نہین کرتا ہے کس لیے کہ دلاوران عرب مین یہ دستور ہے جب کوئی

جوان جری میدان کارزار مین دشمن سے مقابلے کو آتا ہے تو اپنا نسب و حال
شجاعت بیان کرکے عدو کو آگاہ کرتا ہے کہ اوسکا ہمسر [illegible] سے کینہ جو
یہن نام آوری کے لیئے مقابل ہوتا ہے لکھا ہے کہ خلاف دستور عرب خالد ابن
سلیمان میدان رزم مین اس سبب سے یہ بات کرتا تھا کہ اس جوان دیندار
کی نیت فقط خوشنودی خدا و جناب ائمہ ہدا علیہ السلام کی حاصل کرنے پر
مصروف تھی اور یہ نیک نہاد جہاد کچھ خلقت کو اپنی بہادری دکھلانے کے
لیئے نہ کرتا تھا کہ اپنے نام و نسب کو اظہار کرتا اور علاوہ اسکے سلیمان ابن صرد
خزاعی قلب لشکر سے ہر [illegible] اوس جوان نامدار کو پکار پکار کر کہتا تھا کہ [illegible] تو دیدہ [illegible]
خدا کے لیئے جہانتک ہوسکے کوشش کر [illegible] دختر ابزرگ تر اوس کا [illegible]
کہ جو مین نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ہمراہی مین [illegible] کفار [illegible]
القصہ جب خالد نامور نے مکرر مبارز طلب کیا تو ایک نابکار بطریق [illegible]
ہتھیار سجے ہوئے حرب گاہ مین آکر خالد دیندار کے برابر کھڑا ہو [illegible]
جوان عالیشان تو اپنا نام تو مجھسے اظہار کر کہ مین تیری شجاعت [illegible]
بہت خوشنود ہوا ہون خالد نے یہ سوال اوس روبہ خصال کا [illegible]
کہ اے بدانجام میرا نام غلام جناب علی ابن ابیطالب علیہ السلام ہے اور [illegible]
یہ مقام جنگ و جدال ہے بھلا یہان بحث و صحبت مین مصروف ہونے کا کیا موقع
ہے اور یہ کہکے جب وہ دلاور اوسپر حملہ آور ہوا تو وہ لعین بھی مشغول کارزار ہوگیا
لیکن چاحلے آپس مین جب دونون کے خالی گئے اور کسی پر کوئی غالب نہوا تو خالد
نامور کچھ سست ہوکر اوسکے مقابلے سے باز رہکر دو ربٹ کے کھڑا ہو رہا اس لیئے کہ
اس جری نے ہرچند کوشش کی تھی کہ اوس بدکردار کو زخمی کرے پر دستیاب نہوا اور
بطریق ملعون نے جب دیکھا کہ خالد کچھ سست ہوکر میرے مقابلے سے باز رہا ہے تو بکمال

اپنے دل مین سمجھا کہ مین اس دلیر پر غالب ہوگیا تو وہ بدعمل بطمع قتل پر حملہ ور ہوکر
خالد پر جاپہونچا لیکن اوس دلاور نے اپنی جاسے اصلا جنبش نہ کی جب تو بطریق لعین
اپنے گھوڑے کو کاوے پر لگاکے برابر خالد کے پہونچکر اوس دلیر پر وار کرنے کا
ارادہ کرنے لگا جب وہ ملعون بہت ہی قریب آگیا تو خالد نے غیظ مین آکر
گھوڑے کو ڈپٹ کر اس سرعت سے ایک نیزہ اوس لعین کے پہلو پر ایسا مارا کہ
نیزے کی انی جاکر پار ہوگئی اور وہ لعین پشت مرکب سے روے زمین پر گرا تب
خالد نامور نے بعد نعرہ تکبیر گھوڑے سے اوترکر سر نجس اوس ملعون کا تن ناپاک
سے جدا کیا اور مرکب و سلاح لعین کو اپنے قبضے مین کرکے یا حیدر کرار علیہ السلام
[illegible] مبارز طلب کیا اور [illegible] کہتا ہے کہ باوجود اس دلیری و شجاعت نمایان
[illegible] نے جب اصلا نام و نسب [illegible] وسوقت بھی اوس دلاور کی
[illegible] نسب کہنے لگے کہ معلوم ہوتا ہے یہ جوان رشک سام
[illegible] عرب مین سے نہین ہے کہ اپنے نام و نسب کا زنہار ذکر [illegible] رمیان
[illegible] اور ایک کافر خاسر اسی بات پر جھنجھلا کر اوس نامور سے
[illegible] مقابل ہوا تو ابن سلیمان صرد خزاعی ذیشان نے ایک آن مین
[illegible] مارکر سوے جہنم روانہ کیا غرض اسی طرح پر اٹھارہ آدمی شجاعان
عرب مین سے جب خالد کے ہاتھ سے مارے گئے تو پھر کوئی بد نہاد اوس دلاور والا قدر
کے پاس مقابلے کو نہ آیا پس خالد نے کئی بار جب مبارز طلب کیا اور کوئی
لعین اوس جری سے لڑنے کے لیئے اپنی صف مین سے نہ نکلا تو وہ دلاور معہ
اسباب غنیمت مقتولان لشکر جفا اپنے خیمے مین جاکر گھوڑے کو آسودہ کرکے
پھر سوار ہوکر نیزہ ہاتھ مین لے کے میمنہ لشکر گروہ بدسیر پر حملہ آور ہوا اس لیئے
کہ اوسطرف عمر سعد بدنہاد دو ہزار آدمیون کے غول مین کھڑا ہوا ہر ایک کو

حریص وآمادہ جنگ وجدال کرتا تھا اور جب خالد نامور بمثل برق جہندہ اوس
گروہ پر جاکے کفارون کو مارکے پامال سم راہوار کرنے لگا تو یکبار لشکر تمام دو ہزار
سوار حملہ کرکے گرد اوس شہسوار کے آکر صف پیکار ہوگئے مگر جسوقت اوس دلاور
نے بھی اون ملعونون پر حملہ آور ہوکے نیزہ وشمشیر سے کام لیا تو سب کو درہم
برہم کرکے اور مار کر واصل جہنم کردیا اور ہرچند اوس نامدار نے ابن سعد بدکردار کے

خالد ابن سلیمان کا لشکر کفار پر کئی بار حملہ کرکے قتل وقمع کرنا اور فوج اعدا کا شکست کھاکر فرار ہونا پھر خالد کا اپنے پدر سلیمان کی خدمت مین حاضر ہونا



قتل مین کوشش بیحد کی الغرض اوس دلاور کا چہرہ مطلب آئینہ حصول معامین

جلوہ گر ہنوا کس لیے کہ دو ہزار سوار بدکردار کو حلقہ مین لیے ہوئے بحفاظت
تمام سپرون کی آڑ مین کھڑا ہوا تھا الحاصل جسوقت بھی ابن سلیمان
بارہ سوار نامی اون حرامیون کے مار کر اون بدکردارون کے نرغہ مین سے
نکل کر شیر کے مانند پھر آکر میدان مین کھڑا ہوا اور ایک ساعت بھر وہان دم
لے کے خدمت سلیمان ابن صرد خزاعی مین آکر کہنے لگا کہ اے پدر عالیقدر
میرے دل مین اب یہ قصد ہے کہ قلب سپاہ دشمن پر جاکے قتل عمر ابن عبید اللہ
زیاد مین خوب کوشش کرون ولیکن تم یہ دیکھتے رہو کہ جسوقت مین پسر
لعین زیاد پلید کو گھوڑے سے خاک پر گراکے نعرہ یا آل ثارات الحسین علیہ
السلام بلند کرون تم بھی تمام سپاہ دین کو ہمراہ لیکر اسطرح پر حملہ کرنا کہ سب
طرف سے [illegible] اوران جفا کارون کی گھر جاوے اور تیغ آبدار وسنان جان فگار
سے [illegible] ایک نابکار بھی عرصہ دغا سے سلامت نہ جانے پاوے یہ کہکر
[illegible] اوس دیندار نے تنگ راہوار کو پھر کسکے استوار کیا تو نام
صاحب ذوالفقار کو یاد کرکے مرکب پر سوار ہوکے قلب سپاہ اعدا پر مانند شیر
غرّان جا پہونچا ابن عبید اللہ زیاد بدنہاد اوسی جا پر کھڑا ہوا تھا اور وہ غضنفر
بیشہ قتل اعدا مین معروف ہوکر صفون کو درہم وبرہم کرتا ہوا پسر عبید اللہ
بدسیر تک جا پہونچا تو اوس زادہ زنا کو للکار کر کہنے لگا کہ اے ولد الحرام اس
دشمنی آشکار اے دوستان جناب امیر المومنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام
سے کچھ خوف نہ کیا تو نے کہ قتل مومنین پر لوگون کو مجتمع کرکے پھر جدال وقتال
مستعد ہوا ہے یہ سنکے اوسدم لپسر ابن زیاد بدین پر ایسا خوف طاری ہوگیا
کہ اوس بدگہر کے ہاتھ پاون دہشت کے مارے کانپنے لگے اور قریب تھا کہ
بدکردار کے ایک ہاتھ مین تلوار اور دوسرے ہاتھ مین نیزہ تھا دونون ہاتھون سے

چھوٹ کر گر پڑین مگر ملعون کو اوسدم تقاضائے غیرت نے جب کچھ ملامت
کی تو بدخصال نے ارادہ کیا کہ خالد پر وار نیزے کا کرے اور ابن سلیمان نامدار نے
بہادری ہمت و جرأت سے برابر جا کے نیزے کو ہاتھ سے پھینک کر تلوار نیام سے
کھینچ کے اوس ملعون کو وار جنبش کرنے کی نہ دیکر ایک تلوار چھاتی سے کچھ نیچے
ایسی لگائی کہ وہ بدسیر دو حصہ ہو کر گھوڑے سے نیچے آرہا اور یہ حال دیکھکر لشکر
ستم پر بدحواسی نے غلبہ کیا تو خالد نامور بھی نعرہ یا آل ثارات الحسین علیہ
السلام بلند کرکے اون جفاکارون پر حملہ ور ہوا اور لشکر اسلام مین بھی یکبار
صدائے تکبیر بارادہ قتل قوم شریر بلند ہونے لگی تو سلیمان ابن صرد خزاعی
معہ سپاہ دین حملہ آور ہو کر ضرب سنان و تلوار و تیر سے لشکر ظلم کو [illegible]
کرنے لگا کہ لشکر عمر ابن لوزر یا دبدبہ مومنین کا غلبہ [illegible]
سب کے سب یکبار آمادہ فرار ہو کر آوارۂ دشت ادبار ہوئے [illegible]
پلید و شمر لعین و سنان ابن انس علیہ اللعنہ بھی معہ اپنے چند رفیقون [illegible]
سبط رسول مختار علیہما الصلوات والسلام کے بھاگ کر جب [illegible] بغداد
روانہ ہوئے تو اہل عراق نے اون ملعونون کے قتل سے ہاتھ [illegible]
رات دن اونکے تعاقب مین چلے گئے کہتے ہین کہ چار ہزار کفارون کو قتل
کرکے غازیان لشکر اسلام بائیس سو ستمگارون کو اوس جنگ مین گرفتار کرکے
سلیمان کے روبرو لائے اور مال اور اسباب لشکر کافرون کا جب لوٹنے
لگے تو درہم و دینار و اسپ و ہتھیار بیشمار غنیمت مین مومنین کے ہاتھ
آئے اور سلیمان ابن صرد خزاعی نے جب اسیران لشکر ستم کو اپنے
روبرو بلا کر ایک ایک سے فضائل جناب شاہ ولایت علیہ السلام پوچھا
تو کسی بدکردار نے اوس بائیس سو کی جمعیت مین سے جناب ابو الحسن

علیہ السلام کی اہانت پر توقف کیا پس یہ حال اوس وقت اون بدخصالون کا
دیکھ کے سلیمان نے خفا ہو کر مومنین کو حکم کیا کہ ان ملعونون کے کان اور
ناکین اور زبانین کاٹ کر پھر سرہای ان نابکارون کے تن سے جدا کرکے تیل بھر کے
جسمون مین ملکر پھر جسدون کو آتش کینہ ہی سے جلا دو القصہ جب اہل اسلام
حکم سلیمان عالیشان کو عمل مین لاچکے تو اوس ذیشان نے خالد اپنے
بابت جان کو عوض مین اوس کارنمایان کے خلعت تحسین و آفرین سے
سرفراز کرکے گروہ مومنین سے کہا کہ ایہا الناس آگاہ ہو کہ خداوند لایزال اس کار
نیک مین ہمارا یاور و مددگار ہے پس میرے نزدیک مناسب یہ ہے کہ اس
[illegible] کوشش کرکے شاید حصول مراد سے ہم آغوش ہو جاؤ
[illegible] اس وقت شہر بصرہ مین بے لشکر و بے خبر ہیگا سب دیندار قتل
[illegible] مستعد ہو کے چلو تاکہ اوس بیدین کو قتل یا اسیر کرکے ہم اپنا مدعا
[illegible] اور ایہا المومنین اگر اوس پر ہم غالب ہو جاوینگے تو پھر کسی کا ہمکو
[illegible] ہوگا کہ ہم مد نظر کرینگے وہ مطلب دست بستہ ہمارے روبرو موجود
ہو جاویگا [illegible] کلام سلیمان ذوی الاحترام کا شنکے ایک گروہ طمع زدہ
[illegible] ان نامدار سے کہنے لگا کہ اے امیر ہم پہلے کوفہ مین جا کر اس تمام اسباب
غنیمت کو رکھ آوین تو پھر سبکبار ہو کر بصرے کی طرف چلین اور اے امیر نیک
تقدیر تیرے زور اقبال سے ہم اوس بیدین کو اگر قلعہ آہنین مین جا کر چھپے گا
تو مثل اجل اوسکے پاس پہونچینگے وہان سے بھی اوسکو رہرو جادۂ عدم کر دینگے
پس جب سلیمان ابن صرد خزاعی سے لوگون نے اس امر کی خواہش
کی تو اوس دیندار نے قبول کرکے اجازت دی کہ سب لوگ لشکر اسلام کے
کوفہ مین آئے ولیکن شمر لعین و عمر سعد بیدین وغیرہ جسدم بغداد مین پہونچ

تو ابن سعد مردود نے عبید اللہ زیاد کے لیئے اس مضمون کا نامہ لکھکر بھیجا
کہ اے ابن زیاد برگشتہ تقدیر سلیمان ابن صرد خزاعی نے چار ہزار کی
جمعیت سے خروج کرکے تمام اہل و عیال و لشکر و احباب کو تیرے مار کر گھر بار ہمارا
اور تیرا لوٹ لیا ہے اور آخرکار اب آٹھ ہزار آدمیون کی جمعیت سے تیرے
نور دیدہ عمر نے ہم لوگون کو ہمراہ لیکر بنیاد جنگ و جدال ڈالی تو زمانہ غدار نے
بے مروتی سے پیش آکر اوسکو مع لشکر پابند زندان اجل کردیا الا ہم چند
آدمی مثل شمر شریر و سنان ابن انس بے پیر وغیرہ قتل سے بچکر جو بھاگ کے
یہان بغداد مین پہونچے ہین تو حفاظت جان کے خیال سے پوشیدہ ایک
جا پر بیٹھے ہوئے تیرے حق مین دعا کررہے ہین سوائے اسکے اور جو کچھ کہ [illegible]
ملعونون پر کربلا کے راستہ مین گذرا تھا اوسے بھی اپنی جان نثاری سے بیان
لکھکر نامہ کو ایک معتمد کے ہاتھ مین دیکر روانہ کیا اور یہ نامہ مصیبت و اندوہ
کا اوس بدکردار کے پاس پہونچا تو وہ بدگہر اس مضمون نامہ سے مطلع ہوکر
دست تاسف مل کے یکبارگی گھبراکر دیوانہ وار اوٹھ کھڑا ہوا اور جب بار بحسرت
غم سے بیتاب ہوکر پھر بیٹھ گیا تو بدگہر مثل بسمل فرط درد و الم سے دست و پا
پٹکنے لگا بلکہ ملعون کو ایسا اس اندوہ نے بیقرار کردیا تھا کہ بے اختیارانہ و
نالہ کرکے رونے لگا مگر بدگہر خیال افشائے راز سے اندیشہ ناک ہوکر دلکو مسوس کر
رہ گیا کہ لوگ بعد کے میرے اضطرار کو دیکھکر درپے تفحص حال ہوکر اس
خبر خرابی اثر سے آگاہ ہوکر شدہ شدہ حال مرگ یزید پلید سے ابھین مطلع
نہ ہوجاوین کہ اوس وقت مجھکو اپنی جان بچانی بھی دشوار ہوجاویگی کس لیئے
کہ مجھسے عوض لینے مین اپنے رنج و ظلم کے جو کچھ کہ میرے ہاتھ سے سپاہ و رعایا
کو پہونچا ہے یہ لوگ کب کوتاہی کرینگے کہتے ہین کہ اوس دن تک خبر مرگ

یزید سے اہل بصرہ مین سے اصلا کسی کو اطلاع نہ تھی تو یہ سوچ کے ابن زیاد بدنہاد
اپنی محافظت جان و مال کی فکر کرنے لگا اسی خیال مین سیماب وار بیقرار ہوکر
آتش الم سے جگر سوختہ مسجد مین آکر منادی سے کہنے لگا کہ اے بندہ خدا بازار شہر
بصرہ مین جلدی جا کر ندا کردے کہ امیر بصرہ مسجد مین تمام صغار و کبار و وضیع و شریف
کو طلب کرتا ہے یہ سنکے منادی نے جب یہ ندا بازار شہر بصرہ مین جا کر کی اور
تمام اہل بصرہ جانب مسجد جوق جوق روانہ ہوکر مجتمع ہونے لگے تو ابن زیاد لعین
منبر پر جا کے ایک خطبہ بلیغ بعد اطول دیکر پڑھنے لگا تا کسی پر حال اضطرار میرا ثابت
نہو جاوے اور بعد کار آخر خطبہ مین کہنے لگا کہ ایہا الناس کچھ تمکو اطلاع حاصل ہے
[illegible] مین نے تمکو کس لیئے بلایا ہے سب نے متفق اللفظ ہوکر جواب دیا کہ اے
امیر ہمکو [illegible] معلوم ہے کہ تو نے کس مطلب کے لیئے ہمکو طلب کیا ہے پس وہ مکار
[illegible] و عذر کے کہنے لگا کہ اے ساکنان بصرہ آگاہ ہو کہ امیر شام نے
[illegible] مجھکو اس مضمون کا نامہ رقم کیا ہے کہ اے ابن زیاد شریر [illegible]
[illegible] سیدم تمہارے سپاہ مع خزانہ و اموال بسرعت تمام
[illegible] ارض کرکے میرے پاس بے توقف و تامل آکر حاضر ہو تا کہ وہ
مشکل [illegible] کہ بغیر تیرے آئے اوسکا حل ہونا دشوار ہے آسان ہوجاوے
پس ایہا الناس یہ تو ہر ایک کو معلوم ہے کہ مخالفت حکم خلیفہ زمان باعث
مضرت دنیا و آخرت ہے اس سبب سے سوائے جانے کے کوئی تدبیر نہین
بن پڑتی ہے اور لاچار ہوکر مینے یہ تدبیر کی ہے کہ ایک راہبر ہمراہ لیکر آج
شب کو بے جاہ و حشم مین یہان سے راہی شام ہوجاؤن لیکن اے گروہ
الناس فراست لباس مین [illegible] کہ وہ کون مین میری طرف سے اجل
امیر ہے اوسکو تم لوگون پر بھی بلکہ تمام ملک عراق پر حاکم کرکے چھوڑے جاتا ہون

لازم ہے کہ بعد میرے اوسکی اطاعت مین قصور نہ کرنا اور راے ہوا خواہان یزید غنید ہر حال مین اوس سے بہ شفقت و مروت پیش آنا ہر چند کہ وہ بڑا فہیم و لئیق ہے کوئی امر اوس سے خلاف وضع تم لوگون کے ظہور پذیر نہوگا اور بالفرض والتقدیر اگر کوئی بات اوس سے تمہارے خلاف وضع بھی سرزد ہوئے تو اوس امر کی شکایت میرے آنے پر منحصر رکھنا اوسکی تلافی مین کر دونگا اور علاوہ اسکے ایک امر یہ ہے کہ جو شخص تم مین سے راہ و بے راہ دمشق کے راستے سے آگاہ ہو مجھکو جلدی سے دمشق تک پہونچا دیو کہ ہزار درہم مین اوسکو دیکر سرفراز کرونگا مشہور ہے کہ یہ بات اوس [illegible] ذات کی سنکر عمر ابن حارث نامی ایک مرد بارکش از بس عیار اوس جمعیت خلائق مین سے اوٹھکر کہنے لگا کہ اے امیر تو کچھ اندیشہ نہ کر مین تجھکو راہ [illegible] دمشق مین اسطرح پہونچا دونگا کہ زنہار زحمت سفر سے [illegible] ابن زیاد نے یہ بات اوس سے سُن کے خوش ہوکر کہا کہ اے [illegible] تو میری نیت مین ہزار درہم دینے کا خیال تھا مگر اب ہزار [illegible] تجھکو دونگا اور اسکے علاوہ دمشق مین پہونچکر تیری خدمت کرنے کا بھی حق ادا کرونگا کہ تو مرد باتمکین و وقار معلوم ہوتا ہے القصہ یہ تقریر اوس بے پیر کی سن از بس شادمان ہوکر عمر ابن حارث نے کہا کہ اے امیر اگر خزانہ بھی ہمراہ لیجانیکا ارادہ ہو تو میرے پاس نو اونٹ نہایت زبردست و چالاک ہین مال کی حفاظت کے واسطے اپنے دسون بیٹون بلکہ سب غلامون کو اپنے ہمراہ لئے لیتا ہون اور دمشق تک ہمراہ محافظ و رہنما ہونگا بس جسوقت تجھکو چلنا منظور ہو مجھے آگاہ کردے کہ تیرے در دولت پر حاضر ہون یہ سُن کے ابن زیاد بدبین نے اوسوقت کمال بے اعتنائی سے لوگون کو بہکانے

کے لئے اوس سے کہا کہ خیر تو ان شام کو سب اونٹ و اپنے بیٹون کو ہمراہ لیکے نماز عشا کے وقت میرے پاس آنا جیسا مناسب دیکھونگا ویسا ظہور مین آجاویگا بس یہ کہکر ابن زیاد لعین منبر سے اوتر کے اپنے گھر مین جا کر سامان چلنے کا درست کرنے لگا اور عمر ابن حارث بھی اپنے مکان پر آکے بیٹون اور غلامون سے اس بات کا ذکر درمیان مین لاکے احتیاطاً اسباب ضروری کو جمع کرکے منتظر وقت نماز عشا رہا کہتے ہین کہ عمر ابن حارث بھی گروہ شیعیان جناب علی ابن ابیطالب علیہ السلام مین تھا مگر اوسنے طمع زر سے بلکہ خوف حکومت لیسر مرجانہ لعین سے دھوکے مین آکے اسکی بارکشی و رہبری کو اختیار کیا تھا اور علاوہ اسکے اس شخص کا یہی پیشہ تھا کہ تمام دیار عرب مین بڑا نامدار بارکش و مرد جرار [illegible] ہمیشہ تاجرون اور حاجیون کو یہ اپنے اونٹ کرایہ مین دیکر [illegible] لئے ہمراہ جایا کرتا تھا اور کئی بیٹے اوسکے ایسے دلاور نوجوان [illegible] ہزار سوارون کے یہ سمجھکر اکثر تاجرون کے مال کے ساتھ [illegible] لئے اپنے ہمراہ لیجاتا تھا اور قزاقون کو اس مکار کی ایسی دہشت [illegible] ہمراہ شام و یمن و حجاز مین جہان رہزن اسکے آنے کی خبر پاتے [illegible] اوس راہ سے فرار ہوکر اوس طرف چلے جاتے تھے جسطرف اسکے جانے کا قصد نہ ہوتا تھا القصہ جب نماز عشا کا وقت آیا او عمر ابن حارث سب اونٹون کو معہ اپنے بیٹون اور بہت سے غلامون کے سامان سفر او سلاح سے آراستہ ہوکر ابن زیاد مردود کے پاس آکر موجود ہوا تو ابن زیاد لعین عمر ابن حارث کو ایسے سامان سے درست دیکھکے تمام خزانہ و مال اونٹون پر بار کرواکے آپ بھی ایک گھوڑے پر سوار ہوکے شہر بصرہ سے نکلکر جلدی سے جنگل مین ہو لیا اہل بصرہ کو اوسدن زنہار اس کی

اس سرعت و اضطراب سے چلے جانے کا سبب کچھ سوائے اوس بدکردار
کے بیان کرنے کے اصلا دھیان میں نہ آیا ولیکن بدگہر کے چلے جانے
کے بعد دوسرے دن شہر بصرہ کے لوگوں کو جب یہ خبر معلوم ہوئی کہ یزید
پلید کے وادی جہنم میں گرفتار ہونے کا معاملہ کوفہ میں مشہور ہے چنانچہ اہل
کوفہ نے خروج کرکے خانمان ابن زیاد بدکردار کو قتل و غارت اموال و اولاد
سے بالکل برباد کر دیا ہے اور قید خانہ کا دروازہ بھی توڑ کر تمام محبوسوں کو
زندان سے رہائی دے کے اونکو قتل کفار پر موکل کیا ہے پس اوسی دم
مردم بصرہ یہ خبر سنکے ازبس متاسف ہو کر آپس میں کہنے لگے کہ حیف و تاسف
پہلے سے ہمکو یہ حال معلوم نہ ہوا کہ ابن زیاد بدنہاد کو پکڑ کے انتقام خون
امام حسین علیہ السلام کی نیت سے مار کر لباس زندگی سے عریان کرتے
پس اب کیا فائدہ کہ ہمکو تو کچھ معلوم ہی نہیں ہے کہ وہ بدکردار کس
جنگل کی راہ سے گیا ہے اور یہ لوگ اسی حیرت و اندوہ میں تھے کہ
سلیمان ابن صرد خزاعی کو یہ حال معلوم ہوا کہ ابن زیاد لعین [illegible]
نامی ایک شخص کو رہنمائی کے لیے ہمراہ لیکر بلکہ اوسکے بیٹوں اور غلاموں
کو بھی حفاظت کے لیے اپنے ساتھ لے کے بصرے سے سوئے دمشق [illegible]
طرح بھاگا ہے کہ فوج کے لوگوں میں سے ایک آدمی بھی اوس لعین کے
ہمراہ نہیں ہے وہ بیدین فقط بجان واحد اوسکے ہمراہ گیا ہے القصہ سلیمان
ابن صرد خزاعی نے یہ خبر سنکے منادی کو حکم دیا کہ بازار کوفہ میں جا کر ندا کرے
کہ اے آل ثارات الحسین علیہ السلام جلدی مجتمع ہو کر میرے پاس آؤ
کہ ایک خبر فرحت اثر سے تمکو آگاہ کرکے دولت مدعا سے کامیاب کروں
سنتے ہیں کہ جب منادی نے جا کے بازار میں یہ ندا کی تو وہیں چار ہزار آدمی

متقاضان خون امام حسین مظلوم کربلا فوراً سلیمان کے پاس حاضر ہوکے کہنے لگے
کہ اے امیر کیا خبر ہے کہ جسکے لیے تو نے ہمکو طلب کیا ہے سلیمان نے کہا کہ
ایہا الناس ابن زیاد لعین بصرے سے بھاگ کر بے خیل و حشم تنہا عمرو ابن حارث
نامی ایک دلیل کے ہمراہ چند افراد اوسکے غلام اور بیٹے اپنی حفاظت کے لیے
ساتھ لیکر دمشق کی طرف جاتا ہے لازم ہے کہ جلدی تیار ہو کر آؤ کہ تعاقب
کرکے اوسکو گرفتار کر لیویں اور انتقام اہلبیت رسالت صلعم کا اوس سے لیکر
روح جناب ائمہ اطہار علیہم السلام کو خوشنود کرکے عزت کونین حاصل کریں
[illegible] سب دینداروں نے کہا کہ اے امیر واجب التوقیر ہم سب چلنے کو موجود
[illegible] ارشاد ہو تیرے جلو میں راہی منزل مقصود ہوں اور سب
[illegible] جنگ زیب جسم کرکے اسپ و شتر پر سوار ہو کر اور جس جس میں
[illegible] سوی سلاح کے سوا نہ تھی وہ پیادہ چلنے پر آمادہ ہو کر جب
[illegible] پاس آکر موجود ہوا تو سلیمان ذیشان جمعیت مومنین کو
ہمراہ لیکر کوفہ سے نکل کے جنگل کی راہ سے سوئے دمشق تلاش ابن زیاد
لعین میں چلا غرض جب آٹھ شبانہ روز جنگل میں چلے گئے اور نویں دن
ایک صحرا میں اونکے قریب جا پہونچے تو اتفاقاً عمرو ابن حارث کے بیٹوں میں
سے ایک لڑکا برابر قافلہ کے جو راستہ دیکھتا ہوا چلا جاتا تھا یکبار اوسکی نظر پس
پشت جو پڑی اور ایک غبار عظیم اوسکو آمد فوج کا نظر آیا تو وہ یکبار راہ ساقط ہو
حال دیکھکر زیر بار تردد ہو کے اپنے باپ سے پکار کر کہنے لگا کہ اے والد مہربان
دیکھو تو یہ گرد کیسی بے حد و بے حساب ہمارے پس پشت دکھائی دیتی ہے
اے پدر شاید یہ لوگ کوفہ کے [illegible] حضرت ابو تراب علیہ السلام
اس حال سے آگاہ ہو کر ہمارے تعاقب میں [illegible] آئے ہیں اور ایسا معلوم ہوتا ہے

کہ یہ خزانہ ہمسے چھین کر حرم ہمراہی بسر مرجانہ بیدین مین ہمکو بھی سعد ابن زیاد
لعین ہلاک کر ڈالین گے یہ سنکے عمرو ابن حارث بھی بغور تمام اوس گرد کو
دیکھکر بیٹے سے کہنے لگا کہ اے نور دیدہ تو سچ کہتا ہے لیکن یزید ابن معاویہ
بدگہر زندہ ہے اہل کوفہ ایسی بات زنہار نہ کرینگے خیر جہا ابن زیاد بے پیر سے مین
جا کر پوچھتا ہون دیکھون تو وہ بدعمل کیا بیان کرتا ہے اور ہر چند عمرو ابن حارث
اپنے دل مین سمجھ گیا تہا کہ یزید بدگہر مر گیا ہے الا ابن زیاد بدکردار سے احتیاطاً
جا کر پوچھنے لگا کہ اے امیر مین تجھسے ایک بات پوچھتا ہون خبردار بے کم و کاست
مجھسے بیان کر دینا کہ مین ویسی تدبیر کرون ورنہ بہت پچھتائیگا کہ سامان
خرابی موجود ہو چکا ہے اور اے امیر سچ بتلا دے کہ بصرہ سے تو اس طرح کس
سبب سے نکلا ہے کہتے ہین کہ اوسدم ابن زیاد غدار عمرو ابن حارث کی
بات سنکر کچھ منغص سا ہو کر کہنے لگا کہ اے عمرو ابن حارث اس بات
پوچھنے کا کیا سبب ہے کہ تجھے اس بات کو تو دریافت کرتا ہے عمرو ابن حارث
نے کہا کہ اے امیر اس سبب سے پوچھتا ہون کہ میرے بیٹے نے
ایک گرد و غبار عظیم کوفہ کی طرف سے آتے دیکھا ہے وہ غبار سراسر فوج کا
معلوم ہوتا ہے پس یہ کیا سبب ہے اسی باعث سے مین تجھسے پوچھتا ہون
کہ تیری فوج تو نہین آتی ہے یا یہ مخالفون مین سے ہین پس ابن زیاد بد نہاد یہ
بات سنکے مانند بید کانپ کے کچھ زرد ہو کر کہنے لگا کہ اے برادر یزید ابن معاویہ
بدکردار شام مین ایک وادی جہنم مین جا مقیم ہوا ہے مین اسی سبب سے
بصرہ سے اسطرح پر جاتا ہون تا کہ وہان پہنچکے کچھ انتظام و تدبیر امور سلطنت
کرون اور کیا عجب ہے کہ اس خبر سے آگاہ ہو کر مردم کوفہ شیعیان ابو تراب
علیہ السلام نے خروج کر کے میرے بختی کے جانے کے حال سے مطلع ہو کر

میرا تعاقب کیا ہو اور مجھکو یقین کامل ہے کہ اگر وہ یہان آپہونچین گے تو
مجھکو ضرور مار ڈالین گے مگر تو سلیمان ابن صرد خزاعی سے کچھ اندیشناک
ہو کہ مجھکو مروان حکم فرعون تمکین نے بلایا ہے القصہ عمرو ابن حارث یہ بات
اوس بدذات سے سنکر ایسا گھبرایا کہ جہان روشن اوسکی نظرون میں تاریک
ہو گیا اور ابن زیاد لعین سے بے رخ ہو کر کہنے لگا کہ تو نے مجھسے بصرے مین
اس بات کو کیون نہ اظہار کر دیا کہ مین اور کچھ تدبیر کر لیتا بس اے ابن زیاد خراب
نہاد اب میرے خون و میرے بیٹون کے خون ناحق کا تو مشغول الذمہ
ہے کس لیے کہ انسے مقابلہ کرنے کی مجھ مین طاقت نہین ہے یہ لوگ پانچ
ہزار آدمیون سے بھی زیادہ معلوم ہوتے ہین اور اگر لڑونگا تو بھی
مجھے زندہ نہ چھوڑینگے کہ تو میرے ہمراہ ہے پس اے بسر مرجانہ
اب مین لاچار ہون کیا کرون محافظت جان کے خیال سے سوائے اسکے
کوئی تدبیر میرے ذہن مین نہین آتی ہے کہ تجھکو بے حیلہ و حوالہ اونکے حوالہ کر دون
کس لیے کہ میں تو حضرت امام حسین علیہ السلام سے لڑنے کو بھی نہین گیا تہا
پھر کس گناہ کے سبب سے یہ مجھکو ستاوین گے اور تمام ملک عراق و عرب
مین و شام تا روم بار کش مشہور ہون جب مجھسے تیری کرایہ داری کرنے کی
وجہ پوچھین گے تو مین کہدونگا کہ کسی سے کیا کام ہے مین ایک مرد
شتربان ہون جو شخص کافر و مسلمان مجھسے اونٹ بہ کرایہ مانگتا ہے تو
مین اوسکو دے کر اپنے مال کے ہمراہ رہتا ہون اسنے بھی جب اونٹ
بہ کرایہ مجھسے طلب کیا تو مین بہ کرایہ دے کر اوسکو بصرے سے لے آیا ہون
بھلا اسمین میری کیا خطا ہے اور اگر یہ بڑا گنہگار ہے تو اسے جو جی چاہے
کرو کہ مین اسکی جان کا مزاحم نہین ہونگا بہر حال پس اے بسر مرجانہ شاید اس

حیلہ سے وہ دست بردار مجھسے ہو جاوین گے تو البتہ میری جان اونکے
ہاتھ سے سلامت رہیگی والا کوئی صورت مجھے اپنے بچاؤ کی معلوم نہین
ہوتی ہے لکھا ہے کہ ابن زیاد لعین یہ تقریر عمرو ابن حارث کی سنکے از بس
گھبرا کر بمنت و سماجت اوس سے کہنے لگا کہ خبردار اے بھائی ایسی حرکت
نہ کرنا کہ مین نے تیری پناہ مین آکے اپنی جان و مال کو تیرے اعتماد پر سپرد کیا ہے
بخدا اگر تو ذرا بھی میری حفاظت مین پہلو تہی کریگا تو یہ لوگ دم بھر مین یہان
آکر مجھکو مار ڈالین گے پس اے برادر اگر ہو سکے تو کوئی تدبیر میری جان
بچانے کی جلد سوچ کے عمل مین لا کہ تجھکو اپنے مال و دولت سے مستغنی
زمانہ کر دونگا یہ سنکے عمرو ابن حارث کو کچھ طمع زر زیادہ دامنگیر ہوئی کہ
ملعون مجھسے پناہ مانگتا ہے اب مین کیا اسکو ہلاک کرون [illegible]
اوس بیدین سے کہنے لگا کہ اے پور زیاد بدسیر اس سے بہتر [illegible]
خیال مین نہین آتی کہ تجھکو پشت پر کسی اشتر کے ایک مشک [illegible]
پہلو پر کسی اونٹ کے کسکر ایک اور مشک پر آب دوسری طرف پہلو
شتر پر ڈالکر تھوڑا سا پانی تیری مشک پر چھڑک کر ایک گردپوش کلان اوپر
ڈال دون کہ اگر تیری زندگی باقی ہے تو وہ اس دھوکے مین آکر تیرے
حال سے البتہ آگاہ نہ ہونگے والا ماہر ہو جانے پر نہ تیری جان سلامت
رہیگی اور نہ مجھکو جیتا چھوڑین گے اور اے پسر مرجانہ ہر چند کہ مجھسے اونکو کوئی
کینہ نہین ہے ولیکن مجھکو فقط تیرے پوشیدہ کرنے کے جرم پر ہلاک کرینگے
ورنہ مجھسے اونہین کیا مطلب ہے مین تیرے ساتھ سفر کربلا مین تم لوگون کا بار کش
بھی نہ تھا کہ اوس دشمنی کی علت سے مجھے قتل کرین گے بس یہ بات جو
عمرو ابن حارث سے سنی تو ابن زیاد نے بمنت کہا کہ اے عمرو جو کچھ کرنا ہو

وہ اس حال سے پہلے عمل مین لا کہ اگر ابو ترابی یہان آ پہونچین گے تو پھر
کوئی تدبیر و تقریر تیرے حق مین سود مند نہوگی غرض عمرو ابن حارث نے
اوس ملعون کو ایک اونٹ کے پہلو پر مشک مین دھر کے موہنہ باندھکر
دوسری مشک دوسرے پہلوے اشتر پر ڈال کے ایک گردپوش کلان
اوپر سے ڈالدی اور اوس اونٹ کو قطار کے بیچ مین کر کے وہان سے
رخصت تمام روانہ ہو گیا تو ایک فرسخ بھر راہ بھی اون لوگون نے ابھی
طے نہ کی تھی کہ سلیمان ابن صرد خزاعی معہ فوج مومنین اونکے برابر
پہونچکے تلوارین علم کرکے بلکہ نیزے تان کے اونکے گرد حلقہ کرکے کھڑا ہو گیا
اور عمرو ابن حارث یہ حال دیکھکر اوس گروہ مومنین کے روبرو آکر کہنے لگا کہ
اے [illegible] کسکی تلاش مین پھرتے ہو اگر طالب خون ناحق جناب امام حسین
علیہ السلام کے ہو تو اوس جناب کو یزید پلید نے ابن زیاد و عمر سعد و شمر
ذی الجوشن و سنان ابن انس علیہم اللعنۃ والعذاب وغیرہ کے ہاتھ سے
[illegible] بھلا مین نے اوس مولاے دو جہان سے کیا بدی کی ہے
[illegible] خون کا عوض مجھسے اور میرے لڑکون سے لیتے ہو اور اے
[illegible] کیا تم نہین جانتے ہو کہ مین ایک مرد شتربان اپنے اونٹون کو کرایہ
دے کر اپنی اوقات بسری کرتا ہون میرا پیشہ نہین ہے کہ مین بہ طمع زر کسی کے
قتل پر ارادہ کرون بلکہ تمکو بھی ثابت ہے کہ مین سفر کربلا مین نہ فرزند رسول کے
علیہما الصلوٰۃ والسلام کے ہمراہ تھا اور نہ لشکر ابن زیاد لعین کے پس جب
عمرو ابن حارث نے یہ کلام [illegible] اہل اسلام سے کیا تو سلیمان ابن صرد
خزاعی نے کہا کہ اے ابن حارث مین نے سنا ہے کہ پسر زیاد شریر کو ہزار
دینار و ہزار درہم کی طمع سے تو لیے ہوے ہے اپنے ہمراہ دمشق کو لیے جاتا ہے

یہ سنکے عمرو ابن حارث نے کہا کہ اے امیر تو اپنے دل مین اس بات کو
دھیان کر کہ یہ لوگ خدا و رسول صلعم پر بہتان کرتے نہین جھوٹے ہین
مین تو مرد شتربان ہون مجھپر کب اتہام کرنے مین اندیشہ کرین گے
اور اے سلیمان یہ بار جو اونٹون پر لدا ہوا دیکھتا ہے تو یہ مال سوداگری کا
لیئے جاتا ہون پس معلوم ہوتا ہے کہ میرے کسی دشمن نے تجھسے یہ بات
اظہار کی ہے جو تو میرے تعاقب مین آیا ہے پس واللہ اے امیر میرا خون
اور میرے لڑکون کا تیری گردن پر پیش خدا و رسول خدا علیہ الصلوۃ والسلام
ثابت ہوئے گا اور بھلا اس بات مین تردد و تامل کرنا کیا ہے اسوقت
تو روز روشن ہے کچھ شب تار ہی نہین اور یہ سارا بیابان ہے [illegible]
ابن زیاد بدین کو ڈھونڈھ کر جہان وہ ہاتھ لگے گرفتار کر [illegible]
ابن صرد بہت مرد نیک و خوش خو تہا عمرو ابن حارث کی یہ بات سنکر
اپنی فوج کے لوگون سے کہنے لگا کہ ایہا الناس ابن حارث کے
کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مرد نیک سچ کہتا ہے ہمکو اسکے مال سے
کیا کام ہے کس لیئے کہ ہم لوگ قزاق نہین ہین کہ مال کسی کا لوٹ
لیوین پر اے یارو تم ابن زیاد لعین کو ڈھونڈھ لو اگر وہ ہاتھ آیا تو اوسکے
یہ مال و خزانہ سب ہمارا مال ہے اور قتل عمرو ابن حارث بھی مع اوسکے
بیٹون کے ہم پر واجب ہو جاوے گا اور اگر ابن زیاد بدین اسکی
ہمراہی مین نہ نکلے گا تو پھر کسی طرح سے مال اسکا ناحق لینا ہمپر واجب
نہین ہے القصہ چار ہزار آدمی گھوڑے [illegible] قطار مین ابن زیاد بد کردار
کو جب ڈھونڈھنے لگے تو قریب پانسو مرتبہ کے اوس اونٹ کے پاس
جس مین ابن زیاد بدنہاد تہا لوگ جا کر کھڑے ہوے ولیکن اوسکو کسی نے

اوسکو خیال سے نہ دیکھا کہ یہ اونٹ شاید پانی کے لیئے بار کیا گیا ہے جب سب
آدمی اچھی طرح سے اوس لعین کو ڈھونڈھ چکے تو سلیمان کے روبرو
آکر کہنے لگے کہ اے امیر ہمنے بہت تلاش کیا الا ابن زیاد بدین کا پتا کہین نہین
ملتا ہے اب آگے جسطرح تو ارشاد کرے عمل مین لاوین یہ سنکے سلیمان
ابن صرد خزاعی نے کہا کہ اے یارو معلوم ہوتا ہے کہ عمرو ابن حارث کا کلام
لباس راستی سے آراستہ ہے شاید ابن زیاد بدنہاد اسکی ہمراہی چھوڑ کر اور
کہین چلا گیا مگر ایہا الناس اسمین زنہار شک نہین ہے کہ وہ بدکردار بصرہ
[illegible] گیا ہے واللہ ہمکو اوسکے تلاش کرنے مین کچھ تامل نہین چلو جنگل کو
[illegible] کنارہ فرات کی طرف سے چلکر ہر ایک راہ و غار و چاہ مین اوس
[illegible] ڈھونڈھین کہ شاید وہ ستمگر کسی جا پر ہاتھ آجاوے واللہ قوم
[illegible] ہوئی مردان مردود مین سے جسکو جہان پر دیکھین گے
[illegible] اپنی مراد حاصل کرینگے یہ کہکر عمرو ابن حارث سے سب
[illegible] دست بردار ہوکے کنارے فرات کے وہ سردار راہی ہوگیا
و عمرو ابن حارث یہ حال دیکھکر کہ یہ سب ہمسے دور نکل گئے ہین تو
ابن زیاد سنگدل کو جلدی سے کھول کر دیکھنے لگا کہ آیا وہ پھر زندہ ہے
یا حبس دم ہوکر مر گیا الحاصل جب اوس ستمگر کو وہان سے نکال کر
دیکھا تو وہ لعین خوف ازل سے بیہوش ہوکر مثل مردہ ہو گیا ہے پھر تو اوسپر
پانی چھڑکے اور پنکھا جھلکر اوس مردود کے لیئے پھر سامان خورش
و ذیست مہیا کر دیا جب وہ بدکردار ہوش مین آیا تو ممنون احسان ابن
حارث ہوکر ایک لاکھ درہم و تیس ہزار دینار سرخ اوسکو دے کر کہنے لگا
کہ اب کسی طرح یہان سے جلدی چلکر مجھکو دمشق مین پہونچا دے

غرض ابن حارث مکار نے اوس غدار کو چند روز کے عرصہ مین دمشق
مین پہونچادیا اور جب سلیمان نے مع فوج مومنین راہ کنارے فرات
کی لی تو اثناے راہ مین تاکوفہ جسکو آل بنی آمیہ مروان معاویہ مین سے پایا
اوسے بعذاب شدید قتل کرکے سب مال ومتاع اوسکا لوٹ لیا اور
اسی طرح سے لوٹتے بلکہ قتل کرتے ہوے سب مومنین ابن زیاد کے
ہاتھ نہ آنے سے جب مایوس ومحزون داخل کوفہ ہوے تو اوس ...
ہزار آدمی اوس سفر مین دشمنان دین وقوم بنی امیہ وغیرہ مین سے
سلیمان کی کوشش سے واصل جہنم ہوئے ولیکن جب یہ خبر ...
مین پہونچے تو ایک نامہ مختار نامدار کے لیئے لکھا اور ...
مین مکہ معظمہ مین جناب محمد حنفیہ علیہ السلام سے اجازت خروج طلب
کر رہا تھا جب اس مضمون کا نامہ لکھکر روانہ کیا کہ اے ابن ابو عبیدہ
ثقفی جلدی سے جانب عراق متوجہ ہوکر ہمنے فضل خدا سے ...
جناب مظلوم کربلا علیہ السلام کو جہان تک ہمارے ہاتھ آئے قتل کر
عراق کو بنی امیہ سے پاک کرکے اپنے تحت وتصرف مین کرلیا ہے اور اے
ابن ابو عبیدہ عالی وقار ہمکو اب فقط تیرے آنے کا انتظار ہے جب
تو آئے گا قصد ملک شام کا کرکے انشاء اللہ تعالیٰ ابن زیاد کو مارلینگے
پس جب مختار عالی وقار کے پاس یہ نامہ پہونچا تو اوسنے مضمون نامہ
سے مطلع ہوکر یہ جواب لکھ بھیجا کہ اے سلیمان ابن صرد خزاعی مرحبا
تیری ہمت پر کہ تونے اس کام کی بنیاد ڈالدی مگر مین بھی جناب
محمد حنفیہ علیہ السلام سے کہ برادر مظلوم کربلا و نائب جناب امام
علی ابن الحسین علیہ السلام کے ہین طالب اجازت خروج ہون

دیکھیے کسدن وہ جناب شریعت مآب اجازت دیتے ہین باوجود اسکے کہ اونکا
حق برحق منصب امیری ظالمون نے غصب کرلیا ہے الا اونکو اسکی خواہش
کچھ نہین ہے تو اس سبب سے میرے سوال پر بھی خوب اعتنا نہین فرماتے
ہین انشاء اللہ تعالیٰ اے سلیمان ذیشان جب مجھکو دولت اجازت
خروج کی حاصل ہوجاوےگی تو پھر مجھکو کچھ اور کام سواے تمہارے پاس
آنے کے نہین ہے پس اگر خواہش خداے تعالیٰ ہے تو اس مطلب
سے کامیاب ہوکر جلد حاضر ہوتا ہون والسلام کُلُّ اَمْرٍ مَرْهُوْنٌ بِاَوْقَاتِهَا

تمت

اطلاع

گذارش خدمت حضرات مومنین اینکہ یہ حصہ ششم کتاب مسیب نامہ
کا ہے اور حق تالیف اسکا محفوظ ہے پس کوئی صاحب
قصد چھاپنے یا چھپوانے کا نہ کرین ورنہ نقصان ہوگا
لینے کے دینے پڑینگے ہان جسقدر جلدین مطلوب
ہون راقم سے خرید فرماوین - تحریر تاریخ ۲۰
ماہ صفر المظفر سنہ ۱۳۲۱ھ بمقام لکھنو
محلہ فراشخانہ وزیر گنج -
راقم
سید عابد علی رضوی
مالک مطبع
اثنا عشری